U18358 17.12.09

Title - KHUDAWAND-E-NEMAT; HINDI MASNAVI MAULANA RAUM.

Creator - Roomi; Shah Mustaan

Publisher - Naeemiya Press (Calcutta).

Date - 1261 H

Pages - 278

Subjects - N A.

خداوند نعمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مثنوی شریف کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد حق جو نے زبان پر لا سکے * بے نشان کا کیا نشان بتا سکے
ممکن و حادث ہین سب نا مستقیم * پاوین کب واجب کے اسرار قدیم
ہی منزہ ذات پاک ذوالجلال * نارسا اُس تک ہے وہم و خیال
فہم ہے اِس معرفت مین داغ داغ * عقل بھی پاتا نہین اُس کا سراغ
گرچہ ہی وہ جز و کل مین جلوہ گر * پر نہ دیکھے ہی اُسے صاحب نظر
ہے جہان اُس سے وہ اپنی ذات سے * ہو گیا معلوم مد و مات سے
یہہ جہان فانی ہے باقی اُسکی ذات * کچھ نہین موجود جز ذات و صفات

ہر صفت میں خود وہی موصوف ہی * خواہ وہ مجہول یا معروف ہی
جزو سے تا کل آپکے کام ہیں * صفت میں تو تھا ہرا بد نام ہیں
ہی وہی ساقی وہی جام و شراب * نشۂ غفلات میں ہیں ہم تم خراب
دیکھ تک اپنے کو کر اپنے سے دور * جلوہ گر ہوتا ہی وحدت کا ظہور
جب تلک اپنے میں تو ہی پای بند * پاوے کیونکر وہ نشان ارجمند
آپ سے سب کچھ کیا پر سب سے غیر * آپ ہی ہی آپ سب باقی بجز
طرفہ استادی ہی اس استاد کی * جسنے اس خوبی سے یہہ بنیاد کی
عرش اعظم استوی الرحمن ہی * جلوہ گہہ اسکا دل انسان ہی
عرش حیران ہی کہاں رحمن رحیم * آدمی سر رشتۂ امید و بیم
مہر سے لے ماہ تا شام و سحر * ڈہونڈتا اسکو پھرے ہی در بدر
بحر نالاں ہی برای کردگار * ابر انکے و نسی سدا ہی اشک بار
ہی غرض ہر ذرہ اندر جستجو * پر جدا ان سے نہیں ہی ذات ہو
آفرین ای اوستاد با کمال * تجہکو ہی یہہ سحر سازی ہی حلال
مشت مٹی کو جان تو نے دیا * جس تجلی کو ملک سجدہ کیا
بے ستون ایسا بنایا آسمان * جسمیں حیرتناک سب ہیں انس و جان ۱
کیا زمیں کو آب پر رکھا الگ * جسمیں سرگرداں ہیں سب جن و ملک
آفرینش کا تیرے کب ہو شمار * کردیا اک بات میں ہژدہ ہزار

عاجزی بہتر ہے مجھے ای ذات پاک * وصف تیرا کیا کرے ایک مشت خاک
جب کہ لا احصی ہو قول خاصگان * انکی امت سے ہو کب اس کا بیان
میں ہون گرد اس خاصگان کی راہ کا * چور ہون یارب تیری درگاہ کا
عمر ساری معصیت میں کھو دیا * آسرا غفار اب ہے گا تیرا
گرچہ میں عاصی ہون تیرا صبح و شام * عاصیون کو بخشنا تیرا ہے کام
بہر نام مصطفی اور آل پاک * سب گناہون کو بخش دے مت کر ہلاک
بہر اصحاب خاص چار اصحاب کے * سب میرے احباب کو بھی بخش دے

نعت میں سرور عالم خاتم انبیاء حضرت محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے

مصطفی کو کیا سمجھتا ای عزیز * چاہئے انکے سمجھنے میں تمیز
جب نہ تھا کچھ تھا قدم کا ایک نور * ایک بھی کہنے سے تھی وہ بات دور
اس کا وہان ظاہر نہ تھا نام و نشان * گنج مخفی میں سراسر تھا نہان
جوش کھایا جلوۂ حسن ازل * بحر وحدت ناگہان آئی ابل
عشق کی بہنے لگی اسپر نسیم * موج اول ہے وہی در یتیم
پس محمد اصل باقی پھول و پھل * شاخ و برگ و تخم ہو آئی نکل
آدم و عیسی سے لے کل مرسلین * ہیں اسی خرمن کے سارے خوشہ چین
آب و گل میں تھے ہنوز آدم تمام * تھا لوا انکا بمیدان قدم

تھا ابھی تنور میں طوفان نوح * پا چکے تھے وہ نبوت سے فتوح
تھا ابھی گلزار ابراہیم نار * بے نشان تھا نور احمد آشکار
تھا ابھی نور ید بیضا نہان * وہ کئے روشن چراغ قدسیان
رب ارنی میں نتھے موسی ہنوز * وہ لقای حق سے تھے خاطر فروز
تھا دم عیسی ابھی تک بے ثبات * وہ لکھے عالم کی ہستی کی برات
جملہ عالم تن محمد جان ہیں * اُس مبارک نام کے قربان ہیں
جان عالم جملہ خاک پای او * نیست در عالم کسے ہمتای او
عالم غیب و شہادت کے میان * ہیں مثال برزخ اندر جسم و جان
باطن اُسکا ہی سراسر نور ذات * ظاہرا تن کو نہیں سایہ ثبات
گر نہیں سایہ تو کیا ہوگا عجب * خلقت عالم کے جب ہیں وہ سبب
خوان یغمان میں خدا کے آنکی ذات * ہی نمک بعضونکو کرتو کو نبات
مومنوں کو ہی شکر ایمان کی * کافروں کو زہر قاتل جان کی
سب غلام ہیں گے اُسی او تار کے * کفر و ایمان چاکر اُس دربار کے
رکھہ نہ آپکے سات ہرگز دل میں کین * ہیں وہ بیشک رحمۃ للعالمین
مالک ملک زمین و آسمان * خسرو دین تاج دار انس و جان
ایک پل میں عرش پر نعلین چھوڑ * لامکان تک جاکے آئی باگ موڑ
کیا عجب اُنکو اگر معراج ہو * لي مع الله جن کے سر کا تاج ہو

نعت اُنکی کہنے کی کسکو مجال * گو فرشتہ ہو زبان گویا ہی لال
حشر تک بولیں اگر جن و بشر * ہی یقین مجھکو نہو گی مختصر
ہی حقیقت انکی وحدت کا مقام * واحدیت اُن سے پائی انتظام
احدیت کے راز کے مالک وہی * سب مراتب سے ہی انکو آگہی
مین بہت عاصی بہت حیران ہون * معصیت مین بیکس سرگردان ہون
تم مقرر ہو شفیع دو جہان * تم مقرر خاتم پیغمبران
دو جہان مین کچھ نہین ہی آسرا * تم سوا یا خواجہ ہر دو سرا
یا رسول اللہ عنایت کیجیو * سب مجھکو شفاعت کیجیو
چار یار اور پنج تن کے واسطے * سب امامان زمن کے واسطے
آل و اصحاب اجمعین کے واسطے * امہات المومنین کے واسطے
مجھپہ سب بھائی برادر ماباپ پر * سب میرے اولاد و احباب پر
کیجئے یک چشم رحمت کی نظر * تا دو عالم مین نہو مجھکو ضرر
حق سے ہو صلواۃ تم پر یا رسول * دمبدم میری دعا ہووے قبول

سبب اِس کتاب کے تالیف اور تصنیف کا

دوست ڈھونڈو ہو اگر عالم تمام * آدمی مجھسا نہین پاؤگے نام
عقل کی مجھمین نہین بو باس ہی * گر زبان ہی تو نہ دسترس ہی
ہو پریشانی سے کرتا تھا معاش * پر رہی مدت سے پیرو کی تلاش

پھر پایا پر نہ پایا مدعا * کیونکہ مین خدمت مین انکے کم رہا
بعد یک مدت بفضل کردگار * فیض سے مرشد کے دل پایا قرار
ہے مرا مرشد امام العارفین * شاہ اسمعیل بغدادی یقین
عرف انکا نام حضرت بادشاہ * پیر ہیئن پیرونکے اور شاہونکے شاہ
خاندان انکا ہے روشن آفتاب * ہیئن میرے اجداد جسکے فیض یاب
ذات انکی معدن اسرار ہے * پر مجھے اس گنج مین کیا بار ہے
ذرہ گر خورشید سے ہو کامیاب * بے گمان معلوم ہے قدر نصاب
قطرہ گر دریا سے پاویگا کمال * اسکا سرمایہ ہے اسکے قدر حال
پر طفیل اس شاہ دین کے دل مرا * دین کے رستے طرف مائل ہوا
ہر کہین پائی کتب اس راہ کی * عارفان کامل و آگاہ کی
دیکھنے مین انکے تھا مائل ضمیر * سب مین پایا مثنوی کو بے نظیر
مثنوی تفسیر ہے قرآن کی * مثنوی کنجی ہے کل عرفان کی
جو کہ ہے حضرت جلال الدین روم * ذات پاک انکی تھی ایک بحر علوم
اول اس سے کرکے تھوڑا انتخاب * روز شب ہونے لگا مین بہرہ یاب
دل مین یون آیا کہ گر یہہ بھاوی * ترجمہ ہو در زبان ہندوی
مہاں تر مقصد کو پاوین دوستان * پر دماغ اسکے سمجھنے کی کہان
حاصل امداد کر نصیحت اقتباس * ترجمے کا اسکے ڈالا ہے اساس

ترجمہ ایسا کر مطلب ہو بہم * گرچہ ہو الفاظ میں کچھ بیش و کم
کچھ رعایت بھی رکھ ایہام کی * تا رہے مرغوب خاص و عام کی
استعانت روح پاک ان سے کر * خار نقاش کا چیرا جگر
تب برسنے کو لگا خون سیاہ * نارسائی بھی مری تھی عذر خواہ
عذر خدمت میں اولو الالباب کے * سب بزرگوں اور سب احباب کے
ہے تمنا عاصی نا چیز کی * جو نہیں رکھتا ہے بو تمیز کی
گر خطا دیکھو تو ہونا عیب پوش * یار ہو اصلاح سے اسکے خموش
ور کہیں نادر صواب آوے نظر * یاد کرنا تم دعا سے سر بسر
کام رکھنا بندے اس شاہ کی * چھوڑ تقصیرات اس گمراہ کی
حرف حرف ہے اس کتاب پاک کا * گوہر بے عیب و لعل بے بہا
پوت اور در میں پرو یا بید رنج * میں تو گویا ہوں ما بھی منہاں بہ گنج
پھول کو گھیرے ہے اندر خار بن * لیجو اس خار بن سے پھول چن
کیوے چمن اُس گل کو بلبل آشکار * ہے گل خورشید حسن گل پر نثار
مطلب اُسکا گل عبارت خار ہے * خار گل ہونا بہم نا چار ہے
گل بغیر از خار کے ہوتا ہے کب * خار سے گل چاہئے کرنا طلب
خار سے پیدا گل رعنا ہوا * بلبل اُس پر عاشق شیدا ہوا
طالبان معنی اسرار دین * عشق میں بلبل سے ہرگز کم نہیں

واسطے اس گل کے ای صاحب شعور * خار کی منت اٹھاتا ہی غرور
نکہت اس گل کی جو پاوے گر دماغ * اسکا دل ہو عشق حق سے باغ باغ
بس ایسے فردوس عالی ہی مقام * اس لئے باغ ارم ہی اسکا نام
نام اسکا میں رکھا باغ ارم * رکھ مدام اسکو خدایا محترم
سال بھی اس نام سے ہی آشکار * ایک ہزار و دو صد و چہل و چہار
ہو مبارک دوستداروں پر یہ باغ * دشمنوں کو ہو جیو سینے میں داغ
ای جناب پاک مولانای روم * خوف سے گاتا ہوں میں مانند موم
کیوں کے درد آمیز ہا یا آپ صاف * لطف سے کرنا میری جرات کو معاف
آب کیا وہ پاک ہی آب حیات * نظم ہی ظلمت میرا فی حد ذات
ذائقہ اس آب کا جس نے چکھا * اسکو بے شک ہی ملے ملک بقا
بس جو ہی آب بقا کا تشنہ لب * نظم سے میرے کرے اسکو طلب

آغاز اس کتاب مستطاب کا بر سبیل ترجمہ و انتخاب کے

نی حکایت جب کرے ای بسر * میں جدائی کی شکایت سر بسر
نی وہی عارف جو کہتا دم بدم * میں نہیں جز موج دریای قدم
ذات سے اپنے ہوں میں فانی ولے * جلوہ گر ذات خدا سمجھے ہی سے
بانسری والے سے میں دمساز ہوں * عشق میں اسکے فدا جاں باز ہوں
حق سے ہوں موجود اپنے ست قدم * جو کہا حق نے کہوں میں دمبدم

مین جو کرتی درد سے آواز ہون * باخدا مین سوز ہون یا ساز ہون
اس سبب سے مین جو کہتی راز ہون * مذہب عشاق سے غماز ہون
جو صدا نکلے ہی مجھ سے ہان گداز * ہی حقیقت مین صدای بے نواز
خواہ فرقان خواہ انجیل و زبور * ہی کلام حق کو میرے سے ظہور
نی نواز یکدم ہو گر مجھ سے جدا * نے سنو گی پھر میرے سے کچھ صدا
جون قلم ہون ہاتھ کاتب کے اسیر * اسکے جنبش سے ہون مین جنبش پذیر
ذات سے اپنے نہین جنبش مجھے * تا کہو ہون ایک حرف بے اسکے
ہاتھ سے کاتب کے مین بے اشتباہ * صفحہ کا نور کرتی ہون سیاہ
گرچہ ہر لحظہ ہر رنگ آب نوس * کھینچتی ہون سو خط زلف عروس
صد عبارت ہای رنگین پر نمک * شکر حق ہو یا شکایات فلک
یا نوید وصل یا درد فراق * یا بیان حسن شرح اشتیاق
سر بسر سب فعل ہی نقاش کا * نقش جو نقاش نے کیا ؛ کہ
گر مجھے چھوڑے زمین پر یکنفس * خشک یک نے ہون ہو کی نی تہی
جب سے کاٹا ہی نیستان سے مجھے * مرد و زن روتی ہین نالن میرے درد سے
نیستان وحدت جسمین ہی عدم * ایک تھا نور قدم سے مل بہم
جملہ اعیان جہان روز ازل * تھے نہین خواہان درد و غم بدل
نا تو دہستی کی کچھ بو پائے تھے * نا کسیکے فہم مین وہ آئے تھے

متحد تھے ذات سے حق کے تمام * تھا نہیں کچھ انمیں غیریت کا نام

ناخدا اسے تھے جدا نا ہم دگر * غرقۂ دریائے وحدت سربسر

پائی جنبش ناگہان دریای جود * خود میں خود سے سب کا خود دیکھا نمود

امتیاز علم آیا درمیان * بے نشان کا سب ہوا ظاہر نشان

واجب و ممکن ہوئے از ہم جدا * رسم و آئین دوئی پایا بنا

موج زن پھر ہو گیا بحر محیط * آ لگی ساحل کو ارواح بسیط

پھر ہوئی یک موج ویسی ہی عیان * برزخ جامع میان جسم و جان

ہے مثال مطلق اس برزخ کا نام * درمیان جسم و جان آمد کا مقام

موج پھر یک اور اٹھی بحر سے * جسم بن جسمانیان ظاہر ہوئے

جسم کے اطوار بدلے چند بار * طور آخر آدمی ہے خاکسار

سب بسر بر ہر مراتب کر عبور * اصل سے اپنے ہوا انسان دور

گر نہیں وہ وصل کا پاوے ثمر * کون ہے انسان سے مہجور تر

فرد ہیں اسماء خالق اے ودود * عالمان اندر شیونات وجود

موج زن اعیان جملہ ممکنات * جو قبولے فعل اسماء و صفات

جب تمام اشیا و اسما کا قصور * رتبۂ انسان میں رہے گا ظہور

ہے یہ سب رہتے ہیں ساتھ انسانکے * اصل سے اپنے جدا ہم کیوں ہوئے

اصل سے اپنے جو ہوتا ہے جدا * ڈھونڈھتا ہے وصل پھر کر اصل کا

چاک ہو سینہ بہ شمشیر فراق * تا کہوں میں حال درد اشتیاق
میں ہر محفل بیچ نالان ہوا * جفت بدحالان و خوشحالان ہوا
گرچہ ہر یک شخص میرا یار تھا * پر نہ میرا واقف اسرار تھا
بھید میرا دور نالے سے نہیں * لیک چشم و گوش بستے ہیں کہیں
جان تن سے تن سے جان پنہان نہیں * لیک دید جان کو دے امکان نہیں
بانگ نائی کی ہے آتش میں ہوا * جس میں یہ آتش نہ ہو سو ہو فنا
عشق کی آتش جو ہے نے میں پڑی * عشق کی جوشش ہے جو مے سے اٹھی
نی عجب کچھ زہر ہے تریاق ہے * نی عجب دمساز و مشتاق ہے
نی عجب پھر کچھ سخن کرتی ہے ساز * بولتی ہے عشق مجنوں کا بناز
محرم اسرار کا بے ہوش ہے * کب خریدار زبان خرگوش ہے
کاملوں کا حال کب پاویں ہیں خام * پس سخن کوتاہ کر تو والسلام
قید ہستی چھوڑ دے ای بے خبر * کب تک پابند قید سیم و زر
کوزۂ چشم حریصان پر نہیں * تا صدف قانع نہیں پر در نہیں
فاسقی میں جو گریبان چاک ہے * حرص کے عیبوں سے یکسر پاک ہے
شاد ہو ای عشق خوش سودا ہمارے * ای طبیب جملہ علت ہمارے
تو دوائے نخوت و ناموس ہے * تو ہی افلاطون و جالینوس ہے
عشق سے خاکی فلک پر ہے سوار * کوہ آیا رقص میں دیوانہ وار

جفت ہوتی گر لب دمساز سے * بولتے ہم بھی بولنے کے راز سے

ہم زبانوں سے ہوا جو ہے جدا * بے نوا ہے گرچہ ہووے بانوا

جب گیا گل آئی گلشن میں خزان * راز پھر کچھ لیں کہاں سے بلبلان

سب وہی معشوق عاشق ہے حجاب * مردہ عاشق زندہ معشوق خوشاب

عشق کو عاشق کی پروا گر نہو * مرغ ہے بے بال و پر افسوس او

کس طرح مجکو رہے ہوش و قرار * جب نہو ہمراہ میرے نور یار

حکایت بادشاہ کی جو لونڈی پر عاشق ہوا تھا

دوستو میرے سنو یہ داستان * خود حقیقت میں ہمارا ہے بیان

بادشاہ پہلے زمانہ میں کہیں * تھا اسے سب حشمت و دنیا و دین

از قضا یکدن وہ شاہ نامدار * لے خواص اپنے گیا کرنے شکار

راستے میں یک کنیزک دیکھ کر * دل ہوا اس شاہ کا زیر و زبر

ہو گئی زلف اس بت سیمین کی دام * شاہ تھا سو ہو گیا اسکا غلام

مرغ جان اسکا تڑپنے کو لگا * مال دے اس آفت جانکو لیا

جب خرید اسکو کیا پائی مراد * ناگہان بیمار شد آن حورزاد

ہے عجب نیرنگی دنیاے دون * دیکھیے دکھلائے سے آدم ہو زبون

تھا کسی کا خر نہ تھا پالان اسے * پایا پالان لیگئے خر باندھ کے

تھا کسی کا کوزہ پر پانی نہ تھا * جب ملا پانی تو کوزہ پھٹ گیا

کرا اطبا جمع یکسر شہریار * درد سے ہر یک کو ہوا انتظار
جان ہی اصل و جانان ہے عزیز * دردمندین آپکے کردگار و تمیز
کہہ اُٹھے ہم اسمین جان بازی کرین * جمع کر خاطر کو انبازی کرین
ہم تو ہین ہر یک مسیح روزگار * ہی دوا ہر مرض کی در اختیار
پر نہ یون بولے خدا چاہے اگر * بس دکھا یا حق انہین عجز بشر
ترک استثنا سے کب پاوے مراد * جو ہو فضل خدا پر اعتقاد
ہین بہت ایسے نہ نکلے منہہ سے بات * جانکو رکہتے ہین استثنا کے سات
بندگی سرمایۂ دولت ہی جان * خود نمائی ہے بے نصیبی کی نشان
جتنی کی تدبیر اور اُسکی دوا * بے اثر تہی مرض افزون تر ہوا
چاہتے ہی سرکنگبین صفرا بڑھا * روغن بادام سے خشکی گیا
تہا ہلیلہ اُسکو قابض بیشتر * آب سے بڑہتی تہی آتش کا ضرر
شاہ جب دیکہا اطبا کی خطا * پا برہنہ دور سجدہ کو گیا
جان سے اپنے گیا حسدم خروش * آگئی دریاے بخشایش بجوش
سو گیا روتا ہوا با پیچ و تاب * خواب مین یک پیر کو دیکہا شتاب
اُسکو کہتا ہی کہ حاجت ہی روا * کل غریب یک ہم سا جو ہو پس آ
بسحر مطابق دیکہہ اُسکا تو علاج * قدرت حق ہی اسے اندر مزاج
رات گذری جب ہوا روز آشکار * جل گئے سورج سے ذرے با شرار

دیکھتا کیا ہی کہ ایک فاضل پیر آ * رخ منور ماہ کا جون شمس الضحیٰ
دور سے آتا ہی مانند ہلال * نیست تھا پر ہست بر شکل خیال
جو خیالاتین ہیں دام اولیا * عکس وہ مہ رویان بستان خدا
شہ بجای حاجبان آگے گیا * غیب کے مہمان کو اپنے لیا
تو کہے معشوق تھا اور وہ نگار * پر زمانہ مین عجب ہی پردہ دار
تو کہا ہے مصطفیٰ مین چون عمر * واسطے خدمت کے باندھا ہون کمر
چاہئے ہم کو سوال ایک حق سے اب * لطف سے محروم ہو گئے بے ادب
بے ادب تنہا نہ خود ہی خوار و زار * مارتا ہی آگ عالم مین شرار
ابر نا برسے نہ ہووین گر زکوات * تخم ہی سے نان ہی چار و جہات
جو کہ نامردی کرے حق کے حضور * رہزن مردان ہی وہ مرد ہی سے دور
پرسش احوال کی مسند پہ لا * گنج پایا صبر سے مین نے کہا
ای لقا تیرا جواب ہر سوال * حل میری مشکل کا ہے بے قیل و قال
حال کو بیمار کے پھر عرض کی * بعد ازان لا رو برو بٹھلا دی
رنگ رو قارورہ اور حرکات نبض * دیکھ کر چپ ہو رہا پہچان مرض
دل پہ اس کے عشق سے پایا گزند * تن ہی خوش ظاہر مگر دل دل کا بند
دل کی زاری سے ہی ظاہر عاشقی * دل کی بیماری ہی بیماری بری
درد عاشق علتون سے ہی جدا * عشق اصطرلاب اسرار خدا

کیا کہون مین مست شرح روی یار * جس کا نا ہی یار نا کوئی دیار
ہی وہی خوشتر کہ راز دلبران * دوسرون کے ذکر مین کرنا بیان
دے اٹھا پردہ برہنہ کہہ سخن * سو دے جیون البرے مل سکے پیرہن
آرزو کر پر نہ اندازے سے دور * کب اٹھا دے ایک تنکا کوہ طور
شاہ سے بولا طبیب کاردان * اپنے بیگانے سے کر خالی مکان
گھر ہوا خالی گئے خویش و قریب * رہ گیا بیمار تنہا با طبیب
آ کے کو آہستہ کہا ای سیم تن * کون سے ہی شہر مین تیرا وطن
ہاتھ آ کے نبض پر رکھ یک بیک * پوچھتا تھا قصہ جور فلک
شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کر * مرض کا آسکے نہ پایا جب اثر
یاد آیا جب سمرقندی سنار * زرد ہو منہ نبض اچھلے بیقرار
پس کہا جانا تیرے آزار کو * لا ملا دون مین وہ زیبا یار کو
فارغ و ایمن ہو رشک انجمن * وہ کرون تجھ سے جو نیسان با چمن
غم تیرا کھاتا ہون مین تو غم نکھا * رحم تجھ پر مین کرون مانباپ سا
پھر کہین یہہ راز شہ سے بول مت * منہ کو آگے شہ کے ہرگز کھول مت
مصطفی کا حکم ہی اخفای راز * تا کہ ہو مطلب سے اپنے سرفراز
وعدۂ لطف حکیم مہربان * کر دیا بیمار کو آسودہ جان
بعد ازان آ شہ سے کی کچھ ایسی بات * بہیجا قاصد اور دیا زر اُنکے ساتھ

خلعت و زر دیکھ کر زرگر بسر * چھوڑ کر گھر کو کیا عزم سفر
چڑھکے گھوڑے پر روانہ ہو گیا * خون بہا اپنا دہین خلعت لیا
دیکھ شہ زرگر کے تئین تعظیم کی * گنج و مال اپنا اُسے تسلیم کی
پھر دیا اُس ماہ رو کو اُسکے سنگ * جمع گویا ہو گئے شمع و پتنگ
چھ مہینے تک کٹے عشرت سے دن * پائی صحت ہر طرح وہ گلبدن
اُسکو دی شربت مین کچھ شی پرگزند * جس سے وہ گھلنے لگا مانند قند
اُڑ گیا اُسکا جمال دلنواز * جان دختر کا بھی وہ سوز و گداز
عشق جو دربند بوی و رنگ ہے * عاقبت وہ عشق گویا ننگ ہے
پس کہا اُسنے کہ ای زیبا نگار * عشق کا دیکھا عجب کاروبار
ہون مین وہ آہو کہ میری ناف سے * بہ گیا خون صاف اِس صیاد سے
ہون وہی روباہ صحرا بالیقین * جسکا سر کاٹا ہے بہر پوستین
آج مجھ پر کل کو اُسپر ہوئیگا * خون میرا کب کہ ضائع جائیگا
ہے جہان چیون کوہ فعل اپنا ندا * آوے ہے اپنے ندا کی وہ صدا
کہہ کے یہ دم مین گیا زیر زمین * عشق کے علت سے چھوٹی نازنین
عشق میت کا یقین سب بے مدد ہے * کیونکہ اُسکو پھر نہین ہے بود ہے
عشق اُس زندہ کا کر یو اختیار * جو شراب جان کرے تم پر نثار
عشق اُسکا کر کہ جسسے انبیا * مرتبہ پائین ہیں دنیا دین کا

تو نکھہ شہ تک کہان ہی ہمکو دخل * کام مشکل پیش کریون پاس سہل
قتل زرگر کا کیا گرچہ حکیم * پر نہین کچھ اسکو تھی امید و بیم
شہ نے شہوت سے نہ خون اسکا کیا * بدگمانی چھوڑ دے اب سے ریا
قتل مسلم کرنا ناحق اسکا کام * جسکا پھر مذکور ہی کفر و حرام
شہوت و حرص و ہوا سے پاک تھا * نیک کام اسنے کیا پر بدنما
خضر نے دریا مین جو توڑا جہاز * توڑنے مین اسکے تھا پھر برگ و ساز
جو کہ جان لیتا ہی سو دیتا ہی روح * وہم مین پھر سے نہ آوے وہ فتوح
عرش مدح اشقیا سے کانپتا * متقی پھر اور اپنے مدح کا
گر نہوتا اسکو سودا اندر زبان * قہر کب کرتا اسے وہ مہربان
شان پاکان مت کر اپنے پر قیاس * گرچہ شیر و شیر کا ہی ایک لباس
ہی تمام عالم اسی مین راہ گم * یاد کیونکر مطلب ابدال تم
لا تعین یون ہمین ہونگے اشتباہ * فرق انکا ہی ہزاران سال راہ
ہی دہائی سے منافق جو کہ سنگ * اسکے دلمین ہیگا بیشک قصد جنگ
آب شور و آب شیرین ہی بہم * امتیاز اسکا تجھے ہوتا ہی کم
فعل حق کی کون کیفیت کہے * اس قدر کہی جو حاجت نفی ہے
ہی کہین ایک کہین ویسا ظہور * کام دین کے ہین نہ حیران سے دور
دیکھ رنگ ہر ایک دلمین کر ہراس * تا کہ ہو خدمت سے ویسے روشناس

ہیں بہت ابلیس آدم کے مثال * ہاتھ سے ایک ویکے اپنے کو سنبھال
صورت انسان میں شیطان ہیں نے * ہاتھ میں انکے نہ اپنا ہاتھ دے
کام مردوں کا ہے گرمی روشنی * بے حیا ہو وین دغا بازو دنی

حکایت یہودی بادشاہ ظالم کی جسنے نصارا کو مارا

ایک ظالم تھا یہودی بادشاہ * کردیا نصرانیوں کو بس تباہ
وقت عیسی تھا وہی موسی یہاں * جان تھے عیسی کے عیسی انکے جان
کی شہ احول نے در راہ خدا * آن دو دوست از خدائی کو جدا
اپنے یک شیشہ کو تین دو دیکھ کر * ایک تو را اور تو تاہ و مگر
دین موسی کا کیا دعوی تباہ * لاکھوں مارے اپنے مومن بے گناہ
شہوت وغضب و حسد احول کرے * عقل کو طاقت سے ستا مال کرے
غرض میں نظروں سے چھپ جاوے ہنر * سو حجاب آوے ہی دل سے انکھہ پر
جب لیا قاضی نے رشوت مال و زر * پھر کہاں مظلوم کا ہو دادگر

سوال خلیفہ کا لیلی سے اور احوال اسکا

دیکھہ لیلی کا خلیفہ نے جمال * اسکو پوچھا اے بت فرخندہ فال
تو نہیں ہے خوبرویوں سے زیاد * کیا سبب مجنوں کو تیرا اتحاد
تجھہ میں کچھہ ایسا نہیں ہے گا جمال * کہہ تو مجنوں کیوں پریشان ہے گا حال
وہ کہی اے سادہ آسودہ دل * عشق میں تو خود نہیں افسردہ دل

تو نہین ہمرنگ مجنون کا مگر * تا تجھے معنی سے ہو حاصل خبر

جو ہی بیدار ای دہی در خواب تر * جاگنے سے اسکے خواب اسکا بتر

ساتھ حق کے گر نہین ہوشیار ہم * خواب مین بہتر گر جو ہون بیدار ہم

ای دہی سویا جو وہ باہر خیال * آرزو چاہے کرے اس سے سوال

دیو کو جون حور دیکھے خواب مین * پھنس رہے شہوت کے پیچ و تاب مین

اسنے دی تخم نسل شورہ مین ڈال * جب خودی مین آگیا بھاگا خیال

ضعف سر دیکھا سے ایا تن پلید * وہ خیال و نقش ہو نا پدید

مرغ اڑتا ہی ہوا پہ ہوشیار * اسکا سایہ ہی زمین پہ مرغ وار

احمقی جو اسکی صیادی کرد * آپ پیچھے دوڑتے شادی کرد

سایہ حق جب ہووے تیرا پاسبان * یہ خیال اور سایہ چھوڑ رستے تجھے امان

سایہ یزدان ہے مرد خدا * مردہ یہ عالم ہے اور زندہ خدا

دامن اسکا پکڑ لے چل ای فلان * تا نہ ہو آوارہ آخر زمان

پہیر اس صحرا مین مت رکھ بے دلیل * غیر حق کو چھوڑ مانند خلیل

کر حسد ہووے تجھے طوق گلو * ای حسد مین سخت شیطان کو غلو

رہ مین اس سے سخت تر عقبہ نہین * جو حسد سے پاک ہو وہ پاک دین

خاک پاے مرد حق ہو ای جوان * ڈال دے حق حسد پر بے گمان

حکایت یہودی وزیر کی جو حسد سے اپنی ناک کٹوایا

اور کوئی تھا ایک وزیر اس شاہ کا * دشمنی جسنے سپہ سے لیا
نعمت اسکو حق نے دی تھی بیشتر * پر نہ شکر اسکا کیا وہ بے خبر
کفر نعمت کا جب آیا امتحان * اسنے کھویا مفت اپنے ناک کان
ناصح دین کر سے بانکار وزیر * کردیا بادام کے حلوی میں سیر
شکر کر پھر شاکرون کا ہو غلام * ہو فنا ان پاس باقی رہ مدام
وہ بھی تھا نادان مثل بادشاہ * سرکشی کرتا تھا با حکم اله
ساتھ ایسے قادر قیوم کے * ہمسری دعوی عدم کیون کر کرے
یہ جہان محدود بے حد ہی خدا * نقش و صورت اسکے آگے سد ہوا
سو ہزاران نیزۂ فرعون کے * رد کے موسیٰ ایک ادنا چوب سے
سو ہزاران طب جالینوس تھے * ایکدم عیسیٰ سے کل باطل ہوئے
سو ہزاران دفتر اشعار تھے * اسکے امی کے مقابل خوار تھے
ساتھ ایسے حاکم قہار کے * ایک تنکا نا مرے تو کیا کرے
فہم و خاطر تیز کرتی ہی خطا * ہو شکستہ تا تجھے پہنچے عطا
ایکزن جو تھی گنہ سے شرمسار * اسکو زہرہ کر دیا پروردگار
زن کو زہرہ کر بنانا مسخ تھا * رایگان تو مسخ مٹی سے ہوا
کر دیا ناحق زمین میں خاک دھول * ذات کو اپنی جو تھی رشک عقول
آدمی آخر تو ہی اے ناخلف * کب تلک پستی کو سمجھیگا شرف

جب تلک اس مے سے تو مخمور ہی * ذوق سے جام بقا کے دور ہی

بیان یہہ کہ موجود حق اور عالم بالذات نابود ہی

ای خداوند قدیم ذوالجلال * ہی توہی موجود مطلق بے زوال

مہرۂ شطرنج سے ہم تیرے ہات * ہات میں تیرے ہار اور مات

کون ہیں ہم ایسے ای جان جہان * تا ترے ساتھہ ہم بھی ہوں درمیان

ہم عدم ہستی ہماری ای فنا * ہست مطلق ہی توہی ذی نما

ذات سے اپنے ہیں خود نابود ہم * ہیں ترے ہی ذات سے موجود ہم

لذت ہستی دکھایا نیست کو * عاشق اپنا بھی بنایا نیست کو

ہم نہیں تھے اور تقاضا ہو بہو * لطف سے بخشا ہماری آرزو

روبرو تیرے حقیقت کے کائنات * عاجز ہیں جیسے قدرت کا صفات

گاہ حرف شادی و کہہ غم کہے * گاہ نقش دل و کہہ آدم کہے

کیا سکت ہی جو ہلا دیں ہاتھہ ہم * نفع یا نقصان سے ہاریں ایکدم

توحید حق تعالی کی اور تنبیہ فرقۂ قدریہ وجبریہ کی

ای فلان تو جبر میں گر ہی اسیر * اختیار اپنے کا یا ہو دے بغیر

دیکھ لے قرآن میں تصریحات * حق کہتا ہی ما رمیت اذ رمیت

گرچہ لاویں تیر ہم ہم سے نہ جان * تیر پھینکے ہی خدا ہم ہیں کمان

یہ نہ جبری راز ہی جبار کا * عجز نایہ بندۂ لاچار کا
ہی تیری زاری دلیل اضطرار * شرمساری ہی گواہ اختیار
اختیاری گر نہین تو کیون خجل * کیون تو ہی شرمندہ و آزردہ دل
کیون ہی شاگردون پہ زجر استاد کا * کیا سبب تدبیر مین خاطر ترا
ورکہے تو سے بے خبر ہون جبر سے * نور حق پنہان ہی پیچھے ابر کے
ہی جواب آمد کا من آمد کو کان دہر * سنتے ملے دین کفر سے پرہیز کر
جب کے ہو بیمار تو زار و نزار * وقت بیماری کے ہو تو ہوشیار
دیکھتا ہی تو گنہ کا شور و شر * عزم کرتا ہی کہ آؤن راہ پر
پس ہوا معلوم بیماری تجھے * بخشتی ہی ہوش بیداری تجھے
جو کہ ہی بیدار تر پر درد تر * جو کہ ہی آگاہ تر رخ زرد تر
جو کہ ہی زنجیر مین ناشاد ہی * قید کا قیدی کہان آزاد ہی
پاؤن پر جب تو نے دیکھا اپنے بند * شر سے چوکی کب ملی اے مستمند
عاجزون کے ساتھ ہے کار سرکشی * ہی قبیحت عاجزون کی عاجزی
الغرض جس کام مین ہی تجھکو میل * وہان سمجھتا اپنے قدرت کا ہی کہیل
جس جگہہ پایا نہین میلان آپ کا * وہان ہوا جبری کہ ہی حکم خدا
انبیا جبری ہیٔن دنیا مین یقین * جبریان کفار ہیٔن در کار دین
جنس ہیٔن کفار جب سمجین کے * سجن دنیا مین خوش پاینگے زور سے

انبیا جب جنس تھے جنات کے * جان و دل سے گئے طرف جنات کے

بیان وحدت کہ عالم بذات خود نابود رحق ہیچ اسکے موجود ہے

جب خدا عالم پہ ہی ظاہر نہین * انبیا نائب خدا کے ہین یقین
یہہ غلط بولا کہ نائب اور منیب * گر جدا دو جانتا ہووے بد نصیب
نی ہی دو آگے تری صورت پرست * ایک جانے اُسکو وہ صورت پرست
ہین وہ دیدہ گرچہ آپس مین جدا * دیکھیو پھر نور مین اک فرق کیا
دس چراغان ہون اگر یک جاے پر * ظاہرا آپس مین ہین ہر یک دگر
پھر نہین ہرگز جدا از روی نور * اس قدر بس شاہدی گر ہے شعور
ہو اگر سیب و بہی ہون در حساب * ایک ہی ہووے نچو تو رہین گر شراب
قسمت و اعداد باطن مین نہین * تجزیہ و افراد باطن مین نہین
اتحاد یارون سے بھلا * کام رکھ باطن سے صورت کو جلا
صورت سرکش مٹا وے ای دلبر * گنج وحدت ہی اسی صورت کے زیر
ایکہی گوہر تھے ہم جیون آفتاب * بے گرہ شفافیت مین مثل آب
جب تجلی کو ہوا وہ پاک نور * کنگرونکے سایہ سا پایا ظہور
کنگرون کو جب اٹھا دو از میان * پھر کہان باقی جدائی کا نشان
شرح آجکے بولنا مین پیغمبر رابغ * پر سخن باریک ہے جون تیز تیغ
گر تجھے ہین طاقتین وسواس کے * حد قدم آگے رکھ اس الماس کے

تو سپر رکھتا ہین تو بھاگ جا * کاٹنے سے تیغ کو کچھ نا حیا
اس لیے مین تیغ پر ڈالا غلاف * تا تیرے خاطر پہ نا گذرے خلاف
جا طرف معنی کے صورت سے گذر * ہی تن صورت مین معنی کا اثر
ہم نشین ہو اہل معنی کا شتاب * تا تجھے معنی سے ہووے فتح باب
جان ہے معنی بدن مین بے غلاف * ہی مثال تیغ جو ہین با غلاف
وہ غلاف اندر نظر آوے ہی خوب * باہر آنے سے جلا دینے کی جوب
تیغ جو ہین لے نکر دشمن سے جنگ * تا مبادا قافیہ ہو جاے تنگ
تیغ گر جو ہین ہو بہتر لیجیے * ہو اگر الماس خوشیان کیجیے
اولیا کے ہی سلح خانے مین ہی تیغ * صحبت انکی کیمیا ہی بید ریغ
راستو نے یون کہا ای خوش یقین * ہینگے دانا رحمۃ للعالمین
ای پسر یہہ باغ ہی زندان تیرا * ملک کثرت ہی بلا سے جان تیرا
تار خندان باغ کو خندان کرے * نیک تجھ کو صحبت نیکان کرے
دوستی پاکون کی حاصل کر بجان * دل نہ دے ہرگز بجز روشن دلان
تو اگر چہ ہیگا پتھر سے بتر * صاحب دل کو پکڑ ہو جا گہر
دل کو روشن کر تو اہل دل سے مل * پرورش کرتن کی اب وگل سے مل
دل کا چارہ ہے دل خورسند سے * مانگ ہے دولت کو دولت مند سے

نعت سرور عالم صلعم کی جو بیچ الجمل کے تھی

مصطفی کا نام تھا انجیل مین * انبیا جس نام کی حرمت کرین
تھا بیان انکے شمایل کا دراز * اور ذکر عز وجاہ صوم و نماز
بیشتر نصرانیان خاص وعام * دیکھتے جب آستان نیک نام
بوسہ دیتے تھے بہت تعظیم سے * سر جھکاتے تھے وہان تسلیم سے
اس بلا مین جو گیا تھا وہ زہر * جس سے مارے گئے بہت برنا و پیر
وہ جماعت سب طفیل اسمکے * اسکے آفت اور بلا سے بچ رہے
جب ہوا ایسا کرم اس نام کا * ذات انکی کیون نہووے آسرا
نام احمد کا جب ایسا ہو شفیق * نور ان کا کیون نہو شمع طریق
نیکوان گذرے رہا دستور پاک * ظالمان امت مین ہوکے سب ہلاک
جو رکھا دنیا مین دستور خراب * اسکو ہر ساعت ہی نفرین اور عذاب
جزکو ہر دم میل اپنے گل سے ہی * بلبلون کو عشق رد کی گل سے ہی
نفس کی فرمان بری فرعون کو * دیکھو آخر کس طرح سے دی ڈبو
حق کو اور دامن کو احمد کے نچھوڑ * ای پسر بوجہل سے منہ کو موڑ
جسکے پردے کو خدا کرتا ہی فاش * عیب پاکون کا وہ کرتا ہی تلاش
عیب پوشی جسکے چاہے ہی خدا * عیب جوئی سے وہ رہتا ہی جدا
خوش وہ انکھین ہین جو روتین ہین ہر بار * ای مبارک دل جو ہو حق کا شکار
آنکھ وہ بہتر جو گریان اس پہ ہو * دل ہمارا یون وہ کہ بریان اس پہ ہو

بعد ہر رونے کے خندہ ہی یقین * خوش وہی بندہ جو ہو انجام بین
آب جاری ہی جہان سبزہ وہان * اشک جس جا ہی روان رحمت وہان
اشک گر چاہے تو کھا در دیتیم * رحم چاہے تو ضعیفان پر رحیم
غم اگر دیکھے تو توبہ جلد کر * غم خدا کے حکم سے ہی کارگر
عین غم شادی ہو گر چاہے خدا * قید آزادی ہو گر چاہے خدا

بیان اسکا کہ جہد مقدم ہی توکل پر اور انکار جبریہ کا

مصطفیٰ فرمائے بآئین سن ہوشمند * بر توکل زانوی اشتر بہ بند
یعنے اول سعی کر بعد از امید * تا بر آ مقصد تجھے ہو جاے پدید
تو عیال حق ہی حق سے رزق چاہ * ہی مثال خلق عیال اللہ لہ
جسنے پانی ابر سے برسا دیا * کیا نہ دیگا رزق رحمت سے خدا
پایہ پایہ جائیگا تو بام پر * مت جبری بن نہ طمع خام بر
پاؤن کے ہوتے نکر اپنے کو لنگ * جب ہی قدرت کر یو مت پوشیدہ چنگ
جب دیا تجھکو کدالی اوستاد * بے کہے بوجھی گئی اسکی مراد
کسب کی جب تجھکو حق طاقت دیا * بیگمان گویا کہ وہ نعمت دیا
یعنی شکر نعمت و طاقت ہی جان[1] * جبر ہی انکار نعمت بے گمان
سر توکل حق پہ لیکن کام کر * کسب کا تکیہ بفضل عام کر
غافل حق سے سمجھ دنیا مین بد * نہ زن و فرزند جنس و مال نقد

دین کے خاطر جو تو رکھتا ہی مال * اس کو فرمایا ہی مال حلال
جہد حق ہی حق دوا اور مرض بھی * منکر نفی و جہد سے جہد کی

قصہ شیر کا جو خرگوش سے دغابازی کھا کر کوے میں گرا

شیر سے سب جانوراں ایک بار * جبر سے ایسا کیا عہد و قرار
ہر طرف سے جاوے یک یک جانور * شیر کے نزدیک کو منکر بے جگر
آئی جب خرگوش کی نوبت بدر * وہ پکارا کب تک یہ ظلم و جور
عقل ہی سرمایۂ فضل و ہنر * عقل سے بہتر نہیں ہی دادہر
حق دیا آدم کو علم اول تمام * علم سے افلاک پر مارے علم
گر بھی صورت سے آدم ہی مراد * پس ابوجہل و محمد یک نہاد
کیا ہی اس صورتیں کم تک کر تو غور * نقش جو دیوار پہ آدم کے طور
جان کم ہی اس میں اے صاحب شعور * ڈھونڈ جا وہ گوہر پاکیزہ نور
خاتم ملک سلیمان اسم ہی * جملہ عالم صورت و جان اسم ہی
آدمی کے باطن بہت خصم و عدو * ہی اگر عاقل تو کر پرہیز تو
مشورت دیتی ہی ہشیاری بری * عقل کو ہی عقل سے یاری بری
کم کر ان تینوں میں اب کو اشتا * مال و مذہب مقصد اپنی جا تکا
جب کہ پایا خصم نے ان تینوں کو * ہو کمینگاہ میں تجھ سے خواہان عدو
ہی تجھ سے قابو میں جب تک ہی چھپا * جب سنا دو سے تو ظاہر ہو گیا

مطلب اس کا دھر لیوے دل مین تیرے * چاہئے یعنی کہ اب بر ناد ہر سے
نور نور چشم خود ہی نور دل * نور دل سے نور دیدہ مشتعل
یار نور نور دل نور خدا * پاک نور عقل ہی حس سے جدا
ضد خوشی کا ہی غم و رنج و الم * ضدیت سے ذوق شادی پائی ہم
رنج و غم اسکے لئے حق خلق کی * تا کہ اس ضد سے ہو ظاہر خوشدلی
ضد ظاہر سے ہوا باطن عیان * جب خدا کو ضد نہین ہی وہ نہان
اس لیئے دیدے نہین پاتے اسے * حق ہی مدرک موسے دکھہ طور سے
رنگ اس بے رنگ سے پایا ظہور * باز ہی راجع ادھر ای باشعور
مرگ رجعت تجھسے ہر لحظہ ہم * مصطفی فرمایا دنیا ایکدم
نو بنو ہوتی ہی دنیا دم بدم * بے خبر اسکی بقا پاتے ہین ہم
عمر مثل آب جو ہر دم دگر * مستمری سے نہین آتی نظر
مستمر ہی اپنے تیزی سے مدام * جیسے مشعل کو پھراوے تیز گام
الغرض خرگوش بعد از دیر کے * چل دیا غصے سے آگے شیر کے
شیر مارے بھوک کے بے تاب ہو * کہو دیا تھا عقل و طاقت سو بہو
نفس کا جو ہوا اسیر و زیر دست * عقل سے محروم ہی وہ خود پرست
قہر کے آتش مین ہو کر گرم شیر * دیکھتا کیا ہی کہ آتا ہی دلیر
دوڑتا ہی بے ادب گستاخ ہو * خشمگین و تند و تیز و ترش رو

کیون کہ غمگینی مین ہی تہمت نہان * ہی دلیری واقع ریب و گمان
جو ہین پہنچا اُسکے وہ نزدیک جب * ہانک مارا شیر نے ای ناخلف
ترسکے خواب غفلت خرگوش کر * شیر کا نعرہ اب ای خرگوش کر
بس کیا خرگوش نے عذر اسقدر * شیر کرے گر عفو بولون ایکبار
وہ کہا کیا عذر ای خرگوش خر * بادشاہون کے مقابل آئے پر
کاٹتا سر مرغ بے ہنگام کا * عذر کیا ہی احمق و ناکام کا
عذر احمق کا گنہ سے ہی بتر * زہر ہی دانش کا عذر بے ہنر
پھر کہا ای بادشاہ نامدار * عذر مظلومون کا سنیے ایکبار
واسطے صدقہ تمہارے جاہ کے * واسطے صدقے درو درگاہ کے
دیکھئے دریای اعظم سربسر * ایک تنکے کو رکھے ہی سر اوپر
ہی مدام سر آنکا یہ فضل و کرم * اس کرم سے کم نہووے ایک دم
مین بھی ایک خرگوش دوسرا ساتھ ہم * واسطے کھانے کی تیرے جاتے قدم
راہ مین ایک شیر دوسرا آ ملا * قصد ہم دونون غریبون کا کیا
گرچہ ہم سمجھاتے سب کچھ اور سے * وہ نمانا ہم سے لیا پھر جو ہین کے
اُسکو پکڑا مین ادھر بہاگا شتاب * حال یہ تھا جو کیا عرض جناب
غور کرئے حضرت اب اسباب پر * حق کہا یہ حق اب کرتو اسکی نحوست تو
کرو ظاہر جائے اس راہ سے * خواہ مخواہ اسکو نکالا جاے

وہ کہا بسم اللہ چل مجکو دکھا * گر نہووے سچ تجھے دونگا سزا
چل دیئے دونو بہم نزدیک چاہ * تہا عجب خرگوش زیرک واہ واہ
مکر آمد کا دام تھا بس شیر کا * تھا عجب کچھ وہ جو شیر اس سے ہوگا
لے گئے موسیٰ سے تا دریای نیل * لشکر فرعون با جمعی ثقیل
نیم پر پشہ کی طاقت دیکھیئے * مغز کو پھیر آ سر نمرود سے
کہہ دیا سد آ سنے مت دشمن کی بات * حاسدون سے جان پر ہوتی ہی گہات
قول دشمن گرچہ بولے دوستدار * دام ہی دانہ نہین وہ زینہار
گر تجھے دیوے شکر تو زہر جان * لطف کرتا ہی تو اسکو قہر مان
جب قضا پہنچے نہ دیکھے غیر پوست * پہر کہان سمجھے یہہ دشمن ہی یہہ دوست
ہووے جب ایسا تو کر زاری شروع * سجدہ و تسبیح و روزہ اور رکوع
عرض کر ای کردگار غیب دان * ہمکو کار گرگ سے تو دے امان
ہم اگرچہ خود ہیش کتے سے بتر * شیر کو غالب ہمارے ہر نگر
پس وہان خرگوش بولا شیر سے * خوف ہی مجھکو مجھے پہلو مین لے
ہی وسے کوئے مین وہ شیر مہیب * دیکھ کیسی کارہ کر بیٹھا ہی حبیب
شیر نے خرگوش کو لے اپنے پر * چشم ہیبت سے کیا آ چہ مین نظر
عکس اپنا اور اس خرگوش کا * دیکھ کر بولا کہ دشمن ہی بڑا
چھوڑ کر خرگوش اندر چاہ کے * جھپٹے بجای ابر سے تو تپتے ہر سے

گر پہ آکوئے میں وہ یک بار گی * آپسے اپنے ظلم سے دیکھی بدی
ای فلانے تجھ کو تیرا ظلم و شر * عمرو و بکر و زید میں آوے نظر
آنکھیں آوے ہی نظر اسی تیری * و نفاق و ظلم و بد مستی تیری
حملہ تیرا تجھ پہ ہی ای سادہ مرد * شیر جیوں حملے سے اپنا پایا درد
جب تجھے قعر زمین میں ہو قرار * خوب سمجھے تب تو اپنا کار و بار
تو مثال شیر قعر گور میں * نفس کا خرگوش زور و شور میں
نفس کب مرتا ہی عقل و ہوش سے * شیر باطن نا تھکے خرگوش سے
نفس ہی دوزخ و دوزخ اژدہا * کم نہو بحروں سے گر پیتا
گر جو چاہا یک جہاں کو وہ بلیہ * پھر ہی معدہ نعرہ زن ہل من مزید
حق اگر مارے مرے وہ بیگمان * کون کھینچے حق سوا اس کی کمان
تیر سا تو اس کمان سے جا نکل * شیخ کامل ڈھونڈ و راہ حق سے مل
مصطفیٰ فرمائے یہیں بعد از جہاد * اپنے یاروں سے بوجہ اتحاد
کر چکے ہم جنگ ظاہر کا تمام * نفس کے جھگڑے کا اب باقی ہے کام
اس زرے سے جنگ سے رجعت کرو * نفس کا سینہ اب پر آ جھگڑا جاو
مدہاں شیر بن ہی مذو کا پچھاڑنا * شیر ہی جو نفس کو مارے دبا

قصہ ایلچی روم کا جو نزدیک حضرت عمر رض کے آیا تھا

روم سے آیا مدینہ کو وکیل * پوچھتا فاروق کا اسم جمیل

ہے کہاں پوچھا خلیفہ کا مکان * ہے کہاں دربار عالی آستان
بولے سب رکھتے نہیں قصر و محل * ہے عمر کو قصر جان بے بدل
جسکے تین مینہ سے ہوے فتحیاب * چرخ دلپر دیکھے وہ مہر آفتاب
چپکہ گذرے آب و گل سے مصطفیٰ * جسطرف دیکھے وہ وجہ اللہ تھا
تو اسیر دمدمہ ہے دیو کا * تم وجہ اللہ کیونکر پائیگا
چشم دل ہے آدمی باقی ہے پوست * چشم ہے وہ ہے جو محو روی دوست
جب جمال دو ستون پر ہو نظر * ہے سایبان مثال چوتی اے پسر
دیکھ وہ ظل خدا شہ سے پرے * جھاڑ کے سایہ میں سوتے ہیں پڑے
خواب میں دیکھا عمر کو آن کر * ہو باادب دور سے باندہی کمر
ہیبت ایک اسے کئی اس پیر دل * ذوق سے اسکے گیا اپنے کو بھول
مہر و ہیبت ہیں دو ضد باہم دگر * اسنے دو ضد کا بہم پایا اثر
بس کہا شاہوں کو دیکھا ہے ہزار * پہلوانوں سے کیا میں کارزار
شیر کے حملہ سے مجھکو ڈر نہ تھا * بے شبہ رستم ہوں اپنے وقت کا
یہہ نہ تھا مردوں سے بے خبر * میں سراپا ہوں لرزتا طرفہ تر
ہیبت حق ہے نہیں اس خلق کی * اور نہیں سلطان صاحب دلق کی
جو ڈرے حق سے ڈرے اس سے جہان * کیا ملک کیا جن و انس و آسمان
تھا اسی فکرت میں وہ مرد ہنر * بعد ساعت کے اٹھے حضرت عمر

دکھو اس بیدل کے دلداری کئے * خاطر خستہ کے غم خواری کئے
پھر اسے سمجھائے اسرار دقیق * جنکے دونوں سے کہے تم اے رفیق
فضل حق جو جو کہ پائیں ابدالکو * تا کرو نہ جانے مقام و حال کو
حال جلوہ پیگا اس دلہن کا جان * خلوت اسکا ہی مقام بے بیان
جاوے دیکھے شاہ ہو یا غیر شاہ * وقت خلوت کے نہیں جز شاہ راہ
منزلیں سب جان کی بولے اسے * روح کا جتنا سفر تھا سو کہے
سب بیان ہوئی اہال حال ای نیکنام * درمیان انکے پاین شاہ اپنی مقام
مرد پوچھا اے امیر المومنین * کیسے جان آتی فلک سے بر زمین
دام میں یہہ مرغ کیونکر آ پھنسا * آپ بولے اس پہ حق افسون کیا
وہ جسم جسکو نتھا کچھ چشم و گوش * جب پڑھا افسون تو وہ آیا بہوش
اسکے افسون سے عدم سب بے عدد * خوش معانی جلوہ میں ہم ہر جسد
پھر کہ جب موجود پر منتر پڑھا * جلد تر ہر یک عدم کو جا رہا
کان میں گل کے کہا کچھ گل کھلا * سنگ سے کچھ کہہ دیا گوہر ہوا
ابر کو کچھ کہہ دیا پروردگار * وہ ہوا انکھوں سے جب اشکبار
جو تردد میں رہا آشفتہ رنگ * کچھ سنا سن ہوا حیران و دنگ
دو گمان میں رہگیا محبوس ہو * جو کہا سو حق کرون یا عکس کو
گر نہیں جاسے تردد جان سے * دور کر غفلت کا پنبہ کان سے

سن سکین تا وحی تیرے گوش جان * وحی ہوگی جس ظاہر سے نہان
گوش و چشم جان ہین جس سے آدھر * عقل جس کے کان آس سے بیخبر
ناف آہو ہے فراخ اس قوم کا * ظاہر خون مشک باطن مین بھرا
اختیار و جبر تجھ مین ہے خیال * انہین وہ جا کر ہوا نور جلال
جس طرح روتی ہے سفرے پر جماد * آدمی کے تن مین ہی وہ روح شاد
نان نہو سفرے کے دلمین مستحیل * جان ہضم اسکو کرے از سلسبیل
جب سے قوت جان کو ہو اسقدر * جان جا مین پھر ہو طاقت اسقدر
دیکھئے آدم کے زور جان کو * پھاڑتا ہے کوہ و بحر و کان کو
زور جان فرہاد کا چیرے حجر * زور جان جان کرے شق قمر
دل اگر بولے بیان اس راز کا * جان سے نکر عرش پر آر جائیگا
بحث جان کا کارخانہ اور ہے * بادہ جان کا زمانہ اور ہے
عقل کا جب بحث تھا تو تیرے عمر * بوالحکم کے ساتھ چون شیر و شکر
عقل سے پائی عمر جب بحث جان * بوالحکم بوجہل کہلایا وہان
وہ رسول اس سے پیار کیا دو جام * مست ہو بولا رسالت کا پیام
محو عشق قدرت اللہ تھا * جب رسول آیا یہان خود شاہ تھا
ہوم لکڑی جب کر آتش مین جلے * تیرگی جاں جاوے خود آتش بنے
خوش دہی جو خود پرستی سے چھوٹا * زندہ جاوید سے جا کر ملا

مردہ دل سے ہمنشین ہو زندہ دل * زندگی اسکے ہو اول مردہ دل
جب تو قرآن خدا کو پائیگا * انبیا کے روح سے مل جائیگا
گر کرے معنا پھرتے قرآن قبول * انبیا اور اولیا سے حصول
گر نہ دیوے دھیان مرغ پانجرے سے نجات * صحبت ای نادان کے پاویگا مات

قصۂ طوطی اور تاجر کا

ایک طوطی تھی کسے تاجر کے گھر * اسکو پنجرے میں رکھا تھا قید کر
از قضا تاجر سفر کا کر کے ساز * جانب ہندوستان لایا نیاز
تب کہا اے طوطی شیرین مقال * چاہئے کیا تجھکو مجھسے کر سوال
وہ کہی جب جائیگا ہندوستان * بول اتنا یا گروہ طوطیان
مین جدا ہو کر پڑی ہوں یہان اسیر * تم کرو باغوں مین اپنی دار و گیر
تم رہو چہکتے ہوے مہوی تمام * مین رہوں پابند یانہی صبح و شام
یار جب یاروں سے ہوتا اب جدا * خود کہو کیسا ہو اسکا ماجرا
مین اگر رہوں اپنے شومی سے خراب * بھولنا یارو نہین مجکو صواب
یاد کرنا خیریت اور پند سے * تا رہوں آزاد اپنے بند سے
طوطی جان کا بھی احوال ہے * ہر کسے معلوم اس کے قال ہی
ظاہرا مرغ ضعیف بے گناہ * دل مین اسکی ہے سلیمان با سپاہ
صورت اسکا خاک ہے وہی آسکی جان * لامکان مین جو اب فوق ہر کان

الغرض پیغام اُس کا سن لیا * رات دن قطع زمین کرنے لگا

ہند کے یک باغ میں بازارگان * جمع یک دیکھا گروہ طوطیان

راہ پر اُس نے لیا گھوڑا یکو تھام * کہہ دیا پیغام اُس کا اور سلام

اُنمیں ایک طوطا سنا جب یہ خبر * گر پڑا ڈالی سے نیچے کانپ کر

مر گیا وہ بولا تاجر دردناک * آہ ناحق میں کیا اُسکو ہلاک

یک جہان ویران کرے ہی ایک بات * یک سخن مارے کبھی بخشے حیات

یک سخن میں کچھ عجب تاثیر ہی * کسکو مرہم ہی تو کسکو تیر ہی

اصل میں سب جان ہیں عیسی صفت * پر کہیں عارف کہیں ہی معرفت

گر اٹھی پردہ تو ہر ہر جیبکی بات * مثل روح اللہ بخشیگی حیات

کاملان گر خاک لیں ہوتا ہی زر * زر لیا ناقص تو مٹی سے بتر

چونکہ ہو مقبول رب العالمین * کام اُس کا کام حق کا ہی یقین

دست ناقص پنجۂ شیطان ہی * کیونکہ دام مکر میں پیچان ہی

جہل دانش اُس کا جہل ہی * ہم نا اہلوں کا بس نا اہل ہی

جو کیا سو عاقبت حاصل ہوا * کفر گر کامل لیا ملت ہوا

لقمہ و تکیہ ہی کاملکو حلال * تو نہیں کامل نکھا اور رہ تو لال

ایکدم باندھ لب چپ ہوکے سن * تا کہ تو بھی سیکھ لیوے وہ سخن

گر نہ بیجا ہو سخن مت کر تو بات * بولنا موقوف ہی سننے کے ساتھ

گھر کے بھیتر در سے جایا جائیے * ہر طرف در سے منگایا جائیے
آئے پائیں رو بیکوادم پاک دین * تار پائیں کر بان و نالان و حزین
ذوق آنسو کا ہو کب تجھ پر عیان * تو حریص نان ہے ای جوان
جو کہ معدہ نان سے خالی رہے * وہی نور دل کی تین بیشک بھرے
ھذا جان کو شبیر شیطان مت بنا * بعد ازاں اسکو ملایک سے بنا
تجھ مین تاریکی ماولی تیرگی * جان لے ہی دیوے شبیرگی
قوت تیرا ہو اگر مال حلال * وہ خدا بخشے تجھے نور کمال
کر سفر بازارگان اپنا تمام * آن پہنچ گھر کو ابت شاد کام
پس کہی طوطی کہان تحفہ میرا * آپنے جو دیکھا سو وہ تجھ کہہ دیا
بات جیونہی آپنے ناگہ منہ سے کی * تیرے سی طوطی کے دلکو ہوبدی
تیر چھوٹے پر آوے اے پسر * پھیل کو آوے نہ سر سے بند کر
اولیا کو ہی سکت الله سے * تیر کو پھیرین پائیں ادھی راہ سے
جب سنی تاجر سے طوطی وہ کلام * گر پڑی کنپتی ہوئی تھرتھراتی تمام
تاجر اسکو دیکھ کر سر پیٹتا * کلہ دے مار زمین پر گر پڑا
کای دریغا مرغ خوش الحان میرا * مرہم زخم و رفیق جان مرا
ای میرے طوطی میرے راز ن محرم * چھوڑ کر مجھ کو ابھر کہان جا دیں بسی
جان کی طوطی تیری ای مرد ریش * جب کاہی اندازہ سن کلام سے بیشتر

ہی تیرے باطن مین وہ شوخی نہان * عکس آپ کا دیکھے ہی تو یا وتان
بادشہ کے ساتھ جو ہو ہم نشین * اسکو دروازہ پہ رہنا خوش نہین
دست بوسی سے ہوا جب سرفراز * ہی گنہ پیرون پہ پڑ کرنا نیاز
جو کرے ہی اشک خالق کے لئے * ہیٔن گہر پر خلق آنسو جانیے
یہہ منی مائی تیری ہی سب ہوس * تو سمجھتا آپ کو موجود بس
یہہ من و تو جبکہ سب بیجان ہون * عاقبت مستغرق جانان ہون
خوبرو کی دے زکوۃ ای خوبرو * شرحہ شرحہ کہہ شرح جان کو
ای میرے جیکے جوانی دلکے نور * جبکہ نوردر دمسن ہون ناصبور
وہ کرشمہ غمزہ و ناز و ادا * داغ تازہ کچھ عجب دل پر دیا
خون اپنا مین حلال اسپر کیا * مین یہی کہتا تھا پر وہ قتل کیا
تا حرالقصہ اسد شور و گداز * گاہ کہتا تھا حقیقت گہہ مجاز
ڈوبنے کی آفت ہو جب جان کا ہیر * ہاتھ کو پھینکے ہی ہر یک کا وہ پیر
تا ملے کوئی دستگیر اس وقت کا * سر پچھاڑے مارتا ہی دست و پا
دوست رکھتا ہی صنم یہہ اضطراب * کوشش بیہودہ بہتر ہی نہ خواب
عشق کے رہ مین دل و جان رکھ نگار * تا دم آخر نہ لے یک دم قرار
جسقدر رستے لیے ہی مردوزن کا جان * شاہ جان دیکھے جینے ہی سبھے گمان
بعد بیجری نے آسے باہر کیا * یاں یک طوطا فلک پر آ گیا

مر گیا شہاب و آزاد اب پابند * تا نہ پھر اسیر ہووے کوئی کمند

خواجہ حیران تھا کیا جو کام مرغ * کیجے بعد اپنے گئے انجام مرغ

پس کہا مجکو یہ راہ خوب ہے * ایکے پند اس سے کرون منزل کو طے

جسنے اپنے حس کی رکھی ہے اساس * سو قضا بھی ہے اسیکے اس پاس

تن بشکل قفس ہے اور خار جان * داخل و خارج میں دم کے ہے نہان

دیو آدم کو جو سکھلاے شر * تجکو کیا سکھلائے تو اس سے بتر

جب ہوا تو شیطنت میں استوار * بھاگتا ہے تجھ سے دیو نابکار

جز بفضل الٰہی و خاصان اللہ * گو فرشتہ ہو تو ہووے روسیاہ

تیرا یارب فضل ہے حاجت روا * ہے تیرے سنگ ذکر و سرنارروا

عقل کا قطرہ جو بخشا ہے تجھے * متصل کر اسکو اپنے بحر سے

علم کا قطرہ جو جان میں ہے بھر آ * اسکو میرے تن کی خواہش سے چھڑا

اے برادر ایکدم ہو ہوشیار * دمبدم تجھ میں خزان ہے اور بہار

چونکہ تو یوسف نہیں یعقوب ہو * عمر اپنی گریہ و زاری میں کھو

رو برو یوسف کے مجبولی نکر * جز نیاز و آہ یعقوبی نکر

ہے یہ ظاہر مرگ سے طوطی کے راز * مردہ کر اپنی کو ز رفقر و نیاز

کب بہار آنے سے ہو سرسبز رنگ * خاک ہو جاتا کہ گل رنگارنگ

حکایت چنگی مطرب کی جو اسچ وقت حضرت عمر رض کے تھا

جب مدینہ مین خلیفہ تھے عمر * مطرب چنگی تھا ایک با کر و فر

بلبل اسکے راگ مین شادی سے پھول * گل کو صبا سے سمجھتے تھے ملول

لحن داؤدی سے اندر ہر چمن * وہ دکھاتا تھا مسیحائی کا فن

جیسے اسرافیل کی آواز سن * مردگون کے جان آوے در بدن

ایکدن پھونکینگے اسرافیل صور * اٹھ کے بیٹھینگے سبھی اہل قبور

انبیا کو باطن مگر نغمہ مین نہان * ہمکو ہے ان سے حیات جاودان

مر کے ہم یکبارگی سب مٹ گئے * بانگ حق جو آئی ہم سب اٹھ گئے

اپنے نام آدم کو حق نے کہہ دیا * آدم ان اسما کو دوسرون سے کہا

شمع بابا نور دوسرے شمع سے * جسنے دیکھا اسکو وہ دیکھا اُسے

ہون اگر اس طرح سو شمع منیر * دیکھا جو اول سو وہ دیکھا اخیر

عقل جزوی ہووے منکر عشق سے * ہو جو صاحب سر سو بتلاوے اسے

زیرک و دانا بھلا کب ہو فنا * ہی فرشتہ بن فنا شیطان بنا

سو وہی حق حکمت ہے نسبت کفر کی * ہم پہ آفت ہیگی نسبت کفر کی

کام اس عالم کا غفلت ہے نہان * ہوشیاری ہے بلاے ناگہان

جبکہ مطرب ضعیف پور رہا ہو گیا * ہو گیا محتاج قوت یک شبا

بس کہا یا رب بہت مہلت دیا * مجھپہ اپنے فضل سے احسان کیا

کوئی جاسے ہی مرا کب اب نہر * ہو گا مہمان تیرا تو اپنے فضل کر

ہی نہین کسب آج ای بندہ نواز * چنگ تیرے واسطے کرتا ہون ساز
بس کہا ای خالق ارض و سما * تجھ سے ابریشم مین چاہون در بہا
چنگ لیکر ہاتھ مین کہتا آلہ * پہنچا گورستان یثرب تک آہ
چنگ بجاتا خوب سا روتا ہوا * چنگ تکیہ کر قبر پر سو رہا
نا پید ائی مرغ جان تن سے نکال * چھوڑ کر چنگی کو گیا اگلے محال
تن سے اور دنیا سے یکسر ہو جدا * اس جہان سے وہ جان کو گیا
حق سے اس دم حضرت فاروق پر * خواب نے غلبہ کیا آ سر بسر
سو رہے ناچار دیکھے ایک خواب * پہونچے جو حق سے تھا انکو خطاب
وہ ندا جو اصل ہر آواز ہی * خود وہی آواز باقی ساز ہی
ترک و کرد و فارسی زنگ و عرب * فہم کرتے اسکو بین بے گوش و لب
کیا ہی جای عرب و ترک و کرد و زنگ * اس ندا کو بوجھتے ہین چوب و سنگ
ہر دم حق سے آوے ہی بانگ الست * جوہر و اعراض ہوتے ہین ہست
مین کہا آتا ہین جو سنگ و چوب * قصہ اوسکو سنا تک سمجھے خوب
مسجد یثرب کے بیچ اک کھمبا تھا * تا تہ پیغمبر ان کا متکا
جب ہوئے منبر پہ حضرت سوار * وہ ستون جیسے آدمی رویا پکار
بس اسے فرمائے حضرت ای ستون * چاہتا کیا ہی وہ کہا مین کیا کہون
آپ کا تھا مین ہمیشہ تکیہ گاہ * اب جدائی سے ہوا ہون تباہ

پھر کہی چھوتا ہی اگر ایسا کرین * شرقی و غربی ثمر تجھ منے چنین

وہ کہا داشم بقا ہووے تجھے * سن ارے غافل نہو کہہ جو سب سے

بس کئے اسکو دفن مثل رجال * حشر اسکا ہوئے گا روز سوال

جسکو ہوتا ہی خدا سے کاروبار * ہی ادہر غافل ادہر کو ہوشیار

جسکو باطن سے نہووے اتحاد * کیون کرے تصدیق تسبیح جماد

پاسے استدلالیان جو بین ہین * پاسے چوبی نہ سخت بے تمکین ہین

فلسفی کو بات کی طاقت کہان * گر کہو وہ دین حق تورے وہان

گرچہ منہہ سے کچھ بکین وہ ابلہان * لیکن انکے دست و پائین شاہدان

ہاتھہ مین تہین کنکرین بوجہل کے * پوچہا احمد سے یہہ کیا ہی بولئے

اسے پوچھے مین کہون یا وہ کہین * تب وہ بولا یہ ہی گر وہ کہین

ہاتھہ مین بوجہل کے ہر پارہ سنگ * بول اوٹھی کلمۂ شہادت بیدرنگ

لا الہ کہنے کے الا اللہ کہو * حق محمد ہی رسول اللہ کہو

کنکریونسے جب سنا یون بوجہل * انکے تئین پھینکا زمین پر ودغل

یون خطاب حق ہے سنا جاہل کا نام * کافی عمر ہی بندۂ نیک نام

خاص ہم رکہتے ہین اسکو محترم * جاو گورستان کو رنجہ کر قدم

ہات سو دینار بیت المال سے * جلد تر لیجا کے اس مطرب کو دے

عذر کر کہہ دے یہہ ابریشم بہا * خرچ کر جب ہو چکے اس جا ہی آ

بس عمر بیدار ہو کر ہوشیار * ڈھونڈنے گھر سے چلے بے اختیار
دیکھتے کیا ہیں کہ مطرب ہی ہے یاں * اس سوا اس جا نہیں کوئی دوسرا
دل میں بولیں ہیں بہت ظلمت میں نور * با ادب ہو بیٹھ کے آگے حضور
پھر چھینکے ہو گیا بیدار جب * ڈر گیا انکو سمجھکر محتسب
بس عمر بولے نہ ڈر ای شادکام * حق تجھے بھیجا بشارت کا پیام
یہہ قراضہ چند ابریشم بہا * خرچ کر اس کو پھر اس جاے آ
جب سنی اس بات کو گھبرا گیا * مرغ بسمل سا تڑپنے کو لگا
ہانکہ مارا ای خدای بے نظیر * شرم سے پانی ہوا بیچارہ پیر
یہ عجب کچھ فضل تیرا ای کریم * جو نہیں محروم اب مجھ سا لئیم
پھر بہت رویا کیا سخت اضطرار * چنگ دے مارا زمین پر ایکبار
پس کہے فاروق ہی زاری تری * خود نمائی اور ہشیاری تری
راہ فانی اور ہے باقی کی جدا * ہوشیاری ہے تجھے یک دوسرا
خود نما تیرا تو بیخودی کی ہی وبال * جس خودی سے تو ہوا آشنا بحال
سر ہوا تو بہ گذشتہ کا قبول * کب کرے توبہ تو اس توبہ سے حال
عمر جب آئینہ اسرار تھے * جان مطرب کی بیداری لئے
مثل جان بیکر یہ و پشیمندہ ہو * جان گئی پر اوس ہا یا جانکو
حال وقال اوسکو رہے حال وقال * ہو گیا غرق جمال ذو الجلال

یون نہ ہووے تو پاکر پھر سو خزانے * یا بحر دریا کے بہا لے کوئے
دے تو اس عیش و عشرت کے لئے * سو ہزاران جان کو صدقے کیجئے
عید کو صحرا کے جان پر بار ہو * جان فدا گر مہر عالم یار ہو
آدمی کے تن مین عقل و جان و روان * غیب سے پہنچے ہین جیون آب روان

دعا دو فرشتون کی واسطے سخی و بخیل کے

مصطفے بولے نصیحت آشکار * دو ملک کہتے ہین دایم یون پکار
منفقونکو سیر رکہہ اے کردگار * دے عوض ار ہم کے انکو سو ہزار
اے خدا جو ہو جہان مین ممسکان * تو نہ دے الا زیان اندر زیان
مال دیتا ہی خدائے مستطاب * تاکرین انفاق بر وجہ صواب
پس خدا کا مال بے حکم خدا * گر دیا تو مسرفون سے ہو گا
مسرفان اخوان ہین شیطان کے * ہین بہت امساک تو ہونسے بہرے
صرف ہو جا پر عوض سو پایگا * ور نہ مسرف ہو خسارا کہایگا
اس لئے مومن کہا از راہ بیم * ربنا اہدنا الصراط المستقیم
حق کے خاطر نان دیا تو نان پائے * حق کے خاطر جان دیا تو جان پائے

حکایت خلیفہ بغداد کی جو عرب سے کوزا پانی کا لیا

ایک خلیفہ تہا بڑا اسانیک نام * اسکے فیاضی کا حاتم تہا غلام
داد و اسکا قاف سے تا قاف تہا * بحر و بر بخشش سے اسکے صاف تہا

آجیوان تھا مگر اُس کا کرم * کر دیا زندہ عرب سے تا عجم

ایک زن عربیہ یا نسب مرد سے * فقر و فاقہ کا گلہ کی درد سے

مرد بولا شکوہ مت کر فقر کا * آئی تنگی کم اب رشتہ عمر کا

جو جیا شیرین مرا شیرین کے سات * جان کو تن پروری کے ہی نبات

حمد کرتے ہیں خدا کا عندلیب * رزق کا تجھ کو ہی تجھ پر ای حبیب

اسطرح مچھر سے لیکر تا بہ پیل * ہیں عیال اللہ حق نعم المعیل

زن یہ بولی تو حمیت سے بری * میں سمجھتے ہون تیری افسون گری

کب قناعت سے تو جان روشن کیا * تو مگر نام قناعت سن لیا

ہی تکبر بد گدا سے سخت بد * تجھ کو لایق کب ہی اتنا جد و کد

پھر کہا اس نے کہ ای زن تو مگر * فقر پر آتی حقارت سے نظر

کیون کہ درویشون کو ہے مال و منال * مرتبہ خوشتر ہے عالی ذوالجلال

میں ہون قانع ہے نہ مجھکو زر کی اس * تو مگر اوت پکڑتی ہے قیاس

جب تو چکر اسکے سے سرگشتہ ہے * سمجھے تو میں پھر کرتے دو کہیو پھرے

سچ وہی تو ہی وے رے آسمان کا کان * یار سے ہے آتی ہی فاقت میری جان

دیکھ کر بو جہل احمد کو کہا * کیا ہی ہاشم سے بد نقشہ اٹھا

دیکھ کر احمد کو بولے بوبکر * ہیں محمد شمس سے بھی زیادہ تر

سنکے دونو کا سخن پھر مصطفیٰ * بولے ہان دونون سچ کہا

میں ہوں آئینہ نور ذو الجلال * جسمیں ہر ایک دیکھے ہی اپنا مثال
چھوڑ تکرار اور سرزنش کو چھوڑ دے * ورنہ مجھکو چھوڑ منھہ کو موڑ لے
جب سنے شوہر سے اپنے یہہ بیان * گرپڑے قدموں پہ با آہ و فغان
جو کہا سو کہہ دے اے مہربان * تو جدائی کا نکر مجھسے سخن
اسکی رونے سے ہوا شوہر کا دل * موم سا نرم و پشیمان و خجل
مرد گر سنگین دل و خودکام ہی * ایک رونا عورتون کا دام ہی
ناز محبوبہ سے جو دل خون ہو * کیون نیاز اسکی سی پہر مفتون نہو
ظاہرا ہی گرچہ زن غالب ادپر * باطنا ہی طالب و مغلوب تر
مصطفی فرمائے از دست زنان * ہینگے مغلوب عاقل و صاحبدلان
جاہلان غالب رہیں زن پر مدام * کیونکہ ہی حیوانیت انمین تمام
مہر و رقت وصف انسانی ہی جان * خشم و شہوت وصف حیوانی ہی جان
پرتو حق ہی نہ وہ معشوق ہی * وہ گویا خالق ہی نہ مخلوق ہی
موسی و فرعون باطن کے اسیر * ظاہرا یہہ سرکش وہ جان پذیر
دن کو موسی حق سے رکہتے التجا * نیم شب فرعون کرتا تہا دعا
گرچہ ہون فرعون مشہور جہان * پر مجھے دعوی خدائی کا کہان
خواجہ تاش ہم دونو ہیں اے کردگار * ناوک تقدیر کے تیر سے شکار
ہیں مکان و لامکان میں ہم اسیر * حکم کے تیرے ہیں ہم فرمان پذیر

خار وگل پیدا کیا تو بے گمان * گر نہ مانگین تجھ سے پھر جاوین کہان

رنگ ظاہر جبکہ باطن نے لیا * موسی سے موسی کو گویا ہی دغا

جب کہ بیرنگ قید رنگ مین * موسی موسی سے ایک جنگ مین

جب کہ بیرنگی طرف پھر جانگی * موسی اور فرعون سے ہوا آشتی

عذاب تیری ای شتربان تو شتر * کھینچے ای تجکو جدہر جاسے ادہر

عذاب عذاب اولیا ای قہا * اور عشقین بین شتر بے انتہا

دیکھے گر انکو بچشم اعتبار * ایک ہی ای جان جان صد ہزار

عاقبت بینی دلیل کا ہای * غیر انکو جان تا ہی جاہلی

روح صالح اسے کا ناقہ ہاہن * روح واصل ای وے مجبور تن

روح صالح قابل آفت نہین * روح قادر غیر ختم ای ناقہ کے پیمین

اس لیے اسکو رکہاتن مین الہ * تا ہے وہ کل عالم کا پناہ

ناقہ جسم ولی کا ہو ہے غلام * روح صالح سے مانیکا شاد کام

ہین بہت شیر بیان جون نے شکر * لیکن ان مین زہر کا ہیگا اثر

جب کہ چکے اسکو ت آفتاب * اعلی انکی سنگ سے ہا اب دنا

انجیوان ای اسے مت پوچھ بات * روح زندہ یکھ ان حرفون کی سات

لیکہ بوجھے جاسے ای جون زہر مار * حق مین نادان کے بجسم کرار

خام غورہ مین رہے شیرہ ترش * جب انکا انگور تو ہوتا ہے خوش

خصم میں وہ شیر ہو انیغ و حرام * پھر بنا سر کا ہوا خم الادام
ماجرا سے مرد و زن کو یاد ہے نقار * فی الحقیقت ہے مثال نفس و عقل
مثل زن کے نفس کا ہے کاروبار * ہو کہیں سے ور کہیں ہو خاکسار
عقل ان کاروں سے کچھ آگہ نہیں * اسکے سر میں جز خم الہ نہیں
مصطفیٰ فرمائے حق نے یون کہا * میں سماتا نہیں ہون کوئی جا
دل میں مومن کے سماتا ہون وہلے * گر طالب ہو آن دل نہیں ڈھونڈ سے
مقبلو نکی دوستی ہے کیمیا * کیمیا ایسی کہان پھر پایگا
چشم احمد جب پڑی بوبکر پر * کر دیا صدیق فیض یک نظر
بس کہی شوہر کو ای آرام دل * کچھ لیجا ہدیہ خلیفہ سات ال
تب کہا شوہر نے ای رشک قمر * لایق شہ اس گدا کے کیا ہے گھر
زن کہی ہے آب بارش یک سبو * اسکو لیجا کر نذر گذران تو
ذات اسکی اسکو ہے تحفہ عظیم * اسکو لیاویگا بدل شاہ کریم
چون کہی وہ شاہ مثل آفتاب * بخشش ذرے کریگا کامیاب
زن نہ تھی واقف کہ وہان ہی راہ پر * آب دجلہ غیرت شیر و شکر
آگے شہ کے جا و کاروبار دیکھ * حسن تجری تحتہا الانہار دیکھ
اپنے ادراکات وحس سب ادی قتی * قطرہ اس بحر صفا کے ہیں گویا
قید ہے حس شعور چشم ہیچ ذات * پھر تو کیا جانے ہے جیحون و فرات

تونہ چھوڑتے تاکر بہہ فانی رباط * کیسے باوے عیش و عشرت و انبساط

تن ہمارا ہی صبو اُس میں ہوس * آب شور و تلخ ہو اسے بنیاد اس

بس اُٹھا لیکر گھر آ امرد عرب * ملی اگاکر نے منازل روز و شب

اُس گھر تے پانی کو چوروں سے بچا * جب در دارا لنوافت پر گیا

دیکھتا کیا ہی کہ ہی دربار عام * عام و خاص اُس میں سر سر شاد کام

اہل ظاہر ہیں جواہر میں جڑے * اہل باطن بحر معنی میں پڑے

ہر طرف آواز تھی ای طالب آ * جو د محتاج گدا تھا جیوں گدا

خود کو آئینہ زیبا کرے * روی احسان کو گدا پیدا کرے

جود حق کے آئینہ ہینگے گدا * جود مطلق ہی جو محو حق ہوا

نفس نہ درویش ہی نہ اہل جان * نفس کے کتے کو مت دے استخوان

نفس عاشق حق کا ہی از بہر مال * وہ نہیں ہی عاشق حسن و جمال

گر تو ہر ہو کر ہی وہ عشق ذات * ذات کب ہو وہم اسما و صفات

عاشق تصویر اپنے وہم کا * ہووے کیسے عاشق ذات خدا

عاشق صادق ہو گر اُس وہم کا * اُس مجازی سے حقیقی پاوے گا

شرح چاہے ہی بیان یہہ سخن * لیک کب سمجھے اُسے فہم کہن

جو کہ ہیں مرغ مغر ای نیک خو * کیسے وہ سمجھے کریں انجیر کو

یہہ غم و شادی جو ظاہر تجھ کو ہی * اُس غم و شادی کے آگے ہیچ ہی

حسن ظاہر تجھکو ای اہل مجاز * حسن معنی سے خبر دیتا ہی راز
صورتین سارے جہانکی کرتو غور * تن یہ صورتگر کے ہاتھ جار کے طور
صورت جامہ کرتو چشم دلکو باز * دیکھ لے جا کر جمال جامہ ساز
ساتھ جامہ کے وہان کب ہو گذر * جان سے تن تن سے جامہ بے خبر
اس عرب کو دیکھ کر شہ کے نقیب * لطف سے پوچھے کہ ای مرد غریب
کیا تری حاجت ہی کہہ دے کہولکر * داد کو پہچیگا شاہ دادگر
وہ کہا مین طالب دینار تھا * اب ہی عاشق اوسکے دل دیدار کا
واسطے آتش کے موسیٰ طور کو * جا کے دیکھے آفتاب نور کو
تھی غرض عیسیٰ کو ترک دشمنان * بھاگ کر جا پہنچے چوتھے آسمان
دام آدم خوشہ گندم ہوا * تا کہ وہ خود خوشہ مردم ہوا
وین کے جہگڑے کو عباس آئے تھے * نسل اونکی دین کے پشتے ہوے
واسطے چارے کے باز آیا بدام * صاحب سلطان ہوا اسکا مقام
ہدیہ بہہ پہنچادو تم سلطان کے پاس * آرزو بھی میری کریو التماس
دیکھ ہستی تھے نقیبان وہ سبو * لے اسے پہنچا دیا سب گفتگو
کیونکہ خصلت اس شہ باخبر کی * تھی تمام ارکان دولت مین بھری
دیکھ فیض لطف شاہنشاہ کا * سارے تن مین اثر کیچے کر گیا
جو ہنر استاد سے معروف ہی * جان شاگردون مین وہ موصوف ہی

ہو گیا استاد پھر جب محو رہ * اس کی شاگردی جان بیشن محو شہ
سب ہنر سے فقر ہی بہتر ہنر * کام تجکو آوے مرتے وقت پر
ایک نحوی تھا کہیں کشتی سوار * اسنے کشتیبان سے پوچھا پکار
جانتا ہی نحو وہ بولا کہ لا * عمر تیری ہی فنا نحوی کہا
ناگہان کشتی پہ پہنچی تندباد * اس کو کشتیبان کہا ای اوستاد
پیرنا جانتے ہی تو بولا نہیں * وہ کہا تو سب کی کشتی جالیقین
ایجوان اب عمر تیری ہی فنا * نحو کو لے ساتھ اپنے آ ڈوب جا
محو بہتر نحو سے ہی بیخبر * تا کہ غرق بحر ہووے بیخطر
مردہ کو دریا رکھے بر روی آب * زندہ کو لیکن وہ دبادے بیحساب
جب تیرے مرجائیں اوصاف بشر * تاج بحر سے ہو تیرے سر اوپر
ہی ہماری عقل تو آپ سبو * علم حق دجلہ خلیفہ جان تو
ہم سبو بھر لے اگر دجلہ کو جائیں * پیش گہ سے خود ہم کسکو کہائیں
الغرض سائل نے سبو کو زر سے بھر * کہہ دیا دجلے جا تو وہ کہر
وہ عرب جب آب دجلہ کا پیا * ہو پشیمان سر جھکا کہنے لگا
ہی عجب لطف اس شہ وہاب کا * جو سبو لیسے کہر آبانی لیا
گاں عالم کو سبو جان ای پسر * علم خوبی سے بھرا ہی تا بسر
ہینگے یہ قطرہ دریای دوست * ہو سبو دست آسکے زیر پوست

گنج مخفی جب پڑا اپنے جوش کے * خاک کو سلطان اطلس پوش کے
دیکھتا وہ قطرہ کر بحر خدا * اُس سبو کو وہ فنا کرتا فنا
جس نے دیکھا اسکو وہ بیخود ہوا * بیخودی سے توڑ ڈالا یہ گھڑا
گر شکستہ ہو سبو پانی ہنوز * اُس مین ہی باقی بخوبی دلفروز
نہ سبو اِس حال مین ہی اور نہ آب * فکر کر واللہ اعلم بالصواب
گر طلب سعی کرے در باز ہو * فکر کا پر مارتا شہباز ہو
فکر کا پر ہی گران آوردہ گران * کیونکہ تو کھاوے ہی گل کو مثل نان
نان مٹی گوشت ہی اُسے بہتر * مت ہو مٹی کھا کے مٹی خاک پر
ہمساری خاک ہم کھاتے رہے * کھا گئی خاک ہم کو بعد از مرگ کے
جب ہوا بھوکا تو سگ ہوتا ہی تو * تند و بد بدخو نہ بدرگ ہو بہو
ہو گیا جب سیر تو مردار ہی * بیخبر بےپا تو جیون دیوار ہی
پس کبھی کتا کبھی مردار ہی * پھر تجھے شیرمردی سے کیا درکار ہی
نفس سگ تیرا ہی ہتیار شکار * استخوان کم دے اُسے ای نامدار
سگ اگر بھوکا نہ ہو سرکش رہے * صید تیرے واسطے کمتر کرے
اُس عرب کو بینوائی تھی دلیل * تا کہ شہ تک لے گئی بی قال و قیل
مین حکایت مین کہا احسان شاہ * پھر تجھے اب چاہیئے تک انتباہ
گر شکر سے شکل نان بنوائیگا * بن چبائے ذائقہ کب پائیگا

گرچہ مومن کو بہت زر زین ملے * اسکے ملنے سے وہ کب غنی بنے

بلکہ آتش میں لگا کر کے اُسے * صورت عاریت اپنے تو رد دے

گر رہے دور تجہہ سین ہی تو بت پرست * چہوڑ رد دے دور تو معنی کر درست

طالب حج گر ہو جاتا جی کے سنگ * خواہ وہ ترکی ہو یا تاجیک و زنگ

ترس کر صورت کو رکھہ معنی سے کام * تا تجہے پہنچے گا اپنے مقام

حاشا للہ تو نہ اسکو نقال جان * حال ہے تیرا ہمارا اے جوان

عقل شوہر ہے زن اسکے نفس و طمع * ہر دو ظلمانی و منکر عقل و شرع

حب کی گر جائی ہو پیدا ثمر * یاد نا سے تن نہو جان جاوے گر

پہیر بن ہرگز نکرنا یہہ سفر * ہے بہت پر آفت و خوف و خطر

جو کہ تو نے بار نا دیکھی ہے راہ * بے بلد کے حال تیرا ہو تباہ

راہ وہ جو بار نا دیکھا ہے تو * ہے پریشانی اگر تنہا ہے تو

جو نہیں دیکھی ہو وہ مت جا دلیر * راہبر لے راہ ہے بہت مر نہ پہیر

گر نہ ہو دے ساتھ رہبر راہ رو * بانگ غولان مین رہے حیران تو

وصیت حضور رسالتمآب کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

بیچ اختیار کرنے صحبت دانائوں کے

ایسا فرمایا علی سے مصطفیٰ * ہو علی تم پہلوان شیر خدا

لیک شیری پر کرو مت اعتماد * رہیو ہر دم تو ب روشن نہاد

سایہ اُس عاقل کا کریو اختیار * جو نہو کوئی وفا دینے سے خوار
ہے زمین پر اُسکا ظل جیون کوہ قاف * روح جیون سیمرغ بس عالی طوف
آدمین مین ہی نہان وہ آفتاب * فہم کر واللہ عالم بالصواب
ہر کسی کی ہی جدی ایک بندگی * تا رہے ناز جہنم سے بری
سایۂ عاقل کو مامن کیجئے * شیر پنہان کو نہ دشمن کیجئے
پیر جب پایا تو ہو فرمان پذیر * صبر کر اُس پر جو فرماتا ہے پیر
لے دلبا اُس ردمین کوئی نادر گیا * ور کیا فضل و کرم تجھا پیر کا
ساتھ مرشد کی ہو ساتھ بے نفاق * تا نہ جیون موسی سنی ہذا فراق
قابیون پہ ہوئیگا غالب دست پیر * ہاتھ اُنکا قبضہ رب البصیر
ایسی نعمت جب پاوین غایبین * غایبین سے مستحق ہین حاضرین
جب کہ پایا پیر نازک دل نہو * پند سے پیرونکے پھر غافل نہو
پند سے پیرونکی گر کینہ کرے * پھر کہان تو دل کو آئینہ کرے

حکایت مرد قزوہتی اور دلاک یعنی گودنے والے کی

ایک قزوہتی کہا دلاک سے * زیب دے نقش کبودی سے مجھے
ہے مرا طالع اسد کر نقش شیر * میرے شانو پر کہ ہو جاؤن دلیر
لیکے سوزن وہ لگا کرنے نگار * وہ قزوہتی ہوا بس بیقرار
پوچھا کیسی شکل تونے ساز کی * مرگ سے گویا مجھے دمساز کی

وہ کہا ہی شیر جو تو نے کہا * تب وہ پوچھا عضو ہے یہ کونسا
وہ کہا اس سے ہوا آغاز ہے * تب کہا وہ دم کو اب تو چھوڑ دے
رس گیا ہی شیر کے اب دم سے دم * ہو گیا دم مرد دم سے دم بدم
شیر کے دم کے ہی بہتر شیر ساز * اب نہین باقی رہی دم سے نیاز
دوسرے جانب سے استاد نشتر * نقش کی بنیاد ڈالی بے خطر
ہانک مارا آہ کیا اندام ہے * کونسا یہ عضو ہے کیا نام ہے
پھر وہ بولا کان ہین یہ شیر کے * یہ کہا تو کان کو بھی چھوڑ دے
گر نہ ہووین کان اصلی ہے حکیم * کچھ نہین ان کان کے چھوڑ دینے بیم
پھر وہ سوزن لے ہوا مشغول کام * پہلوان رو کر کہا ای نیک نام
وہ کہا یہ پیٹ ہے تن تیسرا * یہ کہا اس پیٹ سے بھی باز آ
پھینک دی سوزن کو مستین ہو بہ تنگ * پھر کہا ای مرد کس بے نام و ننگ
بی سر و گوش و شکم دم کے بھلا * کون دیکھا شیر تو مجکو دکھا
شیر ایسا حق کہین پیدا کیا * ہی صراصر ابلہی دعوا تیرا
صبر کر اے بھائی زخم نیش پر * تا نہ مارے نیش نفس بد گہر
جن جوانون نے کیا ترک وجود * چرخ و مہر و مہ کرتے انکو سجود
جس کسی نے شمع دل روشن کیا * آفتاب اسکو نہین دیتا جلا
کیا ہی وہ تعظیم خالق ای خلیل * خاک اپنے کے تئین کرنا ذلیل

کیا ہی وہ توحید حق ای آشنا * حق کے آگے آپ کو کرنا فنا
گر تجھے خواہش ہے انوار علا * ہستی موہوم اپنا دے جلا
تیری ہستی حق کے ہستی مین فنا * ایسی ہو جیسے مس اندر کیمیا
جب تلک اپنے مین تجھکو ہی قرار * یہہ دوئی تیری تجھے کرتی ہی خوار
جزو کل فانی ہین باقی حق کی ذات * ہی بقا تیری تو ہو کر محو ذات
ذات مین گر ہو فنا باقی ہی تو * کل شیء ہالک الا وجہہ
جب ہوا ایک تو نہین باقی دوئی * جب منی باقی رہیگی ہے دوئی
گرچہ دو رشتے ہون آپسمین جدا * کیسے سوزن مین پرو یا جائیگا
سوزن ایک رشتے سے رکھے ارتباط * اوسکے لایق نہین ہمرا انخیاط
دست تیرا ہی مثال دست حق * گر تجھے حاصل ہی وحدت کا سبق
اُسکی قدرت سے ہی ممکن ہر محال * کسکو اس سے سرکشی کا ہو مجال
جو مدام مردہ سے ہووے مردہ تر * اُس کف احیا دستے ہی بر خطر
ایک دم خالی نہین رب المجید * کل یوم ہو فی شان جدید
فعل اسمان یہہ ہی اُسکے امرکا * تین شکر کا ہی مرجع تین جا
ہی روان ایک صاحب سے ارحام کو * دوسرا اسد اکر سے ارحام کو
تیسرا پہنچے ہی پھر مدعی اجال * تا کرو ہان دیکھ جزاے ہر عمل
سب کا ہر انبیا و اولیا * چشم ظاہربین مین ہین گرچہ جدا

ہیں ناداں نہیں ایں وہ واحد بے زوال * ہو رہیں آخر وصال ذات ذوالجلال
یا الٰہی جانکو بتلا دو وہ مقام * جس جگہ بے حرف ہو وے ہی کلام
تا کہ جاوے بال مرے کر قدم * واسطے اندازہ باغ عدم
اس طرح اوس باغ کی ہے تنگی فزا * ہے خیال دوست کو جس سے فزا
ہی عدم سے تنگ تر باغ خیال * اس لئے دیتا ہے وہ دل کو ملال
چونکہ ہیں اجسام اس سے تنگ تر * اس لئے اسمیں ملال ہوتے قمر
اس سے بھر ہے تر عالم حس ورنگ * ہو گئے زندان کے مانند تنگ
علت تنگی ہے ترکیب وعدد * ہے یہی ترکیب حس کی حد
جس سے باہر عالم توحید ہے * کر وہاں جانیکو تو دیا عید ہے
چھوڑ تر دیوے عنان دفر ہ دست وجود * جب سنے تو قصہ عاد و ثمود
تو نچھوڑے گر جدا یا ہے پتا * دوسرے دنکو جانے عبرت ہوگا

تہدید کرنا نوح علی نبینا و علیہ السلام کا اپنی قوم کو

نوح نے فرمایا یہہ میں میں نہیں * بلکہ اس میں مظہر حق ہے یقین
جب حواس آدمی مجھ سے آٹھ * سمع وادراک وبصر حق کا ہوا
جب نہیں دو ان میں ایک ہمراہ دم میں ہو * مارے جو اس دم پہ تو مردہ ہوے گا
دست قدرت حق کا تھا جب نوح پر * ایک جہان کو کر دیا زیر و زبر
سیلاب جب وقت خرمن ہو گئے * نوح اس خرمن آتش سے ...

جسنے اس شیر نہان کے روبرو * بے ادب کھولی زبان گفتگو

شیر مثل گرگ پھاڑیگا اسے * زور سے اپنے پچھاڑیگا اسے

حکایت شیر کی جسنے بھیڑیے کو پھاڑا

تھا کسی صحرا میں یک شیر ببر * شیر گردون آسکے آگے گوزخر

پنجۂ شیری سے جب کرتا شکار * مثل مچھر چیرتا ہاتی کو مار

اسکے تھی خدمت میں یک روباہ پیر * اور اسکا یک تھا بھیڑیا وزیر

شیر کے قبضہ سے دونو شاد تھے * دام و دد کے خوف سے آزاد تھے

ایک دن آمنے گئے تھے تینوں صید * بیل بکری اور خرگوش سپید

گرگ سے پوچھا کہ ای میرے رفیق * اُن کے حصہ کا مجھے بتلا طریق

گرگ بولا بیل ہی خاصہ طعام * دوسرے دو پاوین ہم دونو غلام

شیر بھڑکا سن اسکو پھاڑا ہو غضب * تو بھی ہی میرا شریک اے بے ادب

بعد ازاں پوچھا تو بولا ای لومڑی * قسمت ان تینوں کی اب کیسی پڑی

وہ کہی یہ چاشت کا حصہ ہی بیل * دوپہر فرمائیے بکرا بجو میل

تیسرا خرگوش نقال شام ہی * شاہ کی خدمت سے ہمکو کام ہی

مالک مطلق خدا ہی چیرہ دست * تو نہو اپنی خودی سے خود پرست

مثل اس روباہ کے تو ہو فنا * ورنہ مثل گرگ پھاڑا جائیگا

رب غنی ہی تو فقیر ای بے بصر * نیستی سے اپنے ہرگز مت گذر

حق کے آگے اوس جو چھوڑ دے * مالک الملک اسکا ہوں جو چاہے سو دے
تو فنا ہو گرچہ اسکے ذات میں * مالک دولت ہوئیں تیرے ہاتھ میں
رو برو حق کے نگہ رکھ اپنا دل * تا نہو تو بدگمانی سے خجل
دیکھ ہے وہ سر و کار و جستجو * شیر خالص میں ہو جیسے تار مو
جب ہوا رے نقد کا ہوا امتحان * پاک نہ بد ہو جاوے سب اس پر عیان
بادشاہوں پاس وقت بار عام * ہر کسی کو ہی مقرر ہے مقام
آنکے بائیں پہلوان ہوں صف بصف * منشی و اہل قلم داہنے طرف
کیونکہ اس جا پر ہوا ہے دل بہ بند * علم خط اس دست سے ہے سربلند
صوفیوں کو ہیں جگہ پیش نظر * کیوں کہ وہ آئینہ جان ہیں صاف تر
ذکر و فکر و شغل سے کر سینہ صاف * صیقل تقوی ہے جیوں آئینہ صاف

قصہ یوسف اور انکے آشنا کا

یوسف صدیق کا اک آشنا * بعد مدت مصر میں آکر ملا
جو کہ ہو صاحب جمال خوب رو * طالب آئینہ ہو وہ نیک خو
یاد بھائیوں کا کیا جور و حسد * آپ بولے تھی وہ زنجیر اسد
ہے نہیں شیروں پہ بار سلسلہ * خواہش حق سے نہیں ہرگز گلہ
شیر کے گردن میں ہو زنجیر کر * ایک وہ زنجیر سازوں پر ہے در
رحمت حق کی تھے وہ منعت گری * سب بہشت کی ہے باوے سروری

خاک مین گندم کو اول بو دیئے * خاک سے پھر اسکے خوشے چن لیئے
پھر وہ گندم پس گیا آٹا بنا * پھر گئی قیمت ہو نان جان فزا
پھر اُسے دانتون کا جب پہنچا گزند * ہو گیا وہ جان وعقل ہوشمند
جان محو عشق پھر جب دم ہوا * بعد تھا وہ عجب الزراع کا
پھر ہوا وہ جان جب محو خدا * صحو پایا سکر سے تایب ہوا
بعد قصے کے کہا ای مہربان * کیا میرے خاطر لے آیا ارمغان
دست خالی جاؤن گر دوست سے * ہووین کیونکر دو مدت کے پھر دوست سے
رب کریگا حشر مین پیدونسے بات * کیا لے آئے آج تحفہ اپنے سات
رب کے مہمانی سے گر منکر ہوا * خاک ہی مطبخ سے حق کے کھایگا
گر نہین منکر تو خالی ہات سے * دوست کو جاتا ہی کیونکر دیکھنے
واسطے حق کے تو کم کر خواب وخور * وقت جانے کے یہہ تحفہ کر نذر
خواب خور ہی راحت جان روان * عشق گر ہی پھر تجھے راحت کہان
اولیا ہین محو لطف ذوالجلال * خواب وبیدار مین یکسان انکا حال
آشنا یوسف سے بولا ای حبیب * کچھ نہین تحفہ نظر آیا غریب
آئینہ لایا ہون تحفہ سچ مثال * تا کہ دیکھے اُسمین تو اپنا جمال
تحفہ دیدار حق ہی نیستی * ہست حق تیرا سبق ہی نیستی
تو فنا موجودیت کو اپنے کر * تا جمال حق ہو تجھمین جلوہ گر

حق کے آگے جب فنا ہو جائیگا * پھر بقا حق کے بقا سے پائیگا

اپنے نقصان کا جب ہوگا یقین * وہ کمال اپنے کو دیوےگا اب ہر کہین

مرض ہے تجکو تیرے پندار کا * پھر تو ای مغرور کب کامل ہوا

دیدہ و دل سے تیرے بہجائے خون * تو کبھر میں نہوگا تو زبون

ہے تکبر میں غلو ابلیس کو * مرض یہہ ہر شخص میں ہے جو جہلو

گرچہ اپنے کو سمجھتا ہے سلیم * مرض اسکا ہے نہان زیر گلیم

اس مرض کی سخت مشکل ہے دوا * پیر بن ہرگز نہ چنگا ہوئیگا

پند کو آہن کے کر سکے جدا * پر نہین ہے پند غیبی کی دوا

فلسفی جو منکر حنانہ ہے * اور نبیا کے حال سے بیگانہ ہے

فلسفی جو منکر شیطان ہے * دام میں شیطان کے خو شادان ہے

وہ نہ دیکھا ہووے گر شیطان کو * خود ہے شیطان خوب دیکھ آپکو

اس لئے نساں ہے تو شیطان پر * نیک اپنے کو سمجھتا ہے مگر

اللہ اللہ ناز نہین ہے تو مگر * پاؤن کو اندازہ سے باہر نکر

ذبح کرنا ان کے سب خاطر وحوش * نہ بھکر انسان کیے از بہر ہوش

جب نہین کفار میں عقل و صلاح * قتل انکا حق کی شرع مباح

سب زن و فرزند انکے سبیل * کیونکہ انکی بے عقل و مردود ذلیل

خلق نابالغ انکی جز مرد خدا * کب ہو بالغ تابع حرص و ہوا

غیر عشق حق اگر ہووے خوشی * کیا خوشی ہے بلکہ ہے جان کندنی
بلکہ ہے یہہ مرگ تیرے جانکے سات * گر نہ ہیوے عشق کا آب حیات
نفس کی خواہش مین جب تو ڈوبجاے * پھر کہان سر خواب غفلت سے اٹھاے
آتش شہوت نہ پانی سے بجھے * کیونکہ یہہ آتش ہے دوزخ سے بنے
نار شہوت کو بجھاوے نور دین * کفر کی آتش بجھاوے نور دین
نار کو دیوے بجھا نور خدا * نور ابراہیم کو کر پیشوا
نار شہوت ہوے زیادہ خرچ سے * ہووے کم گر ترک شہوت کا کرے
آگ کو لکڑ سے ہووے سرکشی * کب بجھاوے آگ کو ہیزم کشی
شہد کی کھانے سے مانع ہو حکیم * ترک کر دے ورنہ ہووےگا سقیم
مرض کو تیرے بڑہاویگا عسل * پس نہ دے آتش سے لکڑیکو خلل
اپنے سرمایہ کتین ضایع نکر * راہزن کو تو نہ دے تیغ و سپر
اہل کین کو جو تو دے اے اہل دین * ہمنشین حق سے ہو جا ہم نشین

بیان حضرت امیر المومنین علی مرتضی کا

واصل حق مرشد دنیا و دین * ساقی کوثر امیر المومنین
مرتضی سے سیکھہ امیکے اخلاص و عمل * شیر حق ہین پاک سب مکر و دغل
تھے کسی غزوہ مین اندر کارزار * شیر حق کے ہاتھہ مین تھی ذوالفقار
ایکدم مین مار کر تیغ و سپر * کردئے کفار کو زیر و زبر

ان مین تھا ایک پہلوان نامور آ * جنگ مین آکر مقابل ہو کھڑا

پنجۂ شیری سے اسکو کر کے زیر * سر جدا کرنے لگے شاہ دلیر

اسنے اپنی زندگی سے در گذر * تھوک پھینکا اس مبارک رخ پر

وہ مبارک رو کہ جسکو مہر و ماہ * سجدہ کر کے جاوین ہر شام و پگاہ

چھوڑ کر اسکو اٹھے حضرت علی * افتخار دہر ہی وہ ہر دلی

پہلوان حیران ہوا بولا عجب * قتل سر اپنے بخشا کیا سبب

فعل میرا سربسر گستاخ تھا * لطف رحمت سے مگر کیونکر ہوا

جب مدد کے تین چھوڑا آپنے * کس لئے چھوڑا نہ مارا آپنے

جان سے بہتر کسکو پایا آپنے * جس سے میری جان بخشا آپنے

ہو شجاعت مین خدا کے شیر نر * ہو مروت مین محمد کے جگر

معرفت مین تم ہو صدر عارفان * مجھسے فرماؤ جو دیکھا ہے عیان

مین تمہاری رحم سے ہون اس خجل * کردیا ہے تم نے مجکو پاک دل

پس کہے حضرت علی اے پہلوان * اسلئے بخشش کیا مین تیری جان

مین خدا کے واسطے کرتا ہون جنگ * نفس کی نام اوری جانون ہون ننگ

تونے کی جو مدم یہہ حرکت بے نما * نفس امارہ مرا جنبش کیا

پس غرض اس قتل مین آکر ملی * کام مین حق کے نہین شرکت بھلی

بندۂ شہوت کہان ہاوے خلاص * فعل اپنا دے خدا خدام خاص

جو کرے گا جی کو جانان پر نثار * کیون کرے مرض خلافت اختیار
جن عزیزونکی نظر مین ہووے شر * جان تب میراث شیطان وہ نظر
گر نہین فرزند تو ابلیس کا * کیون تو پھر میراث اُس سے لیا
گر گردن یہہ ذکر تو ہووے فزون * خود جگر کیا چیز خارا ہووے خون
وہ جگر جو خون نہووے سخت ہی * غافل و مردود اور بدبخت ہی
صحبت ایسی کیا تو ای جوان * ایک پل مین ناپ ڈالا آسمان
گرچہ کہویا عمر تو غفلت کی سات * کیا نہین ظلمت مین ہی آبحیات
کردیا آزاد تجھکو فضل حق * قہر پر حق کے ہی رحمت کو سبق
جنگ پیغمبر سراسر صلح تھا * فتنہ آخر زمان اُس سے مٹا
کاٹ ڈالے لاکھون سر و دستان * تا امان پاوے سرا اہل جہان
گنج پاوے رنج سے ای نیکبخت * شاخ کے کاٹے سے ثمر ہو درخت
نفع سے ہی بیشتر نقصان بھرا * ہی شہیدونکی بقا اندر فنا
حق جسے بیچے اُسے پھر لیوے مول * رد کرے جسکو کرے اُسکو قبول
حضرت آدم کہو شیطان پر * تک حقارت سے کئے تھے یک نظر
خودپسندی اور خودی سے اپنے * کام پر ابلیس ملعون کے ہنسے
رب نے بھیجا وحی ای آدم صفی * تو نہین جانے ہی یہہ سر خفی
قدرت اپنی گر جتانے پہ آؤن * کوہ کو مین کاہ یکدم مین بناؤن

پڑے آدم کے اگر آنکھ جائیگی * سب شیطین آدمی بن جائینگے

بس کہے آدم کہ ای پروردگار * اب ہونگا میں ذات سے اپنے شرمسار

جس پہ تو غضب کرے ہیگا بڑا * اسکو اب نفسی و نفسی ہے لگا

تیرے ہم خواہش متقی انسان ہیں * ورنہ ہیں تو سراسر شیطان ہیں

پھر نہ ہوویگی خطا بار دگر * یارب اس بندہ کی جرأت عذر کر

شیر حق ہوں میں نہیں سگ ای جوان * سگ ذات ہیں جو کہ شیطان ہو ویں

شیر بنا ہو نہ آتا ہیگا شکار * شیر ہو لقا ذات سے ہو شکار

قول مردوں جب بقا کا دے ثمر * کیونکہ ہو و نفس بھر شیر ہو

نقش حق کا حق کے فرمانے سے تو رہا * دل کے نور حق کے آئینہ کے بھو ر

گر عجب یہ کر رہا یا آشکار * تو آ کر نار بھڑکایا ایک بار

بس کہا میں تم پہ کرتا تھا جفا * تم کو میں کچھ در سجدہ تھا شہا

شیر ہوں ذرہ ہو کہ خورشید وار * میں ہوں تو پر جیسے بکود

میں خدا اس بحر رحمت کا ہوا * پھر سے تم سالک پھر دوست بنا

تے پاس اپنے اقارب خویش سے * بہنگاپہ و دیگر اس شمع کے

عالم کی تاورے اس شاہ کے * خطہ اتنے قتل ہونے سے بچ

عالم کی تاور اب جیتے سے تیز * پاک ہو شاہ سے پر آگر تیغ تیز

دوسرا دفتر مثنوی کا

* بسم اللہ الرحمن الرحیم *

حمد اُس یکتا کا ہی کہ جسنے اپنے یکتائی سے ہرشی کو اپنے محبوب کے نور یکتا سے پیدا کیا کہ باوجود اتحاد جسمی کے کہ ہر یک میں فرق ظاہر ہی اُسکے وحدت پر دلیل ہیں * اور نعت اُس محبوب کی ہی کہ جسکا جمال جہان آرای کو آئینہ جز و کل کا کیا * اور خاتمت عرفان کی بخشش کے واسطے فخر انبیا اور اولیا کے مبعوث فرمایا * اور آل اطہار و صحابہ اُنکے جنہوں نے شمع عرفان سے اندھیارے گہر کو روشن اور منور کیا * اللھم صل علی سیدنا ومولانا صاحب التاج والمعراج والہ واصحابہ ذوی السرور والابتہاج (اما بعد) بیان بیچ حکمت کا تاخیر میں اِس مجلد دوسری کے کہ اگر تمام حکمت الہی بندہ پر مکاشف ہوتی تو بہ نظر فوائد اُس حکمت مطلقہ کے اپنے کاروبار مقیدہ جسمانی سے باز رہتا اور حکمت بے پایان حقتعالی کی اُسکے اور اسکو فنا کرتی اور انتظام ظاہری کا نظام انجام نپاتا کیونکہ ظاہری اور باطنی آپسمین اتحاد قائم رکھتی ہیں اگر یہہ نہوتی تو احد اور احمد بھی

نہ ہوتا اگر بندہ کو فقط محرم راز کرتا تو بھی نہ اٹھا سکتے اور اگر اسے
محروم رکھتا تو بھی نہ رہ سکتے جیسا کہ مساوات کی کہ اگر نرم ہوتی تو بھی
نہ چل سکتا اور اگر سخت ہوتی تو بھی نہ ہل سکتا کہ * وان
من شیئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم * کہ جسم سے
مثال کہ چار عنصر کے صورت اور سنگی کی نہ قبول کرتا * والسماء
رفعها ووضع المیزان * کہ بےحساب کے سبب کا حساب وانتساب جب تک
نہ ہوتا مگر وہی لوگ جو کہ عالم خلق سے اپنے خالق اصلی کے طرف رجوع
کر کے * ترزق من تشاء بغیر حساب * میں محسوب ہیں * ومن
لم یذق لم یدر * عشق اور محبت بےحساب ہے کیونکہ حقیقت
صفت حق کی ہے نسبت طرف بندے کے مجاز ہے اسی واسطے
اتنا سوز وگداز ہے دیکھو تمام ہیں بےجونہ کے کس میں نشان ہیں

مثنوی یکے چند تھی مہمات پذیر * صبر سے آخر ہوا ہوتا ہے شیر
شیر وہ مانی ہے لہو میں متصل * نور باقی ہے رواں دنیا سے مل
دین کی ہیں آفت ہیں شہوت اور ہوا * ورنہ اب شربت میں شربت سے جا
بس نکھ لازم ہے ہر دم احتیاط * تا نہ ہووے شیر خون سے اختلاط
ہائے جب گندم سے آدم ذوق نفس * ہو گئے جنت کی فرقت ہے ذوق نفس

تھا ملک مانند دیو آن سے بری * بھاگتے آدم سے تھے جن و پری
درد کے طوفان سے تھا دل چور چور * واسطے نان کے بنی آنکھیں تنور
گرچہ تھی یک بال سے کم مرخطا * ایک تھا وہ مو دو دیدنو سے اگا
جب تھے آدم دیدۂ نور قدیم * بال تھا دیدو نمین یک کوہ عظیم
گرچہ آدم اُس سے کرتے مشورت * پھر پشیمان ہو نکرتے معذرت
عقل سے جب عقل ہو جاوے بہم * کام مین تب مرد ہو ثابت قدم
درد دل اپنا بتا اُس یار کو * بار ہرگز تو نہ دے اغیار کو
دوستون سے حق کے لے تو یا شفیق * جب کیا ایسا تو ہووے حق رفیق
درد دل کا آئینہ ہی روے یار * منہہ پہ آئینہ کے ایجان دم نہ مار
تا نہ ہون دم سے تیرے پوشیدہ رو * اُسکے آگے دم بخود ہر دم مین ہو
خواب بیداری ہے دانائی کے ساتھہ * جاگنا نادان سے مل جی بری گہات
جب زمستان مین ہو کرو تو انکا ہجوم * بابا بین سب بھول جاوین اپنے دہوم
کیونکہ سب ہو بابان گلزار خموش * ہو غروب شمس خواب دیدہ پوش
آفتاب معرفت پنہان نہین * مشرق اُسکا غیر عقل و جان نہین
خاصۂ خورشید عالم معنوی * روز و شب یکسان ہی اسکے روشنی
مثل آئینہ کے دے دلکو جلا * مطلع خورشید خود ہو جائیگا
پانچ حس کے ہین سواور پانچ حس * وہ مثال زر ہین یہہ مانند مس

حسن ظاہر کی خدا نظارات ہے * حسن جان کا آفتاب ذات ہے

اے میرے جی کے جلانے کے حبیب * حسن جان کو تو کہا سنی نصیب

حبیب سے اپنے بہ بیٹھا دکھا * مثال ہو سے تا ہو آنکھوں کو جلا

آفتاب معرفت تیرے مقامات * آفتاب برج ہے کو جب ذات

تو کہیں خورشید اور دریا کہیں * تو ہی کوہ قاف اور خفا کہیں

پاک تیری ذات لائق ذات سے * کیا تجھے نسبت ہے معاملات سے

جیتا ہے عقل اور عالم کے ہی روح یار * کب ہو ناز کی حد ترک کی گذار

تجھ سے اپ بے نقش ساتھ اپنے نقوش * ہی مشابہ موحد تیرا ہوش

گاہ موحد کا مشابہ ہو طعن * گاہ موحد کے پیش صورت راز ہیں

پھر کبھی صورت کرے اپنی فنا * واسطے تنزیہ ذات کبریا

طلعت ہستی میں تجھکو ہو احسن * مظہر حسن ایسے کیجیں رغب امکان

اس قدر ہو جاتے ہوئے نقش و نگار * مظہر تیرا منہ اور آئینہ دار

جب حسن کا ہے مذہب اعتزال * قابل رویت ہی کب سے مثال

دیکھتے گر حسن حیوان شاہ کو * کر دو مرتبہ دیکھتے اللہ کو

ہے بانی آدم کا کب ہوتا وقار * یار اخفش مشترک کا رازدار

یا مصور یا مصور ہو لیے * اب ثنا جب تک تصور تمیں رہے

ہے مصور یا مصور رہ و کہہ * جو سر اسرار مغز ہو کے پوست کے

جب کہ ہو آئینۂ دل صاف و پاک * ہوں نمایاں نقش غیر از آب و خاک
نقش کو دیکھیگا پھر نقاش کو * فرش دولت بعد ازاں فراش کو
یار کا جب دل میں آتا ہی خیال * ہی عیاں اللہ سا اُسکا مثال
کیا کہوں کیسا ہی وہ نازک بدن * صورت اُسکی بت ہی معنی بت شکن
شکر حق کا جب ہوا وہ جلوہ گر * جان کیا اپنا جمال خوش نظر
خاک اسکی راہ کی ہی دلفریب * خاک اسپر اس سے ہو جو ناشکیب
لالہ سا وہ خاک پر رہ داغ جگر * طوطیا ہی جن ما زاغ البصر
خاک وہ اکسیر ہی اے ہوشیار * خاک اُسپر جو نہیں اُسپر نثار
ہی جہاں اپنا محب الجمال * نوجوان خواہش کرے کب پیرزال
جسکی خواہش ہو ہر یک جنس کو * نیک نیک اور بد سے بد کو انس ہو
بال جب آنکہوں میں تیری پڑ گیا * تجھ میں اور خورشید میں پردہ ہوا
نیک خو جو بد کو دیوے بہتری * اُسکی وہ کرتا ہی گویا مسخری
جیسے یک مو ہو حجاب آسمان * کب پھر ان اجزا میں دیکھو روی جان
چھوڑ دے اپنی کجی ہو راست باز * پاسکی تجھکو گر یکی سرفراز
گرچہ تو نادان تو نیکی سے آگہ ہو * اپنے ناقص عقل سے وہ دنگ ہو
بر سر اغیار جیوں شمشیر ہو * چھوڑ دے روباہ بازی شیر ہو
مال جب باقی ہی اسکو خاک جان * آب حیوان کا اسے نافع پچھان

مال کو گر خصم پر فن نے لیا * تو سمجھ رہزن کو رہزن نے لیا
فاش ہی عارے جہان نہین بہ سر * تخم جو بویا وہی پاوے ثمر
خار تو بو کر کے گل کب پایگا * پایگا گر گر خار پر بچھایگا
گرچہ لیوے ہاتھہ مین گل خار ہو * یار کے آگے تو سمان مار ہو
دفتر صوفی نہین حرف سیاہ * روشن آئینہ کا پاکا دل جیون صبح کا
مایہ دانشوران نقش و قلم * مایہ صوفی ہی آثار قدم
آرسی مین جو نظر آوے تجھے * دیکھتا ہے پیر ہر ہر خشت سے
می کو دیکھے ہین دل انگور سے * شے کو دیکھین ہین عدم مین دور سے
روح حیوانی ہی ہر یک کی جدا * رب واحد روح انسانی ہوا
آدمی اکثر ہین حیوانی صفت * دامن پوشیدہ رکھین ہین شیطنت
خون کے پیاسے ہین وہ گرخو حرام * ظاہرا گرچہ کرین جھک کر سلام
مکر سے ایسونکے تو پرہیز کر * پھر سلام ایسونکیتین ہرگز نکر
جو کہ کھاویگا فریب ابلیس کا * پاوے دشمن کے تواضع سے دغا
حال اُس کا سر بسر ہو گا زبون * ہوویگا اُس خر کے ایسے سرنگون

حکایت اُس گدھہ کی جو ہوا گہ سے گر پڑا

ایک صوفی جا نے وا اترا دکا * صوفیونکا شب کو تھین مہمان تھا
میزبان سے وہ کہا اپ بیشرا * آپ وانیکا مرکب کو دلا

وہ کہا لاحول یہ کیا بات ہے * میری یہ خدمت سبھو نکے ساتھ ہی
جو کیا مرکب کے خاطر وہ خطاب * رات بھر لاحول تھا اسکا جواب
بھوک سے لاچار ہو بیچارہ خر * تہہ کرین کھانے انکا وقت سحر
جب غذا سے کچھ نہ پہنچا خر کو سود * شب کو تھا تسبیح کرتا ان سجود
سیر ہو تو آپ کر اپنا شکار * فصلہ آورو انکا نہ کہا تو زینہار
تو زمین پر غیر کے گھر مت بنا * کام اپنا کر نکر اغیار کا
غیر ہے یہ برزخ خر کی تابری * واسطے جسکے ہی غمناکی تیری
جب تلک کرتا ہی تن کی پرورش * جو ہر جان کو ہی تیرے کش مکش
وہ منافق پرورش تن کی کیا * جان کو لیجا کے گلخن میں رکھا
ہی زبان پر اُسکے جاری حق کا نام * جان ہی آلودۂ کفر و حرام
پاک کو میلا نہ ہووے پاک سے * میلی ہونا پاک کو ناپاک سے
تھا انا الحق نور دل منصور کا * وہ انا فرعون کا سب زور تھا
منہ پہ جسکے جان ہو خندان مثل قند * خلق سے کب آمدکو پہنچے ہی گزند
گر شب مہ جمع ہو کے ماہ پر * سگ کرین غوغو تو آمدکو کیا ضرر
مصطفی مہ شق کئے تھے نیم شب * بے ادب بھر کینہ ور تھا بولہب
یہ بدن تیرا ہی خیمہ روح کا * یا ہی وہ جیسا سفینہ نوح کا
نفس کے کتے کو جیتا چھو ر مت * دشمن جان ہی تیرا وہ سگ صفت

گھر نہیں سگ چاہتا پھر استخوان * گر تو فرقے چھوڑ دے دنیا کا جوان

دوسرے دن ہر کب تاک توڑتے ہے * چند روز لے آپ پر مائندہ

ابر کے رونے سے ہو سرسبز باغ * شمع کے رونے سے روشن ہو چراغ

نوحہ گر کرتا ہے باتیں سوزناک * پر کہاں سوز دل و دامان چاک

صرف ہو تقلید جسکے گفت و گو * کیسے اس طمع سے پیدا درد ہو

ہے محقق اور تقلیدی ہے اور * فرق انمیں ہے اگر دیکھے بغور

کافر و مومن خدا کہتے ہیں ایک * درمیان انکے جدا ہے فرق ایک

الله الله وہ کہے نان کے لئے * بے طمع ہو کر کے الله بولے

واسطے نان کے خدا کہتا گدا * عین جان سے متقی بولے خدا

گر گدا اس بات کی رکھتا تمیز * کب سماتی اسکے آنکھوں کوئی چیز

حکایت دہقان کی جو تاریکی میں شیر کو بیل سمجھا تھا

ایک بندھا تھا بیل کوئی دہقان کے گھر * شیر اسکو کھا کے بیٹھا تھان پر

رات کو دہقان آ کے مالش کیا * شیر اپنے جی میں یوں کہنے لگا

گر جو ہوتی روشنی افزون تر * خوف سے دہقان کا پھٹ جاتا جگر

سمجھو اس تاریک میں سمجھا ہے بیل * آفتاب اسکو نظر آیا سہیل

حق سمجھ کہتا ہے اے مغرور کور * نام سے میرے گیا جل کوہ طور

کوہ کیا تھا کس ہوا وقت اگر * خون ہو جاتا ہے زہرہ پھوٹ کر

تو نے ماں باپ سے میراث سب * اس لئے غافل ہے اتنا بے ادب

گر تو بے تقلید واقف ہوویگا * ہاتھ ہستی سے تو اپنے دھوویگا

ذکر اس امر کا کہ صوفیوں نے سماع کے واسطے مسافر کے خر کو بیچا

ایک صوفی خانقہ میں آن کر * راہ سے باندھا گدھا آخور پر

اس جگہ کے صوفیان بے نوا * بیچ ڈالے اس مسافر کا گدھا

شاذ ہیں صوفی ہزاروں میں دو چار * اور سب ایسے ہیں بیشک فضلہ خوار

مخمصہ میں جب ہو کوئی پائمال * اسکو تب مردار ہوتا ہے حلال

نقل و نان کو لاکے پھر کھا پی لئے * اور مطرب باندھ حلقہ بیٹھ گئے

تب وہ طنبورا بجانے یوں لگا * خر گیا ہے خر گیا ہے خر گیا

صوفیوں سب اسکے ہم آواز تھے * وہ بھی انکے ساتھ تھا تقلید سے

حرص میں کھانیکے غافل تھا فقیر * کچھ نہیں سمجھا کہ یہہ کیا ہے نفیر

جبکہ گذری شب ہوا آخر سماع * لی ہر یک نے راہ کہکر الوداع

وہ مسافر نے بھی پھر وقت سحر * خانقہ سے اٹھکے کیا عزم سفر

باندھ کر اسباب خادم کو کہا * جا گدھے پر جلد تر پالان لگا

وہ کہا سائیں گدھا کیا ہو گیا * کیونکہ تم ہی کہتے تھے شب خر گیا

خادم و مخدوم کے رد و بدل * آخرش پہنچائی نوبت با جدل

یہہ طمع پردہ ہے چشم و گوش کا * اپنے دل سے دور کر حرص و ہوا

مرد کو آخر طمع گدا کرے * چشم و دل روشن نہ ہووے طمع سے

حق کے رحمت سے جیسے عرفان ہے * ہے گدا اگرچہ کہ وہ سلطان ہے

جو لقائے حق سے برخوردار ہے * پاس آئے جو جہان مردار ہے

تو کرے امید راحت جس طرف * آس پاس آفت ہے تیرے اس طرف

کوئی جا بے محنت و آفت نہیں * خلوت حق کے بجز راحت نہیں

کوئی نہ گوشہ بے دوستی آرام ہے * خلوت حق میں جہاں آرام ہے

ذات میں جس کے نہیں صبر و قرار * حق اسے ایں خدا کو نہ پہار

تو مکان سے اصل تیرا لامکان * گوش ظاہر باندھ کے کھول کان

شش جہت کو دو رمت کیونکہ جہات * ہے گی ششدر اور سب ششدرات

جب خیال بد ہو تجکو رہنما * ہو خیالوں سے تیرے تجھ پر بلا

یہہ خیالات زر و فرزند و زن * رہ کے تیرے ہیں یہ شیطان رہزن

اپنے دل سے دور کر یہہ سب خیال * ورنہ تو آخر کو ہووے گا بحال

مصطفیٰ فرمائے اے اہل بلا * حق دوا ہر مرض کی پیدا کیا

لیک غافل اس دوا سے ہے طبیب * جب خدا چاہے شفا ہووے نصیب

مہر ہے خالق کی چشم و گوش پر * اپنے محبوب ہے تیغ و نشر

جو خدا چاہے سو تجھ پر ہو عیان * کیا جمال و کیا کمال و کیا زیان

تب جہان پر جار تو بیزار ہے * تا کہ حق تجکو نہ بخشے زور ہے

ہر دم ای طالب خدا پر رکھ نظر * جسم بستان ہووین جیسے جان پر

مناجات درگاہ مین پروردگار تعالی کے

ای خدا اے پاک بے انباز و یار * دستگیری کر کہ سب و رگذار
ای خداوند و کریم و بے نیاز * فضل تیرا ہو ہمارا کار ساز
تجھ سوا جاوین کہان ہم ای کریم * ذات سے تیرے ہی سب امید و بیم
ہمکو وہ باتین بتا جو ہون دقیق * جس سے تجھکو رحم ہووے ای شفیق
تو نے دی اول دعا کی دستگاہ * پھر اجابت سے ہماری کر پناہ
گر خطا ہو مجھسے کر اسکو بحال * حکم مین تیرے ہی سارا عقد و حال
آب و گل سے آدمی پیدا کیا * اسکو پھر خویش کی نسبت دیا
پھر کیا بعضون کو اس نسبت سے پاک * عشق مین اپنے بنایا دردناک
دے مجھے بھی اپنے الفت کی شراب * فضل سے اپنے مجھے کر کامیاب
مستعان کر جو ہی بے کس بے معین * عشق اپنا بخش اور سودا ای دین

بیان اس بات کا کہ حقیقت مین معشوق

وہ ہی جس سے حسن ظاہری کا قیام ہو

ای اسیر عشق یار مہ جبین * وہ جو ہی معشوق یہ صورت نہین
آخر گئی صورت تو پھر معنی بھی کیا * ہی اگر کامل تو لے اسکا پتا
خاک سے کیون دل لگایا ای سلیم * ڈہونڈھ لے اسکو جو ہی اصل قدیم

دیکھتا ظاہر جو یہہ نقش و نگار * ہی سراسر پردۂ پروردگار
یہہ طمع سربسر اتر جائیگا * خال و خط کا کچھ اثر نے پائیگا
ہی کمال دل جمال جاودان * چشمۂ آب حیات اسمین روان
خود وہی ساقی وہی جام و شراب * جب کریگا تو طلسم تن خراب
زنگ دل سے ہی بھرا تیرا قیاس * کب تو سمجھے اسکو ای حق ناشناس
صورت فانی تری اصل و اصول * تو نہین معنی سمجھتا بو الفضول
وہ نہین معنی کہ غایب گر کرے * مرد کو صورت پہ عاشق تر کرے
کور کی قسمت خیال غم فزا * چشم بینا کو خیالات ذکا
گر تو بینا ہی حقیقت کر درست * چھوڑ کر خر کو ہو پالان پہ مست
خر اگر ہو تو یقین پالان ملے * جان اگر ہو تو مقرر نان ملے
گر طلب تجھکو نہین کیا پائیگا * جو نہین ہی تخم بے مغز کیا کھائیگا
یہہ نکہہ پائے انھون نے مفت گنج * اس سے کیون نادان ہی تو اٹھتے ہو رنج
کام ہی جو بخت کا وہ کام کر * حکم نادر پر نہین اب بے خبر
کام کرنا گنج کا مانع نہین * گنج قسمت سے تو پاویگا یقین
قید اپنے کو تردد مین نکر * یہہ کیا تو خوب ہی یاد کر
اس تردد کو رسول باوفاق * منع کر فرمایا ہی اسمین نفاق
آشنا بدہای جو ہو آسودہ دل * لذت فانی مین ہوتے پا بگل

صحبت آدم کی بزم ہی شیطان کی * جس نے فانی کے طرف میلان دی
چھوڑ دے شیطان کو کر ذکر حق * ترک کر فانی بقا کا لے سبق
صبح صادق صبح کاذب فرق مان * رنگ ہی کو غیر رنگ جام جان
ہفت رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو * معرفت میں حق کے تیز آہنگ ہو
رنگ تیرا اور ہی ہو جائیگا * سنگ کے بدلے جواہر پائیگا
کارگہ خلق کا عدم آباد ہی * جس عدم سے خالق کی ایجاد ہی
کارگہ میں کارکن ہوگا نہان * کارگہ میں جاکے دیکھ اسکو عیان
کارگہ یعنی عدم کی سیر کر * صنعت و صانع کو باہم کر نظر
جب خودی میں اپنے تھا فرعون مست * کارگہ سے کور تھا وہ خود پرست
لاکھون ہی اطفال مارے بے گناہ * لیک کب پھرتی ہی تقدیر الہ
اُسکے مونچھون پر قضا ہوکر بلند * زیر لب کرتی تھی ہر دم ریش خند
خون کیا لیکن کلیم اللہ نے آ * فعل کی اُسکے سزا اُسکو دیا
نفس کو مارا تو پھر بیڑا ہی پار * دشمن جان ہی تیرا یہ وو ستدار
دوستون کو لے بچا دشمن کو مار * تو اگر سے نہ حملہ اُن پر بار بار
ہون طبیبون کے عدو بیمار گر * یار کھین اطفال بغض استاد پر
خود وہی دشمن ہین اپنے جان کے * راہزن ہین جان اور ایمان کے
مصطفیٰ سے مانگتے تھی بوجہل کو * حرب رآن سے حسد رکھتا تھا وہ

بو الحکم تھا سو کہا یا بو جہل * جاحدون کو ہیچ بھی بھاتا ہی جہل

بیان نائب انبیا خدا کے نائب اور اقطاب انکے قایم مقام ہین

چار حق نے بھیجا انبیا کو اس لئے * تا ہدایت ہون آشکار اخلق کے

یک ولی قایم ہی ہر ہر دور مین * آزمایش خلق کے ہر حال مین

ہی امام حی خدا کا ہر ولی * خواہ از نسل عمر ہو یا علی

مہدی و ہادی وہی ہی راہ رو * باطن و ظاہر ہو حق کے روبرو

نور ہی وہ عقل آسکی جبرئیل * ہی ولی قندیل نسبت با جلیل

ہم ہین مشکات اور ولی قندیل ہی * مرتبہ مین نور کو تنزیل ہی

سات سو پردے تھے حق کے نور کو * نور کے پردون کو تم سب بوجھ لو

بیچ ہر پردے کے تا نور امام * صف بصف ہر قوم کا ہی ہر مقام

قوم آخر صف کے اپنے وصف پر * کر نہین سکتی ہی آگے پر نظر

وہ صف اول بھی یک اپنی نظر * سے آشنا سکتی ہی آگے نور پر

دل نہین تو تن کو کیا معلوم ہی * دل سمجھتا ہی بدن محروم ہی

پھر یہہ دل ناچیز ہی اور بے صفت * نسبت اس دل کی جو ہی با معرفت

یہہ سخن رکھتا ہی بہت شرح و مثال * پر جو ہی آدمی نہ سمجھینگے جہال

پاؤن تیر آتش بھی تیری جلی * عقل کی دشمن ہی بیشک جاہلی

آدمی ہی باطمین اپنے نہان * جان کے درگاہ پہ ہی زبان

جب اُٹھا دیتا ہی وہ پردہ سخن * راز اُسکا ہو وے ہم پر مبرہن

غافل اپنے سے ہین بہہ قوم الی اسر * اس لئے کرتے ہین عیب یکدگر

نور حق ہی اصل قوت انسانکی * قوت حیوانی نہین اُسکو ملی

لیک عادت سے ہوا اسمین خراب * روز و شب کھاتا ہی چار اخاک و آب

جسطرح کوئی مرض سے کھاوے گل * خود سمجھتا ہی غذا اسکو بدل

قوت اصلی کو گیا وہ بھول کر * مرض سے لالچ پہ باندہی ہی کمر

صورت انسان مثال طاس ہی * اسکے معنی سے نظر حساس ہی

خلق کو عز و شرف ہی عاریت * امر کو عز و شرف ہی ماہیت

واسطے عزت کے خواری کھینچیے * خوش رہے خواری مین عزت کے لئے

کیون نہین ہوتے ہین سمجھے کامیاب * ہون مین اس عزتمین روشن آفتاب

مشرق خورشید ہی برج سیا * ہی ہمارا آفتاب اس سے جدا

مشرق اُسکا نہ پت اجسام ہی * ذات کو اسکے نہ صبح و شام ہی

اسکے ہم ذرات واپس ماندگان * مہر سے بے سایہ ہین اندر دو جہان

پس سمجھے ہی شمس کے پانے کی اس * شوق سے پھرتا ہون اُسکے اس پاس

شمس اُن اسباب سے ہی مطلع * اُس سے رشتہ اس سبب کا منقطع

گر ہزارون بار مین مایوس تھا * شمس کے جانب سے تم جانو بجا

تو نکر باور کہ مین ہے آفتاب * جیسے ہو ماہی بحر دریا سے آب

وہن اگر مایوس مایوسی میری * جا نہیو اس شمس کی صنعت گری
صنعت صانع نہیں ہرگز جدا * دست سے نہی دست ہستی کو کیا
پایا اس موجود سے عالم وجود * کیا ہوا و آب کیا ترابی و دود
لیک نابینا گدا ہی بے خبر * جو نہ رکھو حال پر اپنے نظر
اصل سے جسکو نہیں ہی آگہی * دمبدم باو سے ہی یک منزل تہی
بحر شیرین سے پیادہ آب شور * اسکو کی وہ شوربیت آخر کو کور
آب کہتا ہی کر لے یک قطرہ پی * تا تجھے حاصل ہو مجھ سے آگہی
ہی مراد اس جا پہ شیرین بات سے * نیک و بد کے اصل سے اور ذات سے
عشق میں ہی مہروں کے تو اسیر * ورنہ اس اندیشے کو ہم کرتے ہیر
باز وہ بہتر جو پہر سلطان کو پاسے * باز اندہا ہی جو منزل بھول جاسے

حکایت باز کی بسبیل تمثیل کے

باز ویرانہ میں چغد ون کے گیا * راہ کو گم کرکے ویرانہ لیا
چغد سب کہنے لگے کر ازدہام * باز آیا چھینے بہتر مقام
چو طرف غصے سے کتوں کے مثال * گہیر کر اسکا کیا ہان تنگ حال
باز بولا کب ہوں لائق چغد کے * جاؤں میں ایسے خرابی کو دے
میں نہیں رہنیکا اس ویرانے میں * اوجا میں حضرت سلطان میں
بہت خراب آباد نہ تم کو مرا * ہی ہماری جای ساعد شاہ کا

چغد بولے باز ہی بس حیلہ گر * چاہتا ہی کرسے چھن جاے گھر

مرغ ادنا جنس کب ہو شاہ کا * مت سنو گر عقل رکھتے ہو بجا

ہی اسے اسباب کا سودای خام * ڈالتا ہی لاف سے چغدون پہ دام

باز بولا ای گروہ بے بصر * تم اگر توڑوگے میرا ایک پر

شاہ چغدستان کرے یکسر خراب * جہل سے اپنے کرو مت گھر خراب

باز ہون مجھسے ہما حیران رہے * چغد کیا واقف ہو میری راز سے

ایکدم چغدون سے ہون دمساز مین * تا کرون چغدون کو یکسر باز مین

جب بنوگے روبرو تم میرے باز * شاہ تب سب کو کریگا سرفراز

طبل میرا ہی ندائے ارجعی * حق میرا شاہد برغم مدعی

مین نہین جنس شہنشاہ غیور * پر ہی مجھ مین نور کا اسکے ظہور

جنسیت میری نہین از روی ذات * اب جنس خاک ہی اندر نبات

مین نہین ہم جنس اپنے شاہ کا * پر ہوا ہون ذات مین اسکے فنا

مین ہوا فانی تو کیا باقی ہی شاہ * مین ہوا اسکا فدا اور خاک راہ

جان و دل سے مین غبار راہ شاہ * اسکے گھوڑے کے سمون پر ہون فدا

خاک پا اسکا تو ہو جاوے اگر * تجھکو سب خسرو کرینگے تاج سر

خاک اسکے راہ کی میری ہی جان * خاک پر ہی اسکے پاؤن کا نشان

اس نشان کے واسطے تو خاک ہو * جان فدای صاحب لولاک ہو

کیا عجب گر وہ رسول انس و جان * عامیون کو بھی بتا دیوے نشان
بیشتر عشاق ایسے بھی ہوئے * قصد صورت سے حقیقت مین ملے

حکایت اُس عاشق کی جس نے مجاز سے حقیقت کو پایا

تھا کسی استاد کا شاگرد ایک * علم کے ہر فن مین کامل مرد نیک
بحث اور تکرار مین نامی تھا وہ * وقت کا اپنے یک علامی تھا وہ
اُس پہ تھی استاد کے شفقت بڑی * روبرو رکھتا تھا اپنے ہر گھڑی
تھی اسی استاد کی ہر یک کنیز * سیم تن شیرین سخن صاحب تمیز
قامت اُسکی جون الف سرو سہی * سرو سے نادر بباغ حسن تھی
دو نون نرگس فتنۂ آفاق تھین * دلبری مین دونو ابرو طاق تھین
گیسو اُسکے دام دانشمند کے * لب تھے دونو اُسکے کوزے قند کے
چاہ غبغب چشمۂ آب حیات * بات شیرینی مین تھے رشک نبات
تھی سراپا غیرت حور و پری * حال سے اُسکے تجلی کمک اری
ناگہان شاگرد اُسکو دیکھ کر * ہو گیا یکبارگی سے بے یار صبر
بھول کر سارے کتابون کے ورق * عشق کا اُسکے لگا پڑھنے سبق
جب کیا استاد نے معلوم حال * آگیا خاطر پہ اُسکے یک ملال
اُسکو آہستہ کہا اس سرو قد * اپنے عاشق سے مکر تو جد و کد
لے لیا دل اور دلداری نہ کی * کچھ بھی اُس بیدل کے غم خواری نہ کی

وصال سے جا اُسکا و بر خوردار کر * اپنے اُس بیمار کی تیمار کر
آج کے شب بول تجھ پاس آئے وہ * وصال کی لذت کو تجھسے پائے وہ
پر نجالے حکم میرے اُسکے پاس * چشم بد سے رکھ رقیبوں کے ہراس
الغرض جا آسنے کی امیدوار * عاشق بیدل رہا در انتظار
تین شب گذری اُسے امید سے * تین وعدے تین شب کے ٹال گئے
چوتھے شب کہنے لگی ای تیز بین * آج کے شب وصال ہونا ہی یقین
جب سنا بیدل حدیث دلنواز * شمع سا جلتا تھا با سوز و گداز
رات بھر انکھوں کو اپنے تیز کر * راہ سے اُسکے نہیں پھیری نظر
جو نظر میں اُسکے آتا تھا خیال * جلوہ گر تھا اُسمین دلبر کا جمال
انتظاری جب گئی حد سے گذر * ساتھ ہوا استاد کے وہ مہیم پر
یک بیک پردہ سے ہو کر روبرو * وہ نہیں سمجھا کہ خود ہی یا کہ دو
لطف بھی استاد کا شامل ہوا * ذرہ جا خورشید میں داخل ہوا
دیکھ کر صورت میں معنی کا اصول * وہ مجاز اپنا گیا یکبار بھول
نقش میں پنہان ہی نقاش ازل * نقش ہو فانی تو مشکل ہووے حل
جان ہی آخر بدن سے متصل * کچھ نہیں اُسمین شباہت فی المثل
نور بینائی ہی چربی ساتھ مل * خون کے قطرہ میں پنہان نور دل
ہی خوشی گمر دل میں غم اندر جگر * جتان کا ہی شمع اندر راہ سر

ان علائق نہین کہان ہی کیفیت * عقل کب جانے ہی اسکی ماہیت

ہم نہین سے پائی نور معرفت * جان مین وہ نور تھا مریم صفت

جان جان سے جان جب غافل ہوا * جان کو پھر یک جہان حائل ہوا

اس جہان کا غیر ہی دیگر جہان * حشر کے دن ہووے گا تجھ پر عیان

اس قیامت کی حقیقت گر کہون * حشر تک اس شرح مین عاجز رہون

حکایت پیاسی کے جو اینٹ پانی مین ڈالتا تھا

تھا کہین ندی پہ یک تشنہ دہان * تھی اسے دیوار حائل درمیان

تھی وہی دیوار پانی کا حجاب * وہ پکارے تھا پیا را آب آب

ناگہان یک اینٹ اس دیوار کی * کھینچ کر پھینکی سو پانی مین گری

کان مین پہنچی جب اسکے بانگ آب * اینٹ لے لے پھینکتا تھا بے حساب

تب اسی پانی سے یون آئی ندا * اینٹ کے پھینکنے سے کیا حاصل ہے ترا

وہ کہا دو فایدے مجھکو ملے * ایک تو تسکین ہی آواز سے

دوسرے جو اینٹ کمتی ہی ادہر * متصل ہوتا ہون پانی سے ادہر

جب تلک دیوار ہی تن کی بلند * تب تلک پانی سے تو نا بہرہ مند

جبتلک پاوے نہین تن سے نجات * تب تلک کب پائیگا آب حیات

پستی دیوار ہی قرب جلال * نقص اس دیوار کی ہی حسن حال

اینٹ کم ہونے کا سجدہ ہی سبب * باعث قربت ہی سجدہ قرب

تو بھی چاندی تن کا اپنے توڑ کر پھر * جون علی نے توڑا تھا خیبر کا در
بے خبر پیری کا تیری آیا حال * موت کا پھندا تیرے گردن مین ڈال
جا چکے ایام کچھہ بویا نہین * منہہ سیاہی سے ابھی دہویا نہین
ہان وہان ایسے راہ رو بیوقت ہی * فرق پر تیغ اجل کا سخت ہی
جب تلک ہی جان کا روشن چراغ * روغن عرفان سے تر کر دماغ
بول مت فردا کہ فردا جایگا * تا نجاوے دور کل ایام کا
پند میری سن کہ تن ہی منحت بند * توڑ چاندی تن کو مت ہو تن پسند
بند کر لب قال اپنا صرف کر * بجان سے ایثار تن کے در گذر
ترک شہوت اور لذت ہی سنا * جو کہ شہوت مین پہنسا وہ کم اتہا
ترک شہوت یک محکم ہی اصن * چاہ غفلت سے نکلنے کا ہی فن
تو ہی یوسف اور جہان ہی مثل غار * صبر ڈوری ہی بحکم کردگار
صبر کی ڈوری سے باہر آئیگا * ورنہین تو غار مین دب جائیگا
شکر حق کا ہی جو یہہ ڈوری ملی * اسکے لینے مین نکر تو کاہلی
جب نکل آیا تو پھر عیش ابد * دولت دیدار حق سے ہی مدد
یہہ جہان فانی ہی نظر و نہیں عیان * عالم باقی ہی آنکہوں سے نہان
خاک اڑتی ہی ہوا پر ہو سوار * خاک آتا ہی نظر سب کاروبار
چشم خاکی کی نظر ہو خاک پر * باذہین کچھہ اور ہو تین ہی نظر

چشم حس گھوڑا ہی نور حق سوار * ہی بجز راکب کے گھوڑا نابکار

نور حس مرکوب راکب نور حق * با ادب مرکوب ہی منظور حق

کب کرے معلوم گھوڑا رسم وراہ * چاہیے راکب کو جانے شاہراہ

لیک آتا نہ نظر راکب تجھے * خود بجز آثار یا گفتار کے

نور حس کو نور حق سے ہی بہی * صنعت نور اعلی نور یہی

نور حس تو کھینچتا ہی خاک پر * نور حق لیجائگا افلاک پر

یہہ جو ہی محسوس عالم ہی خراب * نور حق دریا و حس مثل سراب

نور حس تو ہی مکدر اور گران * باوجود آنکے ہی آنکھوں مین نہان

نور حق جو پاک تر ہی اے ودود * کیون نظر آوے تجھے اسکی نمود

تا تجھے پنہان ہی قائم ہی خط گزار * اسپ ہی پیدا و پنہان ہی سوار

تیر آتا ہی ولے پنہان کمان * جان ہی پیدا و پنہان جان جان

تیر کو مت تو رہی وہ تیر شاہ * تیر پر ہی شاہ کی ہر دم نگاہ

مارمیت اذ رمیت حق کہا * جزو کل پر ہی تسلط شاہ کا

صید ہم صیاد لا ثانی کہان * گوی چوگان ہم ہیں چوگانی کہان

ہر طرف جلوہ ہی اسکے نور کا * گوش کر لے ماجرا منصور کا

بجھ گئی لے تو فنا سے دور ہو * تن کو ویران کر جہان معمور ہو

تو ہو فانی نور حق باقی رہا * جب ہوا بندہ فنا سلطان ہوا

آگ مین لکڑی جلے آتش بنے * پھر اُسے کوئی نہین لکڑی کہے
آدمی نے نور خالق سے لیا * نور کو آسکے ملک سجدہ کیا
تاب دریا کی نہین تمکو اگر * پر نہین غرقاب سے مجھکو خطر
آب آلودے سے بولا مجھ مین آ * وہ کہا رکھتا ہون پانی سے حیا
پھر کہا جب تک ہوس ہی جاہ کی * تجھسے کب جاویگی یہہ آلودگی
مجھ سا آلودہ اگر پنہان رہے * شرم اُسکو مانع ایمان رہے
گرچہ ہی شاہونکے آگے خوب جان * لیک کب ڈرتے ہین صاحب دمان
شاہ جب شکر سے شیرین تر ہوا * واسطے شکر کے مرتا ہے روا

حکایت ذوالنون مصری رحمة الله علیه کی

تھے بہت ذوالنون مصری ذوفنون * ناگہان پیدا ہوا اُنکو جنون
چاہماونکی گرم جب دیکھین دکان * کیون نہ پکڑین تب کنارا عاقلان
ننگ سے جہلا کے دیوانے بنے * عامیون کے شر سے زندان مین رہے
جب قلم ہوتا تھا مین مکار کے * کیون نہ ہو منصور لایق دار کے
جب کمینون کو فلک نے زر دیا * کیون نہ دے جاہنگے قتل انبیا
یوسف مصری پہ اخوان کا حسد * جو رمین کیا کیا آنکی تھی بعد وکد
ہی حسد یک گرگ باطن مین نہان * گرگ بن آخر آوینگے حاسدان
جو جریصان شکم ہین جیفہ خوار * ہو وینگے محشر ہو ز مثل خوک خوار

ہو زناکاروں کا بدبو سارا تن * اور شرابی کا رہے گندہ دہن
آدمی کا ہے بدن صحرا مثال * آدمی ہی تو اسے رکھے سنبھال
ہیں ہزاروں اسمیں خوک اور بھیڑیے * نیک و بد ہے جسم میں ہر شخص کے
جو بُری خصلت ہے غالب ذات میں * حشر تیرا شکل سے اسکے کرین
دل سے ہے دکھو نہانی راہ ایک * ہے بدی کی بد جزا نیکی کی نیک
بندگان خاص علام الغیوب * جانتے ہیں ہر کسی کا حال خوب
جن کو حق کے راز کی تمیز ہے * بھید مخلوقات کا کیا چیز ہے
جن کو حاصل سیر ہے افلاک پر * انکو مشکل کب ہے جانا خاک پر
دوست سب انکی عیادت کے لئے * سامنے ذوالنون مصری کے گئے
دیکھ انکو بول اٹھے انکار کر * کون ہو مجھ سے رہو تم دور تر
باادب بولے کہ ہم سب دوستان * واسطے پرسش کے آئے ہیں یہاں
آپ کا کیا حال ہے اے قبلہ گاہ * کس سبب زندان میں ہیں ناحق تباہ
تم ہو یک دریای عقل و فنون * ہے تہمت تم پہ بہتان جنون
ہم تمارے ہیں محب راست یار * دو جہان میں ہم کو ہے تم سے پیار
ہیں بدل دل سوز و غم خوار ہم * رنج و راحت میں شریک و یار ہم
مستی ہی نکلے جو کرتی باتیں رہے * سب وہ نہ بہاگے مارے خوف کے
تب ہلایا سر ہنسے بے اختیار * دیکھو اخلاص کا یارو شعار

دوستی ہے کب دوست رکھتا ہی نفور * رنج و راحت ایک ہی آگے حضور

دوستی زر رنج ہی آتش مثال * زر خالص آگ میں ہو خوش جمال

لقمان رحمه الله علیه کی حکایت

تھا بہت لقمان صاحب معرفت * تھے دل اُنکا روشن آئینہ صفت

باوجود عزت و علم و کمال * ظاہرا رہتے تھے بندوں کے مثال

باوجود خواجگی یہہ بندگی * سات اس عزت کے سرافگندگی

جو مطیع نفس ہوں مثل غلام * خواجگی کا اُنکو ہی دعوای خام

خاکساری میں رہے خواجہ ضرور * عبد کو ہو نخوت و کبر و غرور

دیکھنا آتش میں جنت کی بہار * ہی خلیل الله کو یہہ شایان کار

خوش نہیں اطوار اُس شاگرد کے * بیوفائی جسنے کی استاد سے

نخوت و پندار سے کر افتخار * اپکو سمجھا برا صاحب وقار

تو بھلا کتے سے کم ہی ای خبیث * کافر نعمت مقرر ہی خبیث

حق نے دی عزت تو کر تو عاجزی * شکر میں حاصل ہی افزون تر بہی

حکایت بلقیس کی بطریق تمثیل کے

حق نے دی بلقیس کو عقل رسا * جانا ہدہد کا اسے عنقا ہما

جسم کعف دل اسکا بحر بیکران * عقل کے آنکھو نہیں اسکے تھاهیان

چشم ظاہر بین میں اپنے خاک ہے * دیدۂ خود بین حدو پیش عقل کے

دیکھتے کافر محمد کو بشر * کیونکہ دیکھا انہے وہ شق القمر
جن کو باطن سے ہووے آگہی * چشم تر ہے اس قیامت سے تہی
عذاں سے ہی حس ظاہر کو خیال * جون نہیں ہے تو جہاں کرتا مقال

انکار کرنا موسی علیہ السلام کا

ایک چرواہے کی مناجات پر

ایک چرواہا بہت شوریدہ حال * کہہ رہا تھا اے خدای ذوالجلال
تو کہاں ہے جو چاکری تیری کروں * صاف کر نعلین لا کے دھر دوں
شانہ سر میں کر کے جوں چن غسل دے * لا رکھوں میں دودھ تیرے سامنے
اور دھو کپڑے کروں خدمت مدام * تجھ پہ میں قربان ہے بکری تمام
اس طرح بیہودہ بکتا تھا شبان * دیکھ کر موسی نے پوچھا اے فلان
ساتھ کس کے ہے ترا یہ ماجرا * وہ کہا جس نے مجھے پیدا کیا
جس سے ظاہر ہے زمین و آسمان * جس سے ہے موجود ہر کون و مکان
پھر کہا موسی نے اے بیہودہ سر * ہو گیا کافر سے تو ان کا بتر
پاک ان چیزوں سے ہے پروردگار * کفر کی ان بیہودہ باتوں کو اتار
وہ پشیمان ہو کے بولا اے کلیم * کر دے میری جان کو تو نے دو نیم
بند کر دی تو نے زبان یکبارگی * جان اور دل میں ہوئی آوارگی
پھاڑ کپڑے سر پہ اپنے خاک ڈال * آہ کرتا راہ جنگل کی لیا

وحی تب موسی پہ اتری از غفور * میرے بندے کو کیا کیون مجھ سے دور
تم ملانے کے لئے آئے یہان * یا جدا کرنے کو مجھ سے بندگان
مین نے دی ہر ایک کو یک زبان * ہی جدا ہر ایک کا ذکر و صلاح
مجھکو حاجت کچھ نہین انسے وصلے * پاک خود ہوسے ہین اس تسبیح سے
مین زبان کے دیکھتا نہین قال کو * دیکھتا ہون جان کو اور حال کو
کب تلک کہتا ہی تو یا تین بنا * سوز دل چاہون ہون سوز دل سے آ
کب تلک الفاظ رنگین و مجاز * عشق اگر ہی تو کہان سوز و گداز
عشق تو دے جان مین آتش لگا * سر بسر فکر و عبارت کو جلا
موسیا آداب دان ہین سب جدے * سوختہ جان اور روان ہین سب جدے
گر خدا عاشق کیا خاطی نہو * گر ہوا خون شہید اسکو نہ دھو
خون شہیدون کا ہی پانی سے بھلا * سوچ تو اس مین ذرا مت کر خطا
عاشقون سے رفو اسکا چاک ہو * جب گریبان تا بدامن چاک ہو
گر تیرے ہی دل مین دلبر کی تلاش * درد کے نشتر سے دلکو دے خراش
عشق تو ہی دین و دنیا سے جدا * عاشقون کا مذہب و ملت خدا
اسکے آگے یہہ بیان دشوار ہی * عقل اسکے فہم مین لاچار ہی
نقش آئینے مین جو تو دیکھتا * نقش ہی تیرا نہین مرآت کا
گرچہ بے نلی کے نی ناساز ہی * پر نوا اسکا بعذر ساز ہی

سے نوانائی کے بے نا چیز ہی * گوشش کر نکتہ اگر تمیز ہی
کیا تیری نے تسبیح کیا ذکر و سپاس * جو کہ ہے تسبیح چوہان پر قیاس
حق اُسے رحمت سے کرتا ہی قبول * جون نماز مستحاضہ ای فضول
ہی نماز اُسکی نجاست مین بھری * ذکر سے ہین چوہان کے جیون تسبیح تھی
معنی سے بجان اگر تو چاہتا * حال اپنی ذکر کا جو پاتہا
کہتا پھر یا رب مرا ذکر و سجود * ناسزا ہی جسطرح میرا وجود

بیان محنت اختیار کرنیکا واسطے راحت کے

حق نے رکھا رنج مین راحت نہان * بے مشقت عیش ہاتہ آوے کہان
مرد گر زندان محنت مین رہا * ہی وہین وہ عیش و عشرت کی سرا
دولت سعی سے کرو دے قرین * ہی جزا اُسکی محنت کی یقین
جسکو حاصل ہی جہان مین مال و زر * کسب سے پایا ہی اُسنے یہ ثمر
قسمت عیسی ہی علم و معرفت * وہ نصیب خر کب ہووی خرصفت
رحم تجھہ کو خر پہ ہی ای نابکار * دیکھتا ہی جب تو اُسکو زیر بار
خر تجھے ہر دم سکھاتا ہی خری * تونے خر سے سیکھا ہی تن پروری
رحم کر عیسی پہ اور خر پر نکر * نفس کو غالب نکر تو عقل پر
آرزو وصال کو ہی یار کی * تا ملے اجرت کہین دو چار کی
رنج و محنت گر سبب ہین عیش کے * بس تو بار محنت اپنے سر پہ لے

گنج چاہے تو لے اپنے پہ رنج * کب بغیر از رنج کے ہاتھ آوے گنج
حفت الجنة بمکروهاتنا * حفت النیران من شهواتنا
ہی نتیجہ رنج تقوا کا نعیم * ثمرۂ شہوات ہی نار جحیم
کب ملے دلبر بغیر از درد دل * درد سے دل کو جلا دلبر سے مل
ماہ جلوہ گر نہین جز ذات کے * ماہرو کیون تجھ کو بے محنت ملے
مصطفی فرماتے گر بولون عیان * دشمنی نفس کی شرح و بیان
پہلو انون کے جگر ہو جائین خون * زندگانی ان پہ ہوگی بس زبون
سب طرح سے عاقلون کی دشمنی * دوستی سے جاہلون کے ہی بھلی

اعتماد کرنا ایک شخص کا ریچھہ پر اور مارا جانا

ریچھہ کو یک سانپ جاتا تھا نگل * ایک جوان اسکو چھوڑایا کرکے بل
ریچھہ کے فریاد کرنے سے جوان * ہوگیا یکبار آ سپر مہربان
درد گر ہی تو دوا خود پائیگا * پانی پستی کے طرف پر جاے گا
چاہیئے رحمت تو زحمت کر قبول * رحمت حق تا کرے تجھ پر نزول
تشنگی اپنے بڑھا ای تشنہ لب * ہر طرح پانی تجھے پہنچاوے رب
پنبۂ وسواس کانون سے نکال * گوش کر آواز فضائل ذو الجلال
پاک کر آنکھون سے اپنے عیب کو * کر تماشا لالہ زار غیب کو
گر تیری چشم تمناباز ہی * جلوہ گر ہر سو وہی طناز ہی

حج کے جانیکی نہین طاقت اگر * عجز اپنا چارہ گر بر عرض کر
گریہ وزاری ہی سرمایہ قوی * رحمت کلی ہی بیک لایہ قوی
جب تلک روتا نہین طفلان صغیر * دایہ و مادر نہین دیتی ہی شیر
ایک یابو سے تری ہی بانگ غول * بانگ غولان سبکے مقصد کو نہ بھول
عذل جزوی بھی تیری ہی راہزن * اور ہی پندار بھی شیر خشن
چھوڑ دے پندار ای مرد ذلیل * عاجزی کو بوجھ تیرا ہی دلیل
گر نہین ہی زور تو زاری نچھوڑ * ہوکے عاجز راہ مین سے منھ نہ موڑ
اس جوان سے ریچھ جب پایا نجات * ہو گیا ممنون رہا خدمت مین سات
بندگی اسکی لگا کرنے مدام * جان و دل سے ہو گیا اسکا غلام
ناگہان وہ مرد ماندہ سو رہا * ریچھ بھی اسکے نگہبانی مین تھا
مکھیون کی ہو گئی از بس کہ دھوم * ہانکتا تھا وہ جو کرتے تھے ہجوم
مہربان ہو ریچھ لے پتھر بڑا * مکھیون پر زور سے مارا اٹھا
مکھیان اڑ گئین لگا جا مرد پر * ہو گیا سوتے کا بھیجا چور سر
مہر احمق دوستی ہی ریچھ کی * دوستی احمق کی ہی دشمنی
بھیڑیا یوسف پہ ہو گر مہربان * جانتا ہی اسکو دے نا گہان
مرد کاذب توڑتا سوگند کو * اعتماد اسپہ نکر غافل نہو
جو کرے سوگند ہی بہتان شکن * مکر کیا سوگند ہی خود مکر و فن

ڈول اوفوا بالعہود آسکو نہ بول * و احفظوا ایمانکم سے لب نہ کھول
دل کے آئینہ کو اپنے صاف کر * تا تجھے ہر خوب و زشت آوے نظر
چشم دل روشن نہوون گر ای عزیز * عود و اگر کی سے نہو تجھکو تمیز
چشم باطن کے اگر روشن نہین * گنج کو تو پاوے پنہان ہی کہین
کر مروت ساتھہ سب کے اختیار * خواہ ہووے پیادہ یا ہووے سوار
گرچہ خود دشمن ہی کر احسان تو * تاکہ ہووے دوست احسان سے عدو
گر نہو وہ دوست کینہ کم ہوا * یہہ تیرا احسان آ سے مرہم ہوا
الغرض ہو دوستدار انجمن * راہ رکھہ ہریک سے با خلق حسن
چاہتا ہی ہمنشینی حق کی گر * دوستی سے اولیا کے مت گذر
گر حضور اولیا سے دور ہو * دور ہو کر حق سے پھر مہجور ہو

جدا کرنا باغبان کا صوفی اور فقیہ اور شریف کو

دیکھا اپنے باغ مین یک باغبان * تین تن جو آکے پہونچے ناگہان
ایک تھا ان مین فقیہ اور یک شریف * تیسرا ایک صوفی انکا ہم ردیف
دل مین لایا باغبان اپنے نفاق * لیکن ان تینون مین ہی دیکھا اتفاق
چاہا کہ صوفی کو انسے کر جدا * ساتھہ ان دونون کے پس خلوت کیا
پھر کہا تو ہی فقیہ دین دار * دوسرا یہہ سید عالی تبار
کون یہہ صوفی شکم خوار و خسیس * تا تمہارے ساتھہ ہووے ہم جلیس

وہ جو صحن ایک آیا وہ باغبان * ہوگئے صوفی سے فارغ دوستان
پھر اٹھا لایا ہاتھ میں یک چوب دست * جا کے صوفی کو کہا ای خود پرست
ای تو کس پیر طریقت کا مرید * جس سے سیکھا تو نے چوری ای پلید
چوب مارا آپ کو تنہا دیکھ کر * نیم کشتہ کرکے چھوڑا صحن پر
تب کہا صوفی نے یاروں سے پکار * ای رفیقو اب رہو تم ہوشیار
مجھکو تم نے غیر جانا تھا بھلا * آخرش وہ دوست دشمن تھا بنا
میں نے جو کچھ پایا تم بھی پاوگے * آخر اپنے فعل پر پچتاوگے
بعد پھر یک بہانہ اور کر * یک طرف سید کو بھیجا حیلہ گر
تب وہ بولا ای فقیہ بے تمیز بین * تو ہی ظالم ظلم تیرا ہی یقین
کرتا ہی سید جو دعوی ہے غلط * خاندان پر اپنے خوغا سے غلط
متقی یا مصدر فسق و فجور * عقل ناقص پر ہے اتنا غرور
ہی کمینہ زانی و بد خوغبی * زور سے کہاتا ہے آل نبی
جب کہ تھا وہ باغبان بو الفضول * جا کے کیا وہ حال اولاد رسول
جو کہ خود ہوتا ہی نسل زانیان * ہو وہ بجا پاکوں سے بدگمان
الغرض ہر طور سے دل اسکا پھیر * داؤ میں اپنے لیا ظالم کو گھیر
دام میں اسکے ہوا دانا اسیر * پس کہا سید کو سن ناکس شریر
تجھکو ای خر کس نے رخصت ہی دی * تو نے چوری کو بھلا میراث کی

شہر کے بچے بھی ہوں شہروں کے ملول * تجھکو پیغمبر سے کیا نسبت ہے بول
مار کر اسکو کیا زخمی پلید * تھا وہ گویا ثانیٔ شمر و یزید
اُس شقی نے اس پہ یہہ بیداد کی * خارجی نے جیسی بر آل نبی
اسنے عالم سے یہہ رو رو کر کہا * مجھکو چھوڑا احمقی تو نے کیا
جب کہ ہمید دوست اور ہمدم رہا * تجھکو اس بدبخت سے کچھ غم نتھا
اب رہا تنہا سمجھ کر کام کر * سوچتا ہے تیرا کوئی دم مین سر
کر چکا جب کام اسکا بھی تمام * تب کہا عالم سے وہ ای ننگ نام
کونسے فتوی سے ہے چوری حلال * بات تیرا کاٹیے ای بدسگال
تونے یہہ پائی ہے رخصت زوسیط * یا تجھے مسلہ ملا اندر محیط
اسنے بھی اقرار ہی مانا بشہر * ہو گیا غیرون سے پارہ پارہ سر
وہ کہا حق ہے یہی میری سزا * جب ہوا مین اپنے یارون سے جدا
جب حضور اولیا سے دور ہے * فی الحقیقت حق سے وہ مہجور ہے
اس لئے مردان دانا روز و شب * صحبت دانا دلان کرتے طلب

حکایت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

جب کہین جاتے سفر کو بایزید * جستجو کرتے بزرگونکی مزید
راہ مین دیکھا کہین جو ایک مرد * اسکو پایا اہل دل اور نیک مرد
ذات مین تھا اسکے مردون کا کمال * تھا بہت درویش اور صاحب عیال

روبرو اپنے ادب سے بیٹھ کر * پوچھتے تھے حال اسکا سر بسر

پھر کہا اسکو کہ اے روشن ضمیر * ہے مجھے کعبہ کو جانا ناگزیر

وہ کہا تم پاس کیا ہے زاد راہ * بولے ہے دو سو درم اندر گرہ

پس کہا طرف میرے سات بار * طوف کر جیسے بتا کرنا ستار

ہے بجان خدمت میری حمد خدا * تا نجانو ہے خدا مجھسے جدا

رنج دنیا مایۂ راحت ہے جان * رنج میں دنیا کے دولت ہے نہان

اے برادر کاہے تاریک و سرد * صبر کرنا اس میں با سختی و درد

چشمۂ حیوان و جام عیش ہے * پادشاہی قسمت درویش ہے

دیکھ لے خوبی خزان میں ہے بہار * یہ بہار آخر خزان لاوے ہے بار

درد و غم میں ہے تجھے سب برگ و ساز * مانگ اپنے مرگ میں عمر دراز

مشورت ہر کام میں ہے پر ضرور * تا رہے آخر پشیمانی سے دور

نفس چاہے قلب تا ویران کرے * خلق کو ہر دم سرگردان کرے

نفس کو زن جان زن سے بھی بتر * کیونکہ زن ہے مثل جزو کل ہے شر

نفس سے گر مشورت چاہے کرے * تو مخالف اسکا کر جو وہ کہے

ہے لقا سے حق کے انکھوں کو جلا * حق کو بین ہو مہر با ظاہر ہے ہوا

نفع سے دنیا کے اپنے بھاگ جا * زہر ہی کرتا ہے جیوان دے چا

گر معرا پا تجکو وہ دشنام دے * مال اپنا مقصدون کو وام دے

اپنی کو چھوڑ آفت کر مقام * چھوڑ دے ناموس ہور مدوا سے کام
امتحان میں عقل دور اندیش کا * کر چکا اگے رہونگا باولا
آگ پانی خاک باد و شور و شر * بے خبر ہم ہے خدا سے با خبر
بر خلاف اُنکے سبھون سے ہم خبیر * حق سے غافل باوجود ایسے نذیر
کور دل یا روشنی چشم مُر * کب سمجھتا ور شیطان کا اثر
اہل دنیا مفاسان اُن سے نہ مل * کیا خریداری کرے یک مشت گل
مشتری بس ہی خداوند کریم * کیا تجھے دیو بانگے یہہ مشت لئیم

مناجات نفس امارہ کے مارنے کی

یا رب یہہ بخشش نہین حد بشر * لطف سے اپنے تو اپنا فضل کر
نفس کے آفت سے دے ہمکو بچا * مکر اسکا ہی بڑی آفت بلا
گر نہ کیجے تو بلا سے ہمکو دور * کون رکھ سکتا ہی ای رب غفور
مہمان دنیا کا ہی سارا رنج و تاب * آخرت کا بے نہایت ہی عذاب
نیک بختان ہین جو کرتے اجتہاد * قہر سے تن کو ہین رکھتے نامراد
رنج سے عقبی کے ناہون رستگار * کر لیا رنج عبادت اختیار
جو ہوا بے درد سو رہزن ہوا * کیونکہ بے دردی ہی مایہ کفر کا
جب کہ بے دردی سے تھا فرعون مست * عرب سر بولا انا رب خود پرست
یہہ انا فرعون کا لعنت ہوا * وہ انا منصور کا رحمت ہوا

پہچانا ہر وقت کہنا ہی صواب * وہ نہ مانا وقت کہنا ہی عذاب

اس لئے ہر مرغ بے ہنگام کا * تیغ سے واجب ہی کرنا سر جدا

نفس کو بہی تو اپنے قتل کر * جو ہمیں حاصل ہو نیکی کا ثمر

جب کیا تو نیش عقرب کو جدا * مار سے اسکے پہر ایمن ہوا

صاف سے جب زہر کے دندان گرائے * پہر تو آسیب کا اتنا ہرگز نہ آئے

کسنے مارا نفس کو جز پیر کے * پیر کے دامن کو مت دے ہاتھ سے

پیر کو پایا تو ہی توفیق حق * جذب حق سے ہی پہر سب سبق

غم نہیں گر دیر تو حق سے ملا * دیر سے ملنا ہی خوبی سے خدا

دیر سے کرتا ہی رحمت کردگار * تجہ سے کب غافل ہی رب نعم کار

جواب سائل کا کہ جب نیکی اور بدی

حق سے ہی تو عبادت بے سود ہی

گر تجہے وسواس ہی اے بوالہوس * نیک و بد کا ہی خدا مختار بس

کیا تجہے درکار کرنا اجتہاد * گر نہیں تقدیر میں نیکی مراد

سچ کہا تو پر ہی آگے یک مثال * یہ نہیں نقصان فضل ذوالجلال

گر کہا نقاش نقش خوب و زشت * صورت مسجد بنائی یا کنشت

دونوں اسنادی پہ آپکے ہیں گواہ * آسکو ہی ہر فن میں کمال و دستگاہ

گر نہیں نقشے پہ اسکا دسترس * آپکے استاد میں ہی نقصان بس

جب خدا حکمت میں اپنی طاق ہی * مومن و کافر کا خود کا خالق ہی
بندگی میں حق کے دونو ہیں بہم * ایک آن میں فرق ہی اے محتشم
ہی مسلمان دل سے خدمت میں دوتا * گبر نے بھی جبر سے سجدہ کیا
جب کیا حق ہم پہ احسان و کرم * بندگی میں اسکے رہنا دم بدم
ہم اگر قلاش ہیں یا مایہ دار * ہیں اسی درگاہ کے روزینہ خوار
گر جمال حق سے ہیں جویای نور * چاکری اور جان سپاری ہی ضرور
جب چراغ امتحاں روشن ہوا * لاکھون ہیں عشاق کو مارا جلا
ایدل اس دامن میں کر اپنا قرار * جو کرے آفت سے تجھکو رستگار
مت وہ اپنا قربان مثال زن * مت قبول اے مرد ہی وہ مکر و فن
کاملان گر گالیان دیوین تجھے * ہیں وہ بہتر ناقصون کے مدح سے
پرورش میں تن کے سب کسب کمال * کر چکا اب دین کا بھی کر خیال
کسب کرنا آخرت میں کام آئے * مغفرت کا گنج دے تجھکو بتائے
حق کہا دنیا کا سب کسب و ہنر * باز سے اطفال سے بھی ہی بتر
کسب فانی نفس چاہے ہی تیرا * نفس کے خواہش میں تو مت ڈوب جا

بیان ازکر تا شیطان لعین کا معاویہ رضی اللہ عنہ کو

یہہ روایت ہی کہ خال المومنین * سو رہے تھے قصر میں یکشب کہین
ناگہان یک شخص نے انکو کہا * جاگئے وقت نماز اب آگیا

جب انہونے دیکھا ہی کوئی دہان * منہ کو پردے مین وہ کرتا ہی نہان
اُس سے پوچھا کون ہی کیا نام ہی * وہ کہا ابلیس نا فرجام ہی
پھر کہا مجھکو جگایا کیا سبب * اپنا مطلب مت چھپا سچ بول اب
یہہ تری آواز جیون بانگ صفیر * بانگ مرغان ہی وے ہی مرغ گیر
راہزن کب چاہتا ہی بہتری * مکر یہہ تیرا نہووے سرسری
راہزن کب ستیگا راہ پر * مکر یہہ تیرا نہین ہی مختصر
گوکیا اُسنے بہہ عذر بیشمار * پر نہ مانا وہ امیر نامدار
بولا پھر لاچار ہو کر وہ لعین * اس لئے تمکو جگایا مین یقین
فوت ہوجاتی تمہاری یک نماز * آہ کرتے تم بصد سوز و گداز
وہ تمہارے آہ و نالہ فکر سے * خوب تھا ادا سے نماز و ذکر سے
جب صفی یہہ بات بولے سچ کہا * تو اُسی آواز کے ڈر سے رہا
تو ہی مکڑی ہی مگس تیرا شکار * مجھسے ای کتے مکر دار و مدار
ہی حکایت یک نے دیکھا چور کو * اُسکے پیچھے دوڑتا جاتا تھا دو
دوسرا ایک چور وہان بولا پکار * ہان ادھر آیا ہی دزد نابکار
بات سُن اُسکی جوان ایا ادھر * بھاگ نکلا چور قابو پا ادھر
تو صفت مین ذات پایا ہی خیال * اصل مین کیا کام آتی ہی دلیل
پست کہا اُسکو کرای بیہودہ خوان * ہمنے پائی ذات تو پایا نشان

واقفان صاحب ذات نہین جانے ہیں وہ تب * کب صفات آوے نظر ہین انکے خوب
طاعت عامی کی گناہ خاصگان * وصل خامان ہے حجاب کاملان

وفای عہد اور تعظیم اہل دل کے بیان مین

راستان جو کہ گذرے بیزار ہیں * انکے حق سے دیدۂ دل چار ہیں
عہد و پیمان توڑنا ہی احمقی * باوفا ہرگز نہووے متقی
راستی سے جو تجھکو ہووے فروغ * راست کے خاطر پذیر اہی دروغ
جو تجھے دیتے راست کی امید پر * زہر کہا دین گر ملا دیوین شکر
قدر کی ہی راحت راتو مین نہان * تا کرو راتون کو تم بیداریان
پس نہ کہہ سب دین کو باطل ای جوان * دام دل حق کے لئے ہیں باطلان
سب کو گر تو حق کہے ہی احمقی * ور کہے ہیں جملہ باطل ہے شقی
دیکھ نقش استان زر نگار * حق نے رکھا اسمین کیا کیا کاروبار
یک نظر تو بس نکر انکے طرف * سعد و نحس اسمین ہی کیا کیا روز شرف
حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد * بھیجے ہے تن پر تیرے ای نیک مرد
بھوک پیاس اور نقص مال و مرض تن * ہے ہمارے امتحان کرنیکا فن
سب ہمارے ابتلا کا ہی سبق * تا جدا نامرد سے ہو مرد حق
خوش وہی پایا جو اپنے عیب کو * آپ کو معیوب جانا سب سے دو
فکر نہیں جو کچھ کہ آوے سب فنا * فکر و اندیشے سے باہر ہی خدا

اسقدر گستاخ ہی تو کیا عجب * جب سمجھتا کون ہی کیسا ہی رب
احمقان تعظیم سجدہ کی کرین * اہل دل کی دشمنی دلمین دہرین
سجدہ اعلی ہی قلب اولیا * سجدہ گاہ جملہ اسمین ہی خدا
تا کہ دل پاک مرد حق کا نہ دکھے * حق کسی فرقے کو رسوا کب کرے
دل نگہہ رکھنا ہی واجب ہو بہو * حضرت ساجدون کے روبرو
جسم ظاہر مین ہی جان بیشک نہان * آستین تن ہاتھہ ہی مانند جان
جان سے بھی عقل ہی پوشیدہ تر * جب ہلاتی جان آتی ہی نظر
عقل سے ہرگز نجانی جائیگی * ہی نہان تر عقل سے روح ولی
ہی جہان محدود بیحد ہی خدا * کل شئ غیر وجہ اللہ فنا
بہ نقابی پردہ حق کے ذات کا * شمع جیون فانوس مین کرتی ہی جا
جان ہمارا جان حیوان سے زیاد * کیونکہ اسکو معرفت ہی وانیے یاد
بس زیادہ ہم سے ہی جان ملک * کیونکہ رکھتے ہین نہین حس مشترک
جان اہل دل ملک سے ہی بڑا * اس لئے آدم کو وہ سجدہ کیا
بس تو اپنے مرتبے کو جان کر * رکھہ خدا کے شکر کے سجدے مین سر
گر نہو حاجت زمین سے خالق کو * تو کبھی مخلوق حق ہوتی نہ وہ
بس تو ہی محتاج حاجت کرہیان * تا کرے حق تجھہ پہ فضل بیکران
گمرہ ہی تو دور خدمت کو نہ چھوڑ * ہو پشیمان کاہلی سے منہہ کو موڑ

دور سے بھی تو ہٹا اپنا قدم * حیث ما کنتم فولوا وجوہکم
جب گدا کے گھر تین بستا ہی کو ہین * سب ہلانے دست و پا تحفہ نہین
وان نہین کرتا ہی وہ اسکی تلاش * جانتا ہی یہہ نہین جا سے معاش
عقل تیری عقل سے تو کے ہی کم * اسلئے دنیا سے دل باندھا ہم
تجھکو اس گھر تین سونا ویل ہی * شب کو جہان رہنے کی تجھکو میل ہی
بولتا رحمت یہہ دی رب نے تجھے * لطف اپنا ہا جو دن پر حق کرے
دیکھ اپنا گھر روز و فسق شب * روز جیسے مصطفے شب بولہب
روز عبداللہ تیرا نام ہی * شب معاذ اللہ مست جام ہی
صورت انسان کی پہ باطن ہی پلید * شکل آدم خصلت دیو مرید
سب جہان رحمت سے ہو گر مالامال * کھائیگی کب مرد خدا غیر از حلال
ہر یک اپنے کو سمجھ لیتا ہی خوب * اہل دل سے پوچھ تو اپنے عیوب
بندۂ حق کا کیا کر غیب کم * شاہ کو چوری سے مت کر متہم
آدمی ہی بادشاہ بحر و بر * بحر و بر پر آدمی کا ہی گذر
گر نہین قوت تو شہ کا ہو غلام * شاہ بخشیگا تجھے سب احترام
ظاہر اگر ناکام ہو وے بشر * دل ہی ما یوحی الیہ دیدہ ور
نقش تو اسکی زمین پر ہی پڑتی * روح اسکی سیر کرتی چرخ کی
تجھکو تو بیکار اور غافل نجان * آنکھ تو سوتی ہی پر بیدار جان

چشم ہے بیدار تیری دل بخواب ٭ دل اگر بیدار ہو تب ہو فتح باب

حامدا و مصلیا و مسلما

اللہ اللہ عجب اسرار احدیت ہیں کہ جس واحد نے احدیت سے
خلیفۂ خاکی کو بکمال پاکی کے واقف بین قدم کا کیا کہ جس بین مرتبہ سے
ارواح و مثال و شہادت سے نور قدم کا لیا ہے لطف ست جہات
سے اسے نمودار ہیں جسنے یہ چاشنی چکھی وہی عاشق زار ہی
سبحان اللہ الف لام میم کیا قال ہی کہ جسکو اسرار جلی اور خفی اور اخفا ہے
ذالک الکتاب لاریب فیہ دال ہے من کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ
اور نعت اس جام جہان نما کی جو کہ باوجود حیلہ احساس کے جوہر
و عرض سے پاک ہے اور رسائی ذات بحث میں چالاک ہے کیا مقام
دری الوری ہی کہ ذات قدسی آیات اسکا جمع البحرین اور
برزخ کبریٰ ہی یہ جان نثار اسکا اور اسکے آل و اصحاب کا کہ جنکے
وجود بجود سے ہر ہر مرید وحید نے آئینۂ مرشد میں اپنا جمال دیکھ اس
کے دل کا مقصود ہوا اور اتحاد سے فرق تک سیر کیا

اللہم صل علی سیدنا نبینا صاحب العرفان و علی آلہ
و اصحابہ اولی الحجۃ والبرہان

تیسرا دفتر مثنوی شریف کا

اے ضیاء الحق حسام الدین آ * تیسرے دفتر سے نے برگ نوا
کھول دے گنجینۂ اسرار کو * گوہر اسرار کر ایثار تو
قوت حق سے تجھے قوت ہے یار * اس رگ و پی سے نہیں وہ پایدار
یہہ چراغ شمس جو روشن ہوا * تیل و تاگے سے نہین مایہ لیا
قوت جبرئیل مطبخ سے نہیں * بلکہ ہے فیضان رب العالمین
پیش تیرے ہے اوصاف جہاں * نفس کی آتش بجھاوے جیون خیال
تا ہو آتش تجھ اپر بردو سلام * ہون عناصر طبع کے تیرے غلام
پھر سلطان بول مت ہر کسی کے حالت * کیہون سے رکھہ بچا کر یہہ نبات
ہے معزا کہنا اسے سیر جلال * مثل مو من موزبان رکھتا ہو لال
خاک کے بیچ خالق بخشا کردگار * تا کہ پانی پی اگا دے برگ و بار
ہر خدا کو بھی خدا بخشا ہی رب * آکال و ماکول کو یہہ سب کے سب
یہہ جہان سب فانی و برباد ہے * وہ جہان سب باقی و اباد ہے
یہہ جہان سب آکال و ماکول ہے * وہ جہان سب مقبل و مقبول ہے
بس وہی دانا جو پی آب حیات * تا ابد باقی رہا دولت کے سات
بابیت میں بچہ سے کوئی بولے اگر * ہے جہان یک دوسرا با کر و فر

ووکہ یہ بات ساری ہی غلط * جاے عشرت ہے نہی ماکا نقط

جب نہین دیکھا ہی یہہ عالم ضمین * کب کریگا اس حکایت کو یقین

تو بھی ایسا آخر بجے حال سے * ہووے منکر جب مثال سے

اولیا اطفال حق ہین ای پسر * غائبان اور حاضران سب باخبر

ایک لکڑی سے مقابل موسی ہو * کر دیا زیر و زبر فرعون کو

غیبت انکی تو نکر ای بوالہوس * پاک ان سے مت ہو غافل یک نفس

عمر تیری کیسہ زر کے مثال * ہو گیا جو صرف پھر آنا محال

کو دے پر روز یک پتھر اکھاڑ * دیکھ یک مدت مین خالی ہو پہاڑ

بس تو ہر دم کا اپنے لے عرض * بندگی سے بادیگا تو یہہ غرض

گھر اگر روشن کیا چاہے ہی تو * مجتمع مت کر تو سنگ و چوب کو

ہستی حق مین تو کر اپنا وطن * اور انانیت کو کر اس مین دفن

درد مین اسکے دل اپنا دے جلا * تو بقا حق کے بقا سے پایگا

وو ہی دولت برتری ای دوستان * تا پکارو رب کو با اشک روان

نالۂ بے درد ہی افسردگی * درد سے نالہ کو ہے دل بستگی

حق دیا فرعون کو سب ملک و مال * نا کیا وو دعوی فخر و جلال

عمر بھر دیکھا نہین کچھ درد سر * تا کرے دے پاس رب کے بدگہر

بعد فاقہ سب کو یاد از حزن * ای خدا ای مستعان نعم المعین

کیا بڑی دولت ہی اے صاحب شعور * تجھ پہ تا برسا دے حق رحمت سے نور
نالہ سگ کو اثر ہی حق کے پاس * فضل سے حق کے نہیں کتا نراس
جب سگ اصحاب کہف باوفا * لطف حق سے صحبت نیکان لیا
غار میں بیٹھا ہی تا روز شمار * عارفانہ آپ لطف کردگار
ہیں بسا سگ دوست جنکے نام ہیں * ایکے حق کے پاس بھی یہ کام ہیں
واسطے اس جام کے تو جان دے * بے جہاد و صبر و نصرت کیوں ملے
دولت ایسی کیوں ملیگی بے حرج * صبر کر ہی جو کہ مفتاح الفرج
باد سے اڑتا ہی تو تنکے سے کم * مرد ہو تا کوہ سا ثابت قدم
ہر طرف غولان بہکاتے ہیں تجھے * پھر دغا دینے بلاتے ہیں تجھے
بولتے ہیں ہم تیرے یار شفیق * ہم رہینگے تیرے اس رہ میں رفیق
ہم مددگاری کریں تیری یہاں * پر نہ بھول اس مکر پر اے پہلوان
نا مددگار اور نہ غمخوار ہیں * بھیڑیے سے زیادہ وے خونخوار ہیں
مت بہک مکرون سے کر حزم اختیار * وہ مزہ آخر کریگا تجھکو خوار
دعوت انکی بھی مقرر دل فگار * جون شکاری بولتا وقت شکار
حزم سوء الظن ہی فرمایا رسول * ہر قدم کو دم بدم پوچھ اے بوالفضول
رکھ قدم ایسا جو بینا رکھے * تا کہ اسکے دام آفت سے بچے
دوستی تیرا ہی جدا حق سات ہی * ماسوی اللہ سب جہان آفات ہی

بھیو فانی ہی وفا باطل گے مات * تجھ یہ حق حق کا ہی باقی ذات
بعد حق کے حق ہی حق ما باپ کا * کیونکہ تو ما باپ سے پیدا ہوا
جب کیا حق نے ہزاروں حکمتین * تب ہوے ما باپ تیرے مقرون
ما کا حق ہی حق کے حق سے بیشتر * گر نہین اس حق کو بوجھا تو ہی خر
جسنے ما پیدا کیا اور دودکو * بھول مت نہ ٹہرا باطل معبود کو
تو فدا ہے سب وفایان ہو رہا * حق کو بھولا ہی ترا ہی صبح وقا
شرم آتی نہ جو تو مخلوق پاس * سر جھکاتا اور کرتا ہی حیا حس
سر جھکا اس پاس اللہ کا شکر کر * جسنے دی جان و تن عقل و نظر
ہی مکان ولامکان مین تیرے سات * کیا مرے کیا ہو تو پابند حیات
ذرہ ذرہ حکم مین اسکے زبون * تا طفلان کان الیہ راجعون
جب قضا افلاک سے دکھلا یا صبر * عاقلان ہوتے ہین سارے کور وکر
تو نہ ڈر دریا ہو یا ہو موج کف * حق کہا قرانمین تجھکو لا تخف
ڈر برا عذبا مین حق کے راہ کا * خوش دو جو ہی قدا درگاہ کا
درد سے حق کے تو لے اپنے سبق * دوست کو آتی ہین سب خوش باتین حق
حق سے راضی ہونا اسکے غرض سے * غیر حق کے سب ہی فانی ہو جلے
غم سے خوش ہو غم مین ہی اسکی اقا * راہ مین حق کی ہی بسی ارقا
رنج ہی بات گنج دولت بیگمان * لیکن اسکو کب ہین سمجھے کور ہان

گور کان جب کھیاں کاٹتے ہیں نام * دور سے تہیں جون حیوان بے لگام
ای خزان کور ایدھر کو ہے غار * منتظر اعدا ہیں کرنے کو شکار
غیب سے باہر سے جای آتی ہی ہان * مفت میں جاتی جوانی رایگان
عالم گل سے انکار دل صاف کر * کچھ نہیں حاصل ہی دنیا کا ثمر
دل عجب کچھ خانۂ آباد ہی * دل اگر ہشیار رہی تو شاد ہی
سیر دل کر دل عجب ای لالہ زار * دیکھ کیا کیا حق نے دی اسمین بہار
دیہ کو مت جاکر احمق ہوویگا * گر کیا گہر وہان تو ناحق ہوویگا
مصطفیٰ کا قول سن ای جانمن * عقل کی ہی گور قریہ کا وطن
جو گیا یکروز قریہ میں مقام * یک مہینے تک رہیگی عقل خام
جو رہا دہقانیو میں ایک ماہ * عقل اسکی عمر بھر ہووے تباہ
فایدہ تجربہ کو سفر میں ہی زیاد * پای یوسف نے سفر سے سب مراد
مل گیا معشوق سفر میں اب جسے * ساتھ اسکے تارہے گلشن اسے
ہیں بہت جمال صف کہن بار کش * تار ہیں شب وصال میں دلبر کے خوش
جیسے سودا اپنے گال رخ کا کیا * خار کش اسکے محبت میں بنا
شام تک چاتا ہی آتش میں کہار * تا کہ شب اوسے تو پاوے وصل یار
تاجران لیتے ہیں رنج بحر و بر * تار ہیں یک ماہ دوست سی بہر دو
عشق ہی جنکو کہاں مردونکے سات * فی الحقیقت ہی وہان یکو صفات

جسنے ہوا دارہ نفسانی تمام * جو کرے یک چند تربیت مین مقام
عشق اُس زندہ کا تو کر اختیار * جو نہو یک چند مین خاک مزار
عشق تیرا ہووے جس موجود پر * وصف حق اُسمین ہی تا بنے پر زر
بس زر اندود وہ صفت سے دور ہو * جہان سے کہوٹے تہمت مغرور ہو
دوست صورت سے گذرو تم اگر * پھر تو ہی گلزار جنت سر بسر
صورت اپنی توڑ لے جب تو سکا * صورت کل توڑنا آسان ہوا
پھر تو جب صورت کو توڑ آئی بسر * مثل حیدر کے لیا خیبر کا در
جو گیا راہ صفا مین بے دیان * راہ یکروزہ اُسکو صد سالہ سیان
مصطفیٰ جو جسم انکا جان تھا * آنکو رحمن علم القران کہا
اہل تن نہین علم ما لم تکن * واسطے تجھکو ضرور ہی محتشم
مرد روشن دل کا گر ہو خاک پا * فرق پر شاہون کے رہنے سے بھلا
خسروان خاک سے کیا پائیگا * صرف یک آواز نقارہ سوا
اس پہ لاکھون امتحان ہی بار بار * کوئی اگر بھی طالب حق ہووے یار
گو نہین پہچانتے ہین جاہلان * کاملان لینگے اُنکا امتحان
امتحان مردی کا کوئی نا کرے * ہر مخنث جنگ مین رستم بنے
مست ہی ہوشیار ہو ہر جگاہ * گرچہ ساری شب ہی بادل تباہ
صفت حق کا کچھ عجب ہی کردنر * مرد اسرافیل سے بھی نہ ڈر

بادۂ حق راست ہے وہم و دروغ * تو نے پی ہے دوغ دوغ ای بی فروغ
رہزنوں سے جبکہ تو بدتر ہوا * تو شریک رہزنان بیشک بنا
تو گمان کرتا ہے اسکو قرب حق * سے طبق کر کے نہو جیسے طبق
یہہ نہیں دیکھا کہ قرب اولیا * حق اسے کیا کیا کرامت سے بھرا
تو کیا پای کے آدھب چوہاست کار * گر شراب حق پیا ہے شیرمار
تو خیال خام سے کچھ ہے پیا * کیوں عبث مستانہ مردے ہے ہالا
ہمتیں کہتا ہے ایدھر اودھر * وجد میں جیسا گرے کوسے باھر
ہی مسرا ما اسطرف تو ای گنوار * اسطرف سے جھوٹ اس سے گپ شمار
راہ فانی کی جلدی ہے ای دنی * مرگ میں بیہودہ مت کر جان کنی
تجھکو یک سوزن سے یہہ بار غرور * جائگا جب فربہی ہو جاسے دور
گرمئی حق اولیا کو ہے سزا * ظور سے شرمی ہی سب مکر و دغا
ہے غرض اسے کہ خلق آوین بدام * کچھ نمائی یہہ بہتری ساری حرام
خوب تھا گر عیب اپنا بولتا * تا طبیب آ کر تجھے دیتا دوا
گر نہیں بولا تو بارے ہو خموش * کب تلک باقی دغابازی کا جوش
مال مثل مار زہر آلودہ ہے * یہہ قبول خلق نامجبور ہے
دیکھ تو احوال فرعون دغل * مال و مکنت کیا دیا آخر کو پھل
ای شغال بے جمال بے ہنر * تو گمان اپنے پہ طاؤسی نکر

کیونکہ ظاہر حال کر بن کر امتحان * خوار و بے عزت رہیگا درمیان
ای سگ بے درس گرگون سے بتر * پوستین شیرون کے مت ڈال اپنے پر
کیون نہ پہچانینگے تجھکو زیرکان * صورت شیرون ہر اخلاق سگان
کم نو کچھ فرعون سے مت جان ہی * آیا تو فرعون سے ساماں ہی
ہیزم فرعون جب تجھکو ملے * آگ سے تیرے بھی یک عالم جلے
تو اگر چالاک یا کاہل ہوا * گر ہوا قالب سے وا باطل ہوا
رکھ طلب مین حق کے ہمت دو جو ہی طلب خود رہنما اسکو کہو
کچھ نہین اپنے کو سمجھا آدمی * سب سے آگے نہ سو پایا بہر کوئی
آپ کو سب کہین سے بیچارگان * خواجگی ہو کے ہوا جیون بندگان
عالم افسردہ ہے مثل حجر * اسکے جنبش کب تجھے تی نظر
آفتاب حشر جب ہووے عیان * دیکھے تب جنبش جسم جہان
ذرہ ذرہ جمادہ عالم سب بسر * ظاہر و باطن تجھے دیتے خبر
اسطرف مردہ ہیں زندے اسطرف * اسطرف خواجہ ہیں بندے اسطرف
دیکھے کہتے ہیں اور چپ تے گوش * سات تم نہ محرم ہیں ہم خموش
جس سے باہر جب نہ آیا آدمی * بے خبر اسکو ہووے غیب کی
مر نہین گذرا تیرا نقص دلی * ہی فسردہ با غم سے آلہی
باد سے گر تو مدد ہے فرعون کو * کام سے تیرے کے جاری آب جو

بس ماہیگا زور فرعونی تلے * موسی و ہارون کے مسدود قافلے
بات کرامتکی ہوا ایمن باعث ہے * دوستہ مت کر اس بد ذات سے
ترک کر راحت کو اپنے بہر رنج * تا تجھے ہاتھہ آویگا یک مفت گنج
وقت آفت کے تو کہتا ہی خدا * جا چکے آفت تو پھر غافل ہوا
ہیں بہت بیدار چشم خفتہ دل * دیکھہ کیا سکتے ہیں چشم آبگل
جسکا دل بیدار ہے گر چشم سر * سو رہین تو بھی ہیں کشادہ سو نظر
گر تو اہل دل نہیں بیدار بیٹھہ * دل طلب کر اتدن ہوشیار بیٹھہ
دل اگر جاگا تو خوش ہو خواب سے * دل تجھے رکھہ بچا ہر باب سے
سب رہے تو غم نہیں دل جاگتا * ایسے دل والون پہ مین ہون جان فدا
دلکی بیداری کی تعریف ای جوان * ہو نہین سکتے بصد ہا داستان
موسی و فرعون ہستی مین تیرے * ہین تو یہہ دو خصم تجھہ مین ڈہونڈھ لے
ہے بمثال جہان یہہ دنیا تمام * اس مین ہم گویا ہین میوے نیم خام
سخت ہان ہین جب تلک ہم خام ہین * سخت گیری کے سبب ناکام ہین
پختگی ہے باعث آزادگی * تو اگر چاہے بقا لے پختگی
عاجزی سے ترک اپنا ناز کر * خواہش ہے کس کا خدا ای بے بصر
بندگی اور عجز و مسکینی سوا * کچھہ نہین چارہ بدرگاہ خدا
عاشقان ہین روز شب زار و نزار * خواری ذلت مین انکا اعتبار

عاشق صنع خدا بافر ہوا * عاشق مصنوع رب کا فر ہوا

ہے وہی معشوق جو یک ذات ہو * ابتدا سے انتہا تک سات ہو

کیمیا سے حال آشکارا ست ہو * گر ہما دے ا تجھ نادیا نہو

صوفیان محکوم ہیں اوقات کے * صافیان ہیں سبے غرض اسبات سے

صافیان ہیں غرق عشق ذوالجلال * ہیں نہیں وے تابع اوقات و حال

خوبی و زشتی کو اپنے بھول جا * عشق اور معشوق سے رکھ مدعا

تو نکر ضعف و فقیری پر نظر * دیکھ اپنی ہمت ای روشن بصر

نور سے جس حال میں کر مست و جو * کر بیابانی تو پھر لب خشک ہو

خشک لب ہے دلیل اضطراب * پھر ترپ آخر تجھے دیویگی آب

یہہ طلب کاری بڑی ہی سود مند * حق کی رہ میں دور کرتی قید و بند

یہہ طلب کنجی ہے مطلوبات کی * ہے نشانی دولت و درجات کی

گر نہیں اسباب تو بھی کر طلب * عشق کو چاہے نہیں اسباب رب

جسکو دیکھیگا طلب کار ای پسر * یار اسکا ہاتھ اسکا ہو نفر

طالبوں کے ساتھ طالب ہوویگا * غالبوں کے ساتھ غالب ہویگا

حکایت اس شخص کی جو بے محنت روزی چاہتا تھا

عہد میں داؤد کے تھی ایک مرد * مانگتا تھا یہہ دعا با سوز و درد

ای خداوند کریم کارساز * بیکس میں محتاج ہوں کر سرفراز

فضل کو تیرے نہیں کچھ انتہا * دولت سے بے رنج کر مجھکو خدا
تو کیا پیدا مجھے کامل بدن * کسب کی طاقت نہیں اے ذوالمنن
کس لئے معذور ہون آسودہ خوار * فضل کا دائم تیرے امیدوار
جسکو دست و پای وہ کوشش کرے * تجھ سوا بیدست و پا بھوکھون مرے
بسکہ ہی بے دست و پا طفل صغیر * مادر و دایہ اسے پہنچاوے شیر
بس ملا اسکو بفضل کردگار * دولت سے بے رنج و مال بیشمار
فضل حق کو کب سبب درکار ہے * بے سبب دینا اسے کیا بار ہے

بیان یہہ کہ ہر چیز عالم میں ذاکر ہیں پر محجوبان سے بے خبر ہیں

ذکر حق کرتے ہیں لکڑی اور حجر * آدمی ہے منکر اس تسبیح پر
آدمی ہی آدمی کے حال سے * بیخبر پتھر سے کیا واقف رہے
سن زبان سے خاص کچھ اذکار ہیں * جبریان اس ذکر سے بیزار ہیں
یہہ اسے کہتے کہ ہے گمراہ وہ * بیخبر ہیں یاد کرتے سو بسو
کم سمجھتے ہیں مگر صاحب دلان * دل جنہون کا ہے محک امتحان
علم کو دو پر گمان کو ایک پر * بس گمان ہووے یقین سے پادر
وہم اس سے کم تر اے مردکار * جب کوئی ذرہ ہووے اعتبار
عقل جزوی کے ملا ہیں وہم وظن * اس لئے ظلمات ہے اسکا وطن
عقل میں بھی ہے تفاوت اسقدر * صورتون میں ہے نمایان جسقدر

پہاڑ گر جو تری زمین پر دور ہے * آدمی سے وہم اسکا طی کرے
گز دو گز جو تری اور دیوار ہو * وہم سے گرنے کا اس میں خطر
کانپ کر گرتا ہے بالکہ وہم سے * فہم اس مضمون کو اب لیجیے
خلق کا سجدہ دل فرعون کو * وہم میں غافل کیا تھا سو بجز
اسقدر تھا وہم میں نادان اسیر * جو کہا ہم ہیں خدا لے بے نظیر
فال بد بیمار کر دیتی ہے سخت * وہم سے ہر چند ہو وہ تندرست
تن ہے مثل چار تن کو بے اڑ جا * چار پوش دل ہے سے آسکا پتا
ہے سوار اس تن کے ایکدن * خواب میں آتا نظر تجھکو وہ تن
ہے حقیقت وہ عطا اسکو نان * خوف منکر کر بدن سے جاوے جان
مثال ہے جس طرح نیکو زندگی * عارفان کو موت بھی آسان ہوئی
تجھکو سرداری کا ہر دم شوق ہے * کسب کرنے کا کسی کو شوق ہے
واسطے جس کام کے سب کو بنائے * اسکو اسکے کام کی رغبت دلائے
ابتدا میں کام کے انجام کار * دیکھتا آخر نہو گا شرمسار
مصطفیٰ فرمائی دل ہے پر مثال * ہاتھ میں بادیکے جو ہو پایمال
ہر طرف اڑتا پھرے جو دور * یا مثال دیگ جو شان رنگ ہے
ہر زمان یک اور ہے اسکا خیال * بس نہو ایسی تو اب شوریدہ حال
جب قضا کا تجربہ ہو تا کرو فر * فارسے ستانہیں کرتے عذر

دیکھہ دیکھا دام مین جا کر گرے * دام مین پر تا ہی دانے کے لئے
ہند تقدیر قضا جو ہی نہان * نہ کوئی دیکھا بجز روشن دلان
دل سے اپنے دور کر حرص و ہوا * تا نہو آوارہ سو ا الذّما
حرص سے مرغان اسیر دام ہین * دام مین دانے بنا کام ہین
مچھلیان دریا کے دیکھو سب شمار * ہوگئین چارے بنا کل کے شکار
طمع سے کر قاضیان رشوت قبول * عاقبت کو پیچھے ڈالین سر پہ دھول
بیشتر پردہ نشین ناموس کے * فرج کی شومی سے بس رسوا ہوے
بانکہ پی ہاروت ماروت یہہ شراب * ہو رہے دنیا مین غفلت سے خراب

بایزید کے ریاضت کا بیان اور یہہ کہ مراد اس بدن کے دو مراتب ہی

بایزید یکدن عبادت مین مگر * پایا کچھ خاطر پہ سستی کا اثر
ای دل پر کاہلی وقت نماز * کم لیا کچھ لذت راز و نیاز
فکر کر دیکھہ تو پانی بیشتر * خود پیا کرتے اسی کا ہی ضرر
پھر نہین پانی پیا یکسال بھر * حق سے صبر انکو دیا اس عہد پر
عہد انکا تھا یہہ او نا پھر دین * ہوگئے پھر شاہ قطب العارفین
جب کیا اسطرح تنکو پائمال * حق نے بخشا انکو وہ فخر و جلال
تو غالب آنکی کرے ہی حفظ تن * ہو مباد امرگ سے فانی بدن

خواب ہی دنیا یہ فرمایا رسول * خواب پر تکیہ نکر اے بوالفضول
خواب مین سر تیرا کوئی کاٹے گر * عمر ہی تیرے بڑی باقی ہی سر
خواب مین دیکھا اگر کٹ جاے ہات * جب اٹھا تو ہات بھی ہی تن کے سات
حاصل اندر خواب کے نقصان تن * نقص سے تیرا سلامت ہی بدن
خواب سے ہشیار جب ہو جایگا * ہوش گوش اپنا سلامت پایگا
جان بخشا باپ مین بچے کو رب * جذب اجزا او کرے آپکے سب
پھر برس چالیس یہ قوت دیا * جذب اجزا سے بدن اسکا بنا
دیکھ کس حکمت سے تیری جسم کو * جوڑ ہر ہر جزو کو دیتا ہی وو
نے توتا گا ہی نہ موئی کا حال * جوڑ مین ہرگز نہین پیدا خلل
بس تو آنکھین کھول کر نہ دیکھ ذرا * حشر بھی اسطور سے ہوگا تیرا
کوزہ گر کوزے کو توڑے گا اگر * پھر بنا سکتا ہی اسکو کوزہ گر

انبیا مظہر ہین رحمت کلی کے اور

دوسرے مظہر ہین رحمت جزئی کے

حق کیا پیدا زمین پر انبیا * خلق کو رحمت سے ماوا آسرا
رحمت جزوی کے مظہر ہین عوام * رحمت کلی رسولان کرام
حضرت خاتم یہ فرمائے یقین * حشر مین مین ہون شفیع المذنبین
صالحان امت کے خواہش رحمت گار * فاسقیون کو مین کرون منگا سے بار

تا شفاعت مین مجھے اکو شش ہان * تا کرہا دین رستگاری عاصیان
رہبر کامل وہی ہی محتشم * حق کے جو طاعت مین ہو ثابت قدم
جو فنا فی اللہ ہوا مرشد ہی وہ * گر مرید ہی ریش یا خود ہی دو مو
جو نہین فانی اگرچہ ہی سپید * رہبری کی اس سے تومت رکھو امید
گر طالب رحمت کی ہی رو اشکبار * عشق مین حق کے ہو دایم سوگوار
حرص کو دے چھوڑ تقوی پیش کر * تا کہ ہووے عقل تیری راہ بر
عقل کے جب ہون حواس با اسیر * عقل ہو سالار تیری تو امیر
جب ہوا صبر و سکون تیرا عمل * صبر سے مقصود کا ہاتھ آئے پھل
حق کے در باطن عجب کچھ کاروبار * مین غم شادی کرے پروردگار
حق تجھے لے باغ جب دیوی ثمر * پس نہو گر باغ تجھکو صبر کر
روشنی دیوے تجھے کر بے چراغ * شمع کے خاطر نہو تو داغ داغ

صفت بعضی اولیا قدس اللہ اسرارہم کی

حال بعضی اولیا کا گوش کر * جو کہ ہین راضی قضا کے حکم پر
اور ہین یک قوم بعضے اولیا * گاہ مانگین گاہ نا مانگین دعا
اور بھی یک اولیا کی قوم ہے * لب نہین ہرگز دعا مین کھولتے
اسقدر راضی رضا پر ہی مدام * ڈھونڈنا دفع قضا انکو حرام
ذوق ہی انکو بلا کی اسقدر * کفر ہی کرنا طلب دفع ضرر

نیک و بد یکسان ہے انکے روبرو * بد قضا سے ہے نہیں سکتا وہ کچھ جو

غم اگر آباد تو شادی جانتے * آب حیوان آتش کو ہے جانتے

حسن ظن ایسا ہے دلبر قرار * غم میں اپنے کہ نکرتے سوگوار

سوال بہلول کا بیت درویش سے اور جواب اسکا

یوں کہا بہلول نے یک درویش سے * حال تیرا کیا ہے واقف کر مجھے

وہ کہا کیسا ہو اسکا کار و بار * حکم میں جسکے ہیں ہر طرح زر نگار

چاند سورج اور تارے سر بسر * حکم میں اسکے پھریں شام و سحر

زندگی اور مرگ اسکے چاکران * شادی و غم اسکے ہیں فرمان بران

ابر نا روے بجز اسکے رضا * گل ہو خندان بجز حکم خدا

پھر کہا بہلول اے روشن نہاد * مرتبہ تیرا ہے اس سے بھی زیاد

ہے تیرے چہرے سے روشن مہتری * ہے تجھے بیشک جہان میں سروری

لیکن اسکی شرح ظاہر کر تمام * تا کریں معلوم اسکو خاص و عام

پس کہا درویش بارے اسقدر * عامیان رکھتے نہیں عالم سے خبر

حکم میں حق کے جہان ہے سب اسیر * ذرہ ذرہ اسکے ہیں فرمان پذیر

ناصبوری کا سبب ہے حق کے قضا * تا نہ آگے کہاں سے اسکے رضا

جب قضائے حق کیا بندہ قبول * یاد میں اسکے گیا اپنے کو بھول

تب رضائے حق سے خورسندی لیا * بندگی طے کر خداوندی کیا

خرمن ہستی سے اپنے کر فراغ * عشق سے حق کے کیا روشن چراغ

قصہ دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کا

تھے دقوقی واقف اسرار قدم * عاشق حق صاحب فضل و کرم
مہر سے مہتاب تھا انکے خجل * عاشقوں کی جان ان سے شاد دل
ایک منزل میں نکرتے وہ مقام * کام انکا تھا سفر کرنا مدام
گر رہوں دو روز میں یک جای پر * الفت اس منزل کی دے مجھکو ضرر
روز کرتے سیر شب کرتے نماز * حق سے ہر دم انکو تھا راز و نیاز
خلق تھے بھی ایسے اکثر فیض یاب * پاس حق کے دعوت انکی مستجاب
اسقدر شفقت تھی انکو خلق پر * مہربان فرزند پر جیسا پدر
جیون نبی فرماتے ہمکو ای رفیق * باپ سے زایدہ ہون میں تم پر شفیق
کیونکہ تم اعضا ہو میرے سربسر * میں ہوں کل کل سے جدا مرتا ہی فرد
کال ہے جز کہ ہو جدا بیکار ہی * عضو جو تن سے کٹا مردار ہی
تو سے جب تک ہے ملا یار دگر * مردہ کا بھی جان سے ہو دے خبر
ہے نہیں ملنے کا اسکے اعتبار * عضو کاٹے بعد بھی ہی بے قرار
کیا سمجھتا ہی پسر یہہ جزو کل * جزو مثل بو ہی کل مانند گل
یہہ عجب کل ہی کہ ہو گر جزو دور * کل بنے میں اسکے ہرگز نے قصور
قطع و وصل اسکا نہیں کہنے میں آسے * یہہ مثال اسان تجھے سمجھی نجاسکے

تھے وہ قدسی الغرض متقی دین * صاحب تقوی امام العارفین
صاحب اس تقوی کے وہ خاص الانام * طالب خاصان حق رہتے مدام
مقصد انکا اس سفر سے تھا یہی * خاص کوئی بندہ ملجاوے کبھی
راہ چلتے اور کہتے ای خدا * بندگان خاص سے مجھکو ملا
حق سے یون آئی ندای مرد راہ * عشق کا تیرا عجب ہی پایگاہ
مہر تیرے ہی تجھ مین تیرے پاس * پھر بشر سے ہی تجھے ملنے کی آس
عرض کرتے وہ کہ ای دانای راز * تو دیا دکھلا میرے ذوق نیاز
گرچہ ہون دریامین ڈوبا تابسر * طمع ہی قطرہ کی پھر دیکھے اپر
حرص تیرے عشق مین ہی اقتدار * غیر مین تیرے ہو بیشک ننگ وعار
ای دریغا یہہ عجب کچھ راز ہی * خضر سے موسی کو برگ وساز ہی
بے نہایت ہی خدا کی بارگاہ * ہی ازل سے تا بہ شہود آتی سی راہ
حسن بے پایان ہی رب کا ای ندیم * دیکھ مشتاقی سے کیا بولے کلیم
ساتھ اس پیغمبری اور شان کے * خضر سے چاہے رموز عرفان کے
مجمع البحرین تک ہم پہنچے یقینے * تا رہین سلطان دوران سے قرین
حالہا اڑتا ہون پراور بال سے * سالہا کیا ہی ہزارون سال سے
عشق مین اسکے چلتا ہون راہ * راہ سے عنایات خدا سے انتہا
سود اسکو تھی یک طور ہی * راہ چلنا روح کا کچھ اور ہی

راہ منزل خواہ کوتہ یا دراز * دل نجالے جو ہی مست دلنواز
تو سفر لطیفے سے تا دانش کیا * یہہ سفر پاؤن سے کچھ تیرا نہ تھا
سیر جان بیچون ہی یکسان دور دیر * جان سے دیکھا ہمارا جسم سیر
دو ہی دقوقی سے پھر آگے یون خبر * مین کیا مغرب سے تا مشرق سفر
ایکدن جاتا تھا اشتاقی کے سات * تا بشر مین یار کے دیکھون صفات
کسطرح قطرے مین ہو دریای آب * درج یک ذرہ مین نقد آفتاب
ناگہان و رہا کے یک ساحل اپر * شام کے نزدیک مین پایا گذر
سات مشعل دور سے دیکھا وہان * روشنی ہر یک کی فوق آسمان
عقل حیران ہور ہی سمجھا نہ خوب * موج حیرت مین گئے یکبارہ ڈوب
کیسے ہین یہہ مشعلین جیون آفتاب * خلق کو جنسے ہی دیدون پر حجاب
خلق جو یاسے چراغ مردہ تھے * پھر پر توسے ایسے شمع کے
چو کہ مانع دیدسے دیدون پہ تھا * پردۂ اسرار یہدی من یشا
سات مشعل مل ہوئین پھر یک نمود * روشن اسکے نور سے چرخ کبود
سات مشعل پھر ہوئی اس ایک سے * دیدے میرے سخت حیران ہور ہے
فصل کا یا وصل کا انکے بیان * کر نہین سکتی ہے میری یہہ زبان
ایک یا اکثر یہہ کچھ بولا نجاے * راز اسکا سالہا دانش نہ پاے
پھر گیا آگے کہ تا ان شمع سے * کیا نشان کیہر نیا ہے دیکھئے

جب احد کا بابے احمد اٹھا * پھر انہیں دیا تھا الٰہی تا

بیخودی سے ہوش تھا میں دور تا * دور تنے سے ہوکے لے خود گر پڑا

پھر کہ ساعت کے پھر آیا شعور * پھر ہوا تبدیل سے جو پاسے نور

پھر گرا بے ہوش پھر پائی خبر * دو تنے سے صفت تھا بے بار و ثمر

سات مشعل سے بنے پھر سات مرد * نور انکا تھا سب ہورا جو رد

نور سے انکے تجلی تھا آفتاب * نور سب اس نور سے یکسر خراب

پھر تو پایا سر ہرا یک درخت * دل ہوا ایسا دیکھ حیرتناک سخت

صفت شادابی سے ہریالی چھتر کے * دیدوں میرے زیادہ کر دھر ان دسہ

شاخ ہر ہر چھتر کے پتوں میں گم * برگ بھی میووں میں پنہان کا ہم

عرش پر پہنچی تھیں ہر شاخ درخت * پانچ صد روسے پرے تھیں ایک تخت

پانچ ان چھتر دن کی تا فرزمین * سکادوان سے گزر گئیں تھیں یقین

شاخ سے بھی پانچ تھیں سرسبز تر * عقل ان اشکال سے زیر و زبر

میوہ جو یک ثمر کرکر تھا دور * مثل شیر کے اجھاتی برق نور

اور عجب ترتھ کر آن چھتر دون اوپر * صد ہزار ان خلق کرتے تھے گزر

آرزو کی سایہ میں دیتے تھے جان * جا بجا کل سے کرتے سایہ بیان

پر تھے قاصر دیدہ انکے سایہ سے * ایسی بنائی پہ سو آیت کہیے

فہر حق سے مہر تھی ان پر گویا * جو نہ دیکھا چاند کیا دیکھے سکا

ام بدم ذرا سے تھے وہ بہرہ یاب * پر نہ آنکھ انکی سے دیکھا آفتاب
سیب و میوہ کو جن کھاتی تھی خلق * بھوک سے گر ایک پر یک خشک حلق
پر نہ ان میووں سے تھی انکو خبر * سحر حق گویا تھا انکی آنکھ پر
یہ نہ اہر چھار سے تھی درمیان * آؤ تم ہم پاس جلد ای غافلان
یا ملک ہر پاتے سے تھا پیغام یون * دمبدم یا لیت قومی یعلمون
حق سے یون آواز تھی چھاردن سے تند * ہم سے کی ہی انکی بینائی کو کند
کوئی گر ایسا کرے انکو خطاب * جاؤن چھاردن سے ہو تم کامیاب
اسکو سب کہتے تھے یہ مسکین گدا * از قضا اللہ دیوانہ ہوا
مردیہ حیران ہو کہتا تھا تب * خلق کو اس سے ہی گمراہی عجب
انبیا حیران ہی کیون یہ منکران * رحمت حق سے لیا چاہیں کران
مصطفی کو کافرون سے تھا عجب * بھی تعجب مین پڑا تھا بولہب
پھر گیا مین آگے کر کے دلکو سخت * پھر ہوئے یک چھار وہ ساتون درخت
ساعت ہوتی ایک ہوتی دم بدم * ڈگمگائے میرے حیرت سے قدم
پھر لگے وی چھار وہان پڑھنے نماز * کھینچ کر مثل جماعت صف دراز
ایک چھار انسے ہو آگے جیون امام * دوسرے پیچھے رہے اندر قیام
وہ قیام و وہ رکوع و وہ سجود * کردیا دل پر میرے حیرت نمود
کیونکہ چھاردن کو نہ ہاتھ نہ کمر * ہے نماز انکی عجب ترتیب پر

پھر ہوئے وہی جھاڑ ستاون ساٹ مرد * بیٹھ گئے قعدے میں آکر فرد فرد
میں گیا نزدیک جا کر کے سلام * وی جواب اسکا دئیے با احترام
کای وقوفی مقتدرا صحاب این * رحمت حق ہو تمہارے دم قرین
میں کہا مجھکو نہیں دیکھا کبھی * نام سے کسطرح پائے آ گہی
وی کہے مخفی نہیں ہی آپکو * کب ولی حق پہ کچھ پوشیدہ ہو
نام کو گرچہ نجانے ہی ولی * تب نہیں استغفر اللہ جاہلی
ایک ساعت آگے انکے * ہور جا کر مراقب جان سے
بھی اسے ساعت ہوا ساعتسے دور * پھر ہوتا ہی جوان حق کے حضور
اپنے چون سے چھوٹ کے بیچون ہوا * قید سے چھوٹا تو پھر مطلق رہا
کور باطن کو نہیں اسکی خبر * کور سے بہتر تجھے کرنا حذر
ہی امامت کور کی شرعا کرہ * گرچہ ہو قاری و حافظ یا فقیہ
کور ہی رہ وورع میں بے نظیر * ہی امامت میں کراہت ناگزیر
چاہیے پرہیز تا زو راست کا * سہو تو اندھی سے نہو ہرگز ادا
کور ظاہر کو نجاست ظاہری * کور باطن کے ہی دو دلمیں بھری
یہ نجاست ظاہری پانی سے جای * وہ نجاوگی بجز آنسو بہای
چشم گریاں تو نہ رکھ رونے سے باز * تا کہ تجھپر ہو در رحمت فراز
جو شخص کافر کو فرمایا خدا * وو نہیں ہی سب کے تن پر ظاہرا

اپنے دل میں ہے نجاست بالیقین * جو بری ہے مانع اخلاق دین
اے مسلمان دھو یہ میل سنگ و جو بسے * دل لگا معبود پوجہ میں ہیش اسے
اصل میں معبود غیر از حق نہیں * حق سوا معبود کوئی حق نہیں
نفس کو دیکھہ گرہ چاہ میں * بیہودہ بادرج ہے جسکے چاہ میں
کب ثنا جائز ہے حق کی غیر پر * کیجئے تقریرین تبیان دیر پر
پس وفوقی کو کیا سب نے امام * قوم کا پیچھے ہوا انکے قیام
جب کہ کی آغاز تکبیر نماز * ہوگئے مذبوح شمشیر نیاز
یعنی تکبیر ہے یہہ اے فلان * حق کے آگے ہم ہوئے قربان بجان
وقت ذبح اللہ اکبر بولئے * نفس کو بھی ذبح ایسا کیجئے
مثال اسماعیل تن جان جیون خیال * چاہئے جان تن کو یون کردے بیان
نفس تھا جو طالب حرص وہوا * صاف بسم اللہ کے بسمل ہوا
رو برو حق کے گھری صف باندھ کر * واسطے دینے حساب اپنے مگر
اشک جاری خوف سے دل چور چور * حشر میں جیسے کھڑے حق کے حضور
حق سے یون فرمان ہوتا اے فلان * کیا میرے خاطر تو نے آیا یہان
پہر تو کس کام میں آخر گیا * قوت وقوت صرف تو کس پہر کیا
چشم گوش اپنے رکھے کس کام میں * کیون رکھا ہوش وحواس آرام میں
میں تجھے دنیا میں بس مہلت دیا * تو خریدی آخرت کی کیا کیا

ایسے ہی پیغمبر ہوی ہو ناس * سو ہزار آدمین پیش درگاہ پاک
جھکے کی قوم مین بہت منت رجوع * شرم سے گھٹنون پہ ہو ڈالا یا رکوع
بس ہوا فرمان کر اپنا سر اٹھا * دے جواب اب حق کے تو فرمان کا
پھر کو گھٹنون سے اٹھا کر وہ بجا * گر پڑا سجدے مین وہ شرمندہ دل
پھر حضور حق سے یون آیا خطاب * پھر اٹھا سجدے سے دے حق کا جواب
پھر اٹھایا سر ہوا پھر سر نگون * سر کو سجدے مین رکھا ہو کر زبون
پھر ہوا آ سیر عتاب ای خامکار * پھر اٹھا کر دے جواب کردگار
نا رہے طاقت کھڑے رہنے کی جب * پیغمبر ہیبت سے گیا تب بیٹھ تب
حق کہا مین [illegible] تجھکو دیا * شکر اس نعمت کا کہہ تو کیا کیا
منہ پھرا داہنے طرف کرتا سلام * انبیا کو جو کہ ہے وہ مرد خام
تھے اے شاہ شفاعت کیجیے * پھر پھیرے سخت مشکل مین پھنسے
انبیا کہتے کہ آپ چارا نہین * کہو یا تونے توقف اپنا کہین
مرغ سے ملنگا [illegible] * سعی کیا حاصل جو ہو جان کندنی
التجا کرتا ہے با خویش و قریب * پھیر منہ بائین طرف تب وہ غریب
وہ کہین ہم سے مدد ہرگز نہو * دے جواب اپنا تو خود اللہ کو
جب ہوا ہر دو طرف سے نا امید * سخت مضطر ہوئے لرزان مثل بید
ہاتھ اپنے کر طرف حق کے بلند * اس دعا کرتا ہے مرد مستمند

ای خداوند کریم و ای اله * اول و آخر تجھے تیرے پناہ
یہہ اشارہ تھا تیرا وقت نماز * سامنے جب ہو گیا مت جانگداز
تھے نماز اندر دقوقی باخضوع * پانچ صاحل کے بعد عجز و خشوع
ناگہان دریا مین گذرا ایک جہاز * چو طرف طوفان تھا آشوب ساز
تھی شب تاریک و ابر تند باد * اور طلاطم موج کا حد سے زیاد
خوف تھا مرنیکا اور گرداب سخت * اہل کشتی کا جگر تھا لخت لخت
سخت ماتم سے لگے سر پیٹنے * کافر و ملحد سبھی مخلص بنے
حق سے نذرین کرتے تھے زاریکے سات * تاکہ اس طوفان سے پاوین نجات
سچ کہے پیغمبرون کے پیشوا * مصطفی ہون ان پہ صلوات خدا
عاقبت مین جو کہ جانین جاہلان * روز اول جانتے ہین عاقلان
مین دقوقی وہ فغان اور وہ خروش * مہر سے ازبسکہ دلمین کہایا جوش
پس کہا یارب تو اپنا فضل کر * اپنے رحمت سے کر انپر یک نظر
ای رحیم و ای کریم و بردبار * دستگیری کر گناہان درگذار
رایگان بخشا تو جان و چشم و گوش * لطف سے اپنے دیا پھر عقل و ہوش
تو نے دی طاقت دعا کی ہمکو پس * کر قبول اسکو تو ای فریادرس
نعمتین ہمکو ہین دین بے انتہا * ہم کئے ہر چند کفران اور خطا
اشک کے سیلاب آنکھو نسے بہا * عجز و انہ مانگتے تھے یہہ دعا

پہر وہ جاتے بیخود ان خود ہی بعدی * خود خدا ہی جب نہین باقی خودی
تب خدا باقی ہوا جب وہ فنا * مانگتا ہی جو سو دیتا ہی خدا
بندے حق کی اہین رحیم و سازگار * خوے حق ہوتی ہی انسے آشکار
ڈہونڈ لے اس قوم کو ای مبتلا * تا امان بخشین تجہے اندر بلا
بندگی حق کی نہین تجہکو اگر * تو گدا ہی دعوی شاہی مگر
حق مین تو جبتک نہین فانی ہوا * کب ہوا منظور خود اللہ کا
حق کہا میری نظر ہی دل پہ * بس تجہے دل چاہیے ای بے بصر
تجہکو ہی دعوی کہ مین رکہتا ہون دل * دل فراز عرش ہی تن زیر گل
لاف تیرا تجہکو کرتا ہی خراب * چہوڑ دے تو لاف لے حسن المآب
اور ایسا ہی تجہے ای مرد راہ * حب مال و جاہ کرتا ہی تباہ
جز باندازِ ضرورت لے نہ مال * تا نہو تو حرص سے مغلوب حال
اہل دل ہون کہہ کے تو کرتا غرور * اپنی غیرون سے لانا کیا ضرور
دل تو اس مضغے کو اپنے جانتا * اہل دل کو اس لیے سے مانتا
تو روادار کہتا کہ یہہ دل ہی وہ دل * عشق مین جو ہی خدا کے مشتعل
دل نہووے غیر یک دریاے نور * دل نظرگاہ خدا ہی اس کو دور
جب کہ کی دل سے دعا وہ مرد خاص * اس بلا سے پائی کشتی نے خلاص
پائے کشتی لطف سے انکے امان * یعنی اہل کشتی کو گمان

خاحال مقصد کو آیا جب جہاز * اس جماعت کی آدہ مرہو گئی نماز
بیٹھ کے پیچھے دقوقی کے نہان * یون کئے آپس مین وہ مردان بیان
اس دعامین ہم بحکم اضطراب * ظاہر و باطن کئے ہین ارتکاب
ہم نہین لیکن امام بوالفضول * یہہ دعا مانگی ہے باجان ملول
وہ فضولی کرہ بحکم انقباض * کام مین حق کے کیا ہے اعتراض
غیب ہو کہار آنکے آنکھہ سے * وہ جوان مردان وہانسے ٹل گئے
شش جہت مین ان بزرگون کا اثر * پہر دقوقی کو نہین آیا نظر
عالمانکے لئے روتے رہے * اشک سے تمر کے منہہ دہوتے رہے
خاصگان حق رکہینگے کب روا * حکم مین حق کے تصرف غیر کا
مرد حق تو بول اے صاحب نظر * ساتہہ حق کے کب کرے ذکر بشر

بیان اسکا جوازل مین ھے عید وہی البتہ طاعت مین چالاک ھوگا

غار مین یوسف کو جب دلوا دیا * تب فرشتے حق سے یون لائے ندا
ایکدن تم بادشاہی پاؤ گے * بھائیون کو یہہ جفا بتاؤ گے
جب سنا یوسف نے پیغام جلیل * غار تھا گلزار جیون باغ خلیل
مشرکات ایسا ہے وہ یا نگ الست * مومنونکے جانکو رکھتا ہے مست
نہ بلا مین انکو ہرگز انقباض * حق کے نہ امر و نہی پر اعتراض
جسنے دیکھا خواب خوش روز ازل * وہ نہین کرتا ہے طاعت مین خلل

بار طاعت کا اٹھاتا ہے مآل * ہے نہ تو روئے گمان بے زوال

نفس ظالم ہے قتل اسکا موجب ہے نجات

عقل کا اور نفس اصل ہی ابلی کا

ظالم و مظلوم کو کیا جانتا * جو کہ ہو شہوت میں پابند ہوا
دشمنی کتے کو ہے سگ سے کہیں * روز و شب سگ کہیں پر سگ حملہ کرے
شرم ہے شیروں کو کتے کو نہیں * صید اسا یہ کو کرتے ہیں کہیں
کافر و فاسق کرے ظلم و ستم * کیوں کہ وہ رکھتے ہیں کتوں کا جسم
ظاہر ہے سگ تو انکی جان میں * اسکو وہ لاتے ہیں خود میدان میں
خاص وقت شہوت اور غصے کے تو * ظلم کو کرتا ہے ظاہر ہو بہو
گرچہ حکم حق اسے کرتا نہاں * حد سے جب گذرا تو خود ہوتا عیاں
اقتضای داوری حق کے مگر * عمرو بکر و زید سے ہوتی ہے سر
گر مرا ظالم تو جگ زندہ ہوا * حق کا ہر کس تو بنو بندہ ہوا
نفس کو تو مار ظالم زندہ کر * عقل کا اپنے تو اسکو بندہ کر
عقل ہے اس نفس ظالم کی اسیر * مارنا اس نفس کا ہے ناگزیر
تا کہ ہووے عقل کو حق سے فتوح * روزی بے رنج یعنی قوت روح
نفس ہے اصل بدی سے اسکو مار * روزی بے رنج وقت خوشگوار
دیکھ سے قرآن میں ہے اسکے سبب * عزت درویش و ذل بولہب

کشف اسکا عقل سے ہرگز نہو * بندگی سے حق کے ہو ناکام جو
بند معقولات مین ہی فلسفی * شہسوار عقل ہی عقل صفی
عقل کل کی عقل کی ہی مغز جان * عقل تیری پوست ہی اسکی یہ جان
وہ سیاہی اور سپیدی سے ہی دور * جان و دل پر نور کا اسکے ظہور
قیمت ایمان ہی زر کے سبب * زر سوا ایمان کو عزت ہی کب
جسطرح تن کی قدر ہی جان سے * قدر جان ہی پرتو جانان سے
نفس ہی جیون اژدہا پر مکر و فن * پیر اسکو جیون زمرد دیدہ کن
مدعی نفس ہی از بس فصیح * ہی ہزارون حجت انکو نا صحیح
نفس کے تسبیح مصحف ہات مین * خنجر و شمشیر مخفی ذات مین
شہر کو بھاگ آئے لیکن شاہ کو * تھک نہین سکتا شہ آگاہ کو
تجھکو دیا ہے وضو کے حوض پر * مکر سے لا کر دو بادے تا بامر
کیونکہ وہ گھر مین تو گھر سے ہے وطن * گھر مین اپنے سکھی شیر صف شکن
مکر و نفس و تن کا کیا جانین عوام * جز دل آگاہ باقی والسلام

بھاگنا حضرت عیسیٰ کا احمقون سے

کیونکہ احمقی قہر خدا کا ہی اور قہر سے بہاگنا ضرور

احمقون سے بھاگ اے مرد فصیح * کیونکہ اسے بھاگ نکلے ہین مسیح
صحبت احمق بلاے جان ہی * احمقی کا مرض بے درمان ہی

احمقی قہر خدا ہے اے امیر * بھاگنا قہر خدا سے ناگزیر
یاد آیا قصۂ اہل سبا * احمقی سے جو ہوئی ان پر وبا
دوربین ایسے کہ دیکھین پائی مور * پر معانی سے تھی انکی چشم کور
تیزگوش از بس ولیکن سخت کر * کان ہین انکے نصیحت سے بے اثر
مال سے مغرور قارون کے مثال * لیک پاس انکے نہین یکذرہ مال
مرد دنیا کا ہی مفلس اے عزیز * ہاتھ مین کے کہین ادنی کی چیز
اور برہنہ جیسا آیا جائیگا * سب سبب چورونکے ڈر سے مر رہا
مال کو جب چھوڑ جانا ہے ضرور * خاک سے کمتر سمجھ اے بے شعور
جو مگر سودا کیا اللہ کا * ساتھ وہ توشہ ہے تیری راہ کا
کوہ مین ٹھوکر کوئی ہے جیسے سفال * حفظ آنکو وہ کرین مانند مال
انسے کوئی چھینے تو روین زار زار * پھر دیا تو ہنس پڑین مثل بہار
حال تیرا ہو رہا ہو ویسا ہی ہے * جب تلک مالوف تجھکو مال و شر
پھر یہی صورت ہے ان اشخاص کی * جنکو علم و عقل دنیا کی رہی
سو ہزارون جانتے فضل و ہنر * لیکن اپنے حال سے ہین بے خبر
حل ہر ہر چیز کا بتلا رہا * احمقی ہے آپ کو نہین جانتا
جان سب علمون کی اپنی بوجھ ہے * بوجھتا سب علم گر بے سوجھ ہی
دل مین ہے یک مرض بوسے اندیا * حق شناسی کا وہی مانع ہوا

نیات بھی اسکے مسبب ہوتا ہی بہ * کہ سبب خدا بیمار کو کرتی مدد
آشنا سے عقل عاقل سے اگر * جا ملین ہمدم رہینگے دوست تر
آشنا سے نفس بدنفسون کے ساتھ * ہو تو ہردم ہوین افزون بدصفات
دوست سے ملنا اگر چاہے ہی تو * عاقلون کی عقل کا تو دوست ہو
ہی دوا اس مرض کی پیرونکے ہات * اور طبیبان جان کو بخشین حیات
جان سے ہو ان طبیبون کا غلام * تا کرین تجھکو وہ اسے شادکام
ای بسا دولت کہ آوے ناگہان * پر نہین پہچانتے سب دوستان
ہیش بسا معشوق عاشق سے قریب * پھر نہ بوجھین عاشقان بے نصیب
بس غلط انداز ہی سوء القضا * ہی ہماری بے نصیبی کی جزا
تو قدر کے کام مین مت ہو فضول * ہی گدھے کو لایق آسکے کان طول
دل تیرا محکوم ہی قدر کے ساتھ * جیون قلم مجبور ہی کاتب کے ہاتھ
وہ جدھر پھیرے ادھر چلنا قلم * کیا تجھے معلوم ہو سر قدم
ہاتھ مین موسی سمجھتے تھے عصا * تھا حقیقت مین عصا یک اژدہا
جب نہی جانے نہ یک کر ریکا بھید * کیا تجھے معلوم سر دام کید
جب کہین صیاد پھندا دالتا * ظاہرا دانہ ہی باطن مین دغا
بار تا تو دام مین جاکر پھنسا * حرص مین دنیا کے دین اپنا دیا
عجب کیا توبہ کرے آزاد حق * دے تجھے نعمت کرے پھر شاد حق

بس جہان دانہ ہی کر اُس سے حذر * تا نہ باندہی دام تیرے بال و پر
شکر ہی نعمت سے آگے سوا مند * شکر گر ہو مت فقط نعمت پسند
شکر جان نعمت و نعمت ہی پوست * شکر سے تو یاد یگا دیدار دوست
شکر اگاہی ہی نعمت غافلی * شکر سے نعمت کو اگر صد اے ولی
انبیا فرماے مایوسی ہی بد * رحمتین حق کی ہاین بے حد و عدد
بعد نومیدی بہت امید ہاین * پیچہے ظلمت کے بہت خورشید ہاین
دایما ہاین ہم جوان خندان و شاد * گرچہ ہی تن مایۂ نقص و فساد
یہہ درازہ کوتہی ہی جسم کو * جان کو یہہ کچہہ نہین ہی بوجہہ لو
تین سو نو سال اصحاب کہف * غار مین تہے ایک تن تہے نے تلف
جب جگایا مدد فیاض نے * اُسکو جانا ایک ساعت اُنہون نے
جب نہووے روز شب یا ماہ و سال * کب رہے سیری او بہری اور ملال
جب عدم کے باغ مین ہی بیخودی * ہم رہینگے غرق لطف ایزدی
تو نصیحت ناصحون کی سنے سدا * پس تیرے ہمراہ قال بد رہا
تو رہیمی سے نجانا ان کا حق * مایۂ طغیان کیا اپنا سبق
خدمات بد سے لئیمون کو ہی کد * تو کیا نیکی تو وہ کرتے ہاین بد
نفس تیرا ہی لئیم بد سرشت * ہی لئیمون خاصۂ نیکی سے زشت
تو کریمون پر اگر احسان کرے * وہ عوض ہر ایک دیوین ساعت نے

گر لیئمون پر کرے قہر وہ خدا * وہ تیرے بندے سے ہاینگے با وفا
آدمی ہر کام کرتا تو نلے * محض وہ پیدا ہی طاعت کے لیئے
بس عبادت مین نہین مشغول گر * جاے طاغت مرکشون کو ہی مقر
جاے دنیا معبد مرد کریم * جاے دوزخ معبد مرد لئیم
الغرض بد کر لیئمون پر مدام * نار ہینگے دل سے وہ تیرے غلام
شیر سے جو ہون کو کب ہووے ہراس * انکو بلی خوب کرتی ہی بناس
کاسہ لیسون سے دریگا دیگ لیس * کافرون کا ہی خدا دیو گنیس
عاشقان ہین بے غرض اس تن کے سات * عاشقون کو موت ہی آب حیات
عاشقان بارے عدم مین ہین قدم * جیون عدم یکرنگ سارے یک قلم
ذرہ ذرہ کر تجہے کب لے ہوا * یہہ کشایش نہ ہو جز فضل خدا
جب ہوا مایوس تو تد بیر سے * نیک بختی پایگا تب باسر سے
تو خودی کو بھولجا کر یاد حق * تو ہو بندہ تا کرے آزاد حق
تو جو ہو بندہ تو آتش نا جلای * اور بہی دریا نہین ہرگز ڈبای
عاشقان خوش خوش انہو کا حال بہی * نام اُن کا ناسین ابدال بہی
عاشقون کا جو طرف آدکا بچے * جس طرف دیکہو تو حاکم ادکا چاہے
گر سکہے تجہکو کریم آتش مین جال * گر پرے اس مین کچھ نہو تجہکو خلل

معجزہ سرور عالم کا جو پانی مشک پانی سے قابلہ سیراب ہوا

قحط سالی میں کوئین تھو آرسے عرب * تھے کسی وادی میں حیران تشنہ لب

ناگہاں فریاد رس کونین کے * مصطفیٰ اس جا پر پیدا ہوئے

اتفاقاً کہ ایک حبشی غلام * آنت سے کہ آدھر سے تیز گام

مشک پانی تھا مودا اسکے پاس سے * لیکے حضرت قافلہ زندہ کئے

ہوگئے سیراب آدم اور دواب * تس پہ تھی ویسے ہی وہ مشک پر آب

مشک تھی روپوش موج فضل رب * بحر رحمت تھا روان آپکے سبب

تو ہوا غافل سبب سے مگر * اس لئے باندھے سبب سے ہی نظر

جب سبب دیکھا مسبب کو نہ بھول * ہے سبب کو حکم حق اصل اصول

وہ سیہ او پر سے جب دیکھا شتاب * مشک کے بر دیسے جاری موج آب

دیکھ کر یہ معجزہ حیران ہوا * جان و دل سے طالب ایمان ہوا

عاشقانہ اس مبارک پیر پر * گر پڑا آ پایا سعادت کا ثمر

مصطفیٰ دست مبارک اپنا لے * منہ پہ اس حبشی کے رحمت سے ملے

وہ سیہ رنگی ہوا سرخ خوشاب * مشک سے کافور شب سے آفتاب

رنگ بدلا گرچہ لیکن جان پاک * پاک تھا تن بھی کہ تن تھا آب و خاک

درد ہو تو ہو دوا حق سے عطا * بے نواؤن کو خدا بخشے نوا

تشنگی پیدا کر اے اہل طلب * ہر طرح پانی تجھے بخشے رب

طفل جب نازک گلو پیدا ہوا * آسکے خاطر دودھ پستان میں بھر

سلام کرنا اور ایمان لانا طفل دو ماہ کا نبی کے اوپر

ایک عورت کافرونکی قوم سے * طفل دو ماہی کتین گود مین لے
جان کے اس وادیکی اندر سے ہراس * امتحان کو آئی پیغمبر کے پاس
طفل جان و دل سے ایمان کر قبول * السلام علیک بولا یا رسول
اسکو فرمایا کہ تیرا نام کیا * وہ کہا عبدالعزیز ای مصطفی
نام میرا حق کے پاس عبدالعزیز * پھر کہین عبدالعزا یہہ بے تمیز
آئی جنت سے حنوط اس وقت پر * مغز ان دو کا ہوا خشبوی تر
جسکا ہوتا ہے نگہبان خود اللہ * ماہ انجم بھی ہین اسکے گواہ
جسکا حافظ ہے خدائے ذوالمنن * مرغ تا ماہی کرین اسکو حسن
جو قضا چاہے ہی تیرے ہاتھ سے * حق بچاوے تجھکو ہر آفات سے
عبرت و دانش خدا سے کر طلب * یہہ کتاب و قال سے حاصل ہو کب
ہر کسیکو کب ہو قدرت ساز وار * عجز ہووے مایۂ پرہیزگار
عجز جیون تمہارا ہے بہتر تجھے * نفس کے آفت سے تا تو بچ رہے
خواہشون سے نفس کے ہے تجھکو غم * جو تجھے شیطان سکھاوے دمبدم
آرزو ہستی کی ہے گل خوار کر * گل شکر ہو ناگوار اس خوار کر

بیان یہہ کہ ریاضت مین سراسر

سود ہے اور یہہ دنیا نہ جاسے ابہود ہے

آدمی کو حق نے دیا ہے اختیار * بس نہو ظاہری ثواب نیکو شعار
اسکو کرمنا بنی آدم کہا * کام مین اسکے اسے قدرت دیا
ہو و سرمایہ تجھے قدرت ہے جان * وقت قدرت کو نگہ رکھ اجیون
بندگی مین زندگی کو صرف کر * حق دیا قدرت تو حق کا شکر کر
جب عبادت شہ تجھے کرنے لگے * تو بجا تا سر کو اپنے مال دے
تن نہ تا گر جان اسکا لے عوض * پاک عمال تیرا ہوگا بے غرض
جو ہو نا و بندگی ہے خوشگوار * اسکو کافر بنتی جیسے زہر مار
گر نہیں امید کچھ پیدا ہو گی * رنج خاطر کیون قبول انکو ہوی
اولیا اس راز کے ہیں واقفان * اس لئے کرتے ریاضت ای فلان
سالکان اپنے بقا کے واسطے * دایما تن کو ریاضت مین رکھے
گر عوض اپنا نہ دیکھے وہ کرام * کیون کہے راحت کو اپنے پہ حرام
بے عوض دنیا خدا کا کام ہے * یا ولی جو فیض اسکا عام ہے
تو سلام بے غرض دیکھا کہین * جو نہین آخر کو ہر آستین
تن رہا تیرا ریاضت مین اگر * زندۂ جاوید ہو جان باخبر
یون کہے سو مسی ہے دنیا جا ہی مرگ * آخرت کا جلد کرے ساز و برگ
یہ جہان فانی نہین جای معاش * آخرت باقی ہے کر اسکی تلاش
جسم یا اموال ضائع ہو اگر * سود اسمین جان کا ہے بیشتر

پس ریاضت کو بجان کرے قبول * تن کو رکھہ خدمت میں تا ہووے حصول
جب دیا حق نے ریاضت شکر کر * بوجھہ حق کی ہی عبادت سر بسر

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ کا علائق کو

یون کہا حمزہ نے جب تھا نوجوان * موت کو سمجھا فنا سے جاودان
کسطرح پر موت کی رغبت کرے * اژدہا کے منہہ مین کیون جا کر مرے
لیکن اب نور محمد کے طفیل * عالم فانی کتین بوجھا ہون کہیل
ب کہ یہہ دنیا سے فانی ہی خراب * موت مین حاصل ہے مجھکو فتحباب
جب حواس آدمی فانی ہوئے * تب نظر آنے لگین شکر شاہ کے
خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب * شکر نور خدا ہی بے حساب
موت کو جوکہ سمجھتا تہلکہ * قال اللہ کا موت سے ہووے تبہ
موت تا ہی جسکی نظر مین فتحباب * ہی اُسے مرنیکی رغبت پر شتاب
مرگ ہرکس جان اسکے طور تو * دوست کو ہی دوست دشمن کو عدو
ترک ہے آئینہ خوش رنگی لیا * آئینہ کالا ہی جب زنگی لیا
نور دین جب تک ترے آوے نہ ہات * نفس کے آتش سے کب پاوے نجات
خلق سب یکسان پھرے بازار مین * لیک یک خوش یک غم و آزار مین
موت سے بھی گرچہ مرتے ایکسان * لیک بعضی غم مین و بعضی شادمان
انبیا کو تنگ ہی بس یہہ جہان * لامکان مین انبیا ہین خسروان

اہل دنیا پاس ہی اسکی وقار * ظاہر اسکا خوب باطن سخت خوار
ظاہرا خوشتر ولیکن ننگ ہی * غنچہ اسکا گرچہ عزت ننگ ہی
تن اگرچہ موت سے کچھ نا ہی ہیچ * جان کو ہر دم اکلے پر پیچ
جاہل تو درد سے بیتاب ہی * طفل کو شادی کو فتح الباب ہی
یک دردو سر سے بیخبر * باخبر ہو دین والے صاحب نظر
حال اپنا تو نہیں پہچانتا * تجھ سے بہتر صاحب دل جانتا
تن سے غافل ہووے جسم روح تن * اسکو سب روشن ہوے علم لدن
جب زمین نکلے فلک کے جو فسے * پھر تجھے سایہ نہ شب باقی رہے
سب گرانی اور کسل ہی تنکے سات * تن گیا پھر جان ہی روشن صفات
تن سے جب باہر ہوا جان بشر * عاشقین ساری گئین اس سے گذر
پھر تو وہ آرتا ہے مثل آفتاب * مقصد اعلیٰ کی طرف ہووے شتاب
جان سے ہی عقل بالا اور اسکی تر * روح کب اسکو ہو منظور نظر
عقل میں کرتا ہے تاثیر جان * عقل کرتی اس سے تدبیرین عیان
ماہیان قہر دریائے جلال * حق سکھایا انکو سحر حلال
ذات سے انکی ہی ممکن ہر محال * نحس انکے پاس ہووے نیک فال
کیا خبر ہی تجھکو انکے قال سے * کیا سمجھتا انکو اپنے امثال کے
جانتے ہیں کاملان اسرار کو * حال انکا مو شگافے پوچھ لا

کیونکہ ماہیات اسرار نہان * ہیں نظر میں کاملون کے خو عیان
لیکہ ماہیات اوصاف کمال * کون جانے غیر اثار و مثال
طفل کب لذت وطی کی جانتا * پس مثال اسکی تو حلوا سے بتا
گرچہ ماہیات ازواق جماع * غیر ماہیات حلوا ای مطاع
لیک لذ کون کو بتاتا یہہ نظیر * کاملون کے پاس ہے بس ناگزیر
بھید حق کا اور حق کے ذات کا * آدمی کے فہم سے کب ہی جدا
محرمون سے حق کے جب ذات صفات * ہی نہ پوشیدہ ہو مخفی کون بات

جمع اور تفریق درمیان نفی و اثبات کے ہی

جب فنا بندہ ہوا باقی ہی حق * نفی اور اثبات کا ہی یہہ سبق
مارمیت اذ رمیت حق کہا * نفی اور اثبات کو ثابت کیا
یعنی جب تو تیر مارا تو نتھا * کیونکہ یہہ قوت تجھے حق نے دیا
تو فنا موجود تھا سو آپ رب * تو نہ تھا باقی مگر حق کے سبب

مسئلہ فنا اور بقاے درویش کا

سچ کہا قائل نہین درویش ہی * جگہہ نہین گر ہو وہ نہین درویش ہی
ذات سے اپنے فنا باقی بحق * وصف اسکا محو و صفا سبق
شمع کی لو جیون ہو محو آفتاب * ظاہر ای نیست ہست اندر حساب
ہست اس روسے کہ ناگے کو جالے * نیست اس روسے کہ پر تو کچھ نہ لاے

روشنی اسکی فنا سے ذات ہی * اسکے شعلہ کا بقا اثبات ہی

گر دو حوس شہد مین صرکا ملا * ایک تولہ اسمین فانی ہو گیا

ذایقہ مین اسکے کچھہ نہ فرق ہو * وزن مین بڑہ جای گر تہ تول لو

یہہ قیاس ناقصان ہی ای امیر * اور ہی بہتر نہین اس سے نظیر

آنکھہ لڑکونکی رہے آخور پر * عقلان گر ہی آخرت مین فکر کر

موت کے دن کے لئے تو مرا بھی * تا تو ہو زندہ بعشق سرمدی

عاشقان تو دمبدم دیوین ہین جان * اُنکا مرنا ہی حیات جاودان

اُنکو دو سے جان بخشے ہی خدا * وہ وہ دوست ہردم مین کرتے ہین فدا

ایک کو پھر دس عوض دیتے ہا * سن نبی سے عشرۃ امثالہا

ناجوان مردون کی تو مت سن حدیث * عشق کو کب جانتے ہین وہ خبیث

ناجوان مردون کے تو ہمرہ نجا * گر گیا تو عاقبت پچتای گا

لےکے محنت مفت سر دیوینگے چھوڑ * لاف کے باتونسے انکے دل کو موڑ

نفس و شیطان ہردو باہم خویش ہین * ہردو تیرے سخت بد اندیش ہین

مال و تن بس جایگا ہر طور سے * اس سے بہتر وقف راہ حق کرے

رنج غربت کا نہ کھینچے تو اگر * شہر سے خوبونکے کب پاوے ثمر

یہہ حکایت بطور تمثیل کے ہی کہ مومنون بلا سے

ایسا ہی گنا ہی جیسا جنے کا دانہ بھوننے کے وقت

جب چنے کو دیگیں دیتے ہیں جوش * وہ اچھلتا اور کرتا ہی اخروش
مارتی کفگیر کہ بانو آسے * تا نہ اچھلے اور آتش میں گلے
یہہ گلانا کچھ عداوت سے نہیں * بلکہ پاوے ذایقہ خوشتر کہیں
بلکہ ہو محبوب طبع و قوت جان * ذلت و خواری نہیں یہہ امتحان
تاکہ یکمدت تاک سے سبز تھا * اور عوض آتش کے چو پانی پیا
اس لئے سابق ہی رحمت قہر پر * تاکہ نقد زندگی پاوے بشر
ہی تقاضا بھلے حق کے قہر کا * تا کرے ایثار وہ نقد بقا
جب کیا نقد وجود اپنا نثار * پھر بقای دایمی دے کردگار
قہر کے آگے سر اپنا کر فدا * مثل اسمعیل حلق اپنا کٹا
یہہ کٹانا وہ نہیں جو تو مرے * بلکہ مرنے اور کٹنے سے پرے
لیکہ مقصود ازل تسلیم جان * ہی خدا کو صد ناپ دوای مومنان
ہستی حیوان ہی مرگ نبات * سچ کہا ہی اقتلونی یا ثقات
زندگی حاصل ہی جب اندر ممات * راست بولے ان فی قتلی حیات
جب تو محنت سے دل اپنا خون کیا * منزلیں یکبار سب طی کر دیا
کیا کہا اچھا حکیم غزنوی * غافلوں کو یہہ مثال معنوی
گر نہ سمجھیں کیا عجب اہل ضلال * معنی قران سے سوا از قیل و قال
نور سے خورشید کے ای باشعور * غیر گرمی کے نہ سمجھے چشم کور

ظاہرا قرآن نہ دیکھ اے اہل دل * دیو آدم کو نہ جانا غیر گل
دیکھنا باطن کا مشکل کام ہے * باطن آدم کا شیر خون آشام ہے
مرد کو مثل خیال آسکے خال و عم * حال باطن کا نہ جانے یک قلم
آدمی ہے جیون عصائے موسوی * جیون دم عیسی ہے اصل آدمی
ظاہرا تو خوب لیکن ذات میں * یک جہان طعنہ کرے یکبا تمیں
دور سے دیکھے تو یک خشر سیاہ * یک قدم کے سامنے ہے فوج شاہ
گرد اسکی چشم کو دیوے جلا * آدمی مارے پہاڑون کو اٹھا

مثنوی شریف پر طعنہ مارنے والے کا جواب

اے شقی طعنہ نکر قرآن پر * مثل سگ کے اس پر تو بھونکا نکر
میں نے قرآن سے لیا ہے مغز جان * پر نہو جیسے سگ کو غیر از استخوان
استخوان لایق ہے دنیادار کو * طالب حق کھوجے ہے اسرار کو
مار سکے ہے قرآن نعرہ تا حشر * اے گروہ جاہلان بے بصر
یہ نہیں وہ شیر جو تو جان بچای * یا کہ اسکے قہر سے ایمان بچای
جہل سے کہتے تھے افسانہ جسے * اور طعنہ کفر سے جس پر کئے
خود تمہیں افسانہ ہو گے آیا تمہیں * جا پڑے دوزخ کے تہ در کا تمہیں
میں کلام حق ہوں قدیم حق کے ساتھ * قوت جان جان دیا قوت زکات
نور ہوں خورشید ذات پاک کا * پھر نہیں خورشید سے یکدم جدا

میں ہوں وہ بحر چشمۂ آب حیات * عاشقوں کو موت سے بخشوں نجات

تفسیر آیت واجلب علیہم بخیلک ورجلک

جب کہ تو کرتا ہے عزم دین درست * تاک تجھ پر مارتا شیطان ہے چست

یعنی اے نادان نکر یہ پیروی * تجھ کو درویشی ملاوے گی ابھی

بے نوا ہووے گا اور یاروں سے دور * خوار ہوگا اور پشیمان بالضرور

تو سن آج دیو لعین کی یہ ندا * چھوڑ کر دین کو گڑھے میں بھاگتا

اور کہتا ہے میں مہلت ابھی ہیں * کل کے دن پھر ڈھونڈہ لونگا راہ دین

چو طرف جب دیکھتا مرتی ہے خلق * پھر تجھے ہوتا ہے دیندار ہیں قلق

پھر تو کرتا دین اپنا استوار * خوف سے مرنے کے ہو کر بیقرار

پھر تجھے شیطان کہتا ہے کر سے * کیوں ہوا ہے پاس مایۂ فقر سے

پھر تو گھبرا کر کے کرتا ہے گریز * دین و دانش کی نکر کہکر تمیز

سالہا اس بانگ کا ہے تو اسیر * سر بسر شیطان کا ہے فرماپذیر

ہیبت آواز شیطان خلق کو * کردیا عاجز ڈبو دیا خلق کو

انکا یوں مایوس ہے جان نور سے * کافروں کا گور میں جیوں جان رہے

ہیبت اس ملعون کی جب ایسی ہو * ہیبت بانگ خدا کیسی ہو

لیکن اس ہیبت سے تو ہے بیخبر * تجھ پر ہے دیو دنی کا کروفر

باز سے ڈرتا رہے کبک نجیب * کاہلوں کو کب ہے یہ ہیبت نصیب

باز مکھی کو نہیں اکرتا شکار * بامکہ مکڑی اسکو لیتا ہی مار
دیو مکڑی تو ہی مکھی سے بتر * کرو فراست کا ہی تجھہ پر مختصر
بانگ دیوان است نبات ہی امیر * بانگ رحمن اولیا کا دستگیر
دل میں تیرے مہر حق ہووے اگر * مہربان تجھہ پر خدا ہووی اسر
دو طرفہ سے مہر والفت چاہئے * کسطرح یک ہاتھ سے تالی بجے
ہی فلک گردان زمین کے آس پاس * جسطرح مادے پر نر کرتا ہی آس
یہہ زمین پھر اسکی کدبانو ہی * تا کرا تنے مرد وزن . نگاہیں حسنی
حق دیا ہی مرد وزن میں اتحاد * تا ہو باقی عالم کون وفساد
چار طاہر ہاتھی عنا [illegible] اصرا بستہ پا * مرگ و بیماری ہی انکی پا کشا
جب کہ پا انکے کھلے از ہمدگر * مرغ ہر عنصر گئے پرواز کر
سب مراد نفس اپنی ترک کر * ہوگئے مولا سے عارف باخبر
بیمرادی سے تجھے جنت ملے * حفت الجنۃ سے یہ مقصود ہے
قدرت حق گر اچاہے ہستی چھوڑ دے * ہست وہا لاہر نہ وہ موقوف ہی
نیستی میں گنج ہی اللہ کا * جو خود میں مست ہو سو جانے کیا
تو خودی کو چھوڑ تا پاوے بہشت * بیمرادی آنکی ہی سب کا روکشت
ایکسان سب ہو نا صوفی کی نظر * عاشق بندی ہون جیون شیر وشکر

تبسم کرنا سرور عالم صلعم کا اسیرون پر اور فرمانا

اس حدیث کا عجبت من قوم یجرون الی الجنة بالسلاسل والاغلال
تعجب کیا مین نے ان گروہ سے کہ کھینچی جاتی تھی وہ
گروہ طرف بہشت کے ساتھہ طوق اور زنجیر کے

لشکر اسلام جب پایا ظفر * بند مین کفار آئے پیشتر
جب چلے ایکر انہین کرکر اسیر * دی لگے کرنے کو فریاد و نفیر
قید ہونیکے حال کے ایّن وہ نذیر * دیکھہ پھر نیچی نظر کرکے بشیر
کی تبسم زیر لب معجزنما * یعنی حضرت مصطفی بحر صفا
دیکھہ حضرت کا تبسم پیچ کہا * تھا ہریک غصے سے طعنہ مارتا
پیستا تھا غصے سے ہریک دانت * زیر لب کرکے تھے طعنہ بھانت بھانت
پھر نہین طاقت کہ مارین ایکدم * کیونکہ تھے زنجیر مین ہر تا قدم
سو ہزار انکار سے جاتے تھے راہ * تیز حضرت کیطرف کرتے نگاہ
پھر رسول اس راز کو معلوم کر * اس تبسم کی انہین دی یہہ خبر
تم کو مین ہنگام ذرات الست * بند مین دیکھا تھا سرگردان و پست
جنگ مین اسکے لیئے کرتا نہ تھا * تا کرون تسخیر یہہ دار فنا
یہہ جہان مردار ہی اور جیفہ سب * کیون رکھون مردار دنیا کی طلب
مین صفونکو اس لیئے کرتا ہو چاک * تا نہو تم کفر مین مر کر ہلاک

جا ہای سے مثال پروانہ کے جلد * آتش میں جا نیکو تم ہو مستعد
بیشتر ہیں مومنان ذو فنون * اہل جنت اِس خصومت میں زبون
پھر نہیں یہہ بات نقص عقل سے * یا بحکم بد دلی اور کیش کے
بدگمانی سے دلی کر احتیاط * دین کی چاہتے ہیں اس سے احتیاط
مومنوں کے مخلصی کے واسطے * کافروں کو جو رنا واجب کہے
میں بچاتا ہوں دونوں بات سے * آتش دوزخ ست اور دور کاتا ہے
مانگتے ہو تم جہنم میں شرف * میں چاہے کہ پہنچ جنت کے طرف
یہہ نظارا دیکھ کر حال عجیب * میں ہنسا ای مردمان خوش نصیب
ہر مقلد کا بہی احوال ہے * راہ میں دین کے جو نیکو قال ہے
کہینچ لیجاتے ہیں اسکو حق کے طرف * دست بستہ خالق مطلق کے طرف
قید ہو ہر یک بطوق ابتلا * راہ چلتے ہیں طفیل اولیا
جہد کر اِس راہ میں ای نیکنام * مصطفیٰ کا جان دوست ہو غلام
ای محبت حق کی در امید و بیم * تار دقیانوسی سے پاوے نعیم
وہ محب حق ہی جو حق کے لئے * پاک ہو ہر آفت و اعراض سے
بے غرض یا با غرض جب ہو طلب * اپنے جانب کہنچتا ہی اسکو رب
جب کرو دوستی طلب ہو یار کی * مہربانی کم نہو دلدار کی
سنت ہرہ عالم ہو میاں داستان * میل محبوبان کا ہی اندر نہان

عاشق و معشوق سایہ آفتاب * اس بقا مین وہ فنا ہووے شتاب
جبکہ نکلے جانب مشرق سے خور * کب رہے شب یا ستارہ کا اثر
تجھ سے کب پشہ چلے جب تند باد * فہم کر واللہ اعلم بالسداد
تجھکو ای مشتاق یہہ ہو آرزو * عشق مین بہتر ہی گر مرجای تو
دوست ہی وہ جو کہے ای کردگار * مین ہون بندہ تو مرا پروردگار

داد چاہنی مچھرون کی ہوا کے ظلم سے
حضرت سلیمان عم کے حضور مین

باغ سے مچھر سلیمان پاس جا * یون ہوا کے ظلم سے نالش کیا
ہین تمہارے عدل سے ای بادشاہ * مرغ سے ماہی تلک اندر پناہ
باد کے ہاتھون سی ہم سب غریب * سیر گلشن سے رہین ہین بے نصیب
اسکو یون فرمائے شاہ باشعور * خصم کا ہونا ترے ہی یہان ضرور
مدعی تنہا اگر دعوی کرے * کیسے فیصل ہووین خصم کے
باد کو فرمایا ای باد صبا * مدعی کا دے جواب اب جلد آ
باد بھی سنتے ہی آئی تیز تیز * دیکھ آتے مچھر نے لی راہ گریز
تب یون فرمائے سلیمان رشد سے * چاہے گر انصاف تو کیون بھاگے ہی
پس کہا وہ آوے جب باد صبا * زندگی کو میرے پھر کب ہو بقا
ٹھیک ہی ویساہی تیرا ماجرا * جب خدا آیا تو بندہ لا ہوا

وصل گرچہ ہی بقا اندر بقا * لیک پہلے اس بقا کو ہی فنا
روبرو حق کے فنا ہی کا ثبات * پھر بقا اندر فنا نادر ہی بات
فہم اس گرداب میں حیران رہا * جب یہاں پہنچا قلم کٹ کٹ گیا
قصاں عشق حق سے ہی انسان فضول * اس فرد نے پر ظلوم آیا جہول
کیونکہ جاہاں صید مشکل کیسے پاسے * شیر کب خرگوش کے گود میں آسے
شیر کا گر دیدہ وہ جانتا * کب شکار اپنا اسے پہچانتا
جو کہ ظالم ظلم اپنے پر کیا * ظلم اس کا عدل پر سبقت لیا
جہاں اس کا ظلم کیا استاد ہی * ظلم اس کا عدل کو ارشاد ہی
جان نامحرم نہ دیکھے روی دوست * غیر جان اس کے چھوڑا جو پوست
ای صرافیاں قیامت گاہ عشق * تو ہی عشق عشق ای دلخواہ عشق
اولین خلوت جو دیکھا تو تجھے * مانگتا ہون تجھ سے سن نالے میرے
حال میرا گرچہ بہتر جانتا * کر قبول اتنا تو میرا مدعا
عشق سے ہی دو جگا کو ہی بیگانگی * ہیں بہتر عشق میں دیوانگی
چھوڑ دنیا و دولت عشق لے * بادشاہان فاسک پائیں عشق کے
عاشقون کو بادہ تحقیق ہے * عشق پنہان عاشقی صدیق ہے
بندہ حق حق کے جب سماعہ میں ائے * طالب حق حق کو تب بے شبہ پائے
جاوے جسکے دار پہ تو با اعتقاد * پاوے اسی در سے آخر کو مراد

گنوحہ ہی تو طالب یہہ گفت کو * دفتر چارم مین کر یو جست جو

چوتھا دفتر مثنوی شریف کا

حامدا و مصلیا

تعالی اللہ اُسکی کیاشان ہی کہ جسکے توانائی کا ماسے احسن بی نشان کا یہہ نشان ہی کیا خالق مطلق ہی کہ چار نا موافق کو موافق کیا اور صورت مقید مین ہر طرح کا جلوا رکھا * بیت * عشق میباز و خدا با خویشتن * شد بہانہ در میانہ مرد و زن * اور درود نا محدود اُسکے محبوب معشوق پر کہ اگر اُسکے ذات پاک نہوتی تو وہ مطلق اس مقید کا عاشق نہوتا بلکہ یہہ چار مخالف کہ مثل ارباب غیر متناسبہ کے ہیں تناسب ابیع نپاسکے

* شعر *

* بلغ العلی بکمالہ * کشف الدجی بجمالہ *

* حسنت جمیع خصالہ * صلوا علیہ و آلہ *

اور اُسکے چار یار باوقار پر کہ جو رکن چار مقام کے بلکہ عارف اُن تمام کے ہیں ہو جیو

ی حسام الدین تراقیض نظر * مثنوی کو کر دیا رشک قمر

مثنوی کو رشتۂ الفت سے بند * کھینچتا ہی تو جدھر تجھکو پسند
خوش سے لیجا اس کاروان کو تا بحج * ای امیر الصبر مفتاح الفرج
حج طواف خانۂ پروردگار * حج رب البیت مرد دلکا شعار
حج فقط ای سیر حق کے دار کی * ای نذر کچھ اور ہی اس یار کی
جب ملے دولت تجھے دیدار کی * کب رہے خواہش در و دیوار کی
عیش و عشرت جب نہ پایدار رہے * بندہ شکر حضرت حق مین کرے
تب کہے حق تجھکو یہ رنج و بلا * آخرش مطلوب کو پہنچائیگا
فی الحقیقت ہی عدو دارو ترا * کیمیاے نافع و دلجو ترا
وہ دوا کردے بلا کش پوست کو * جس سے خوشبو جیون ادیم طائف ہو
جب عدو سے تجھکو ہوتا ہی ہراس * التجا کرتا ہی تو اللہ کے پاس
پس یقین وہ دوست سب دشمن ترے * باز جو رکھین تجھے اللہ سے
حق سے پہنچے جو بلا نظیر ہی * دفع اسکا برتر از تدبیر ہی

سوال ایک مرد کا حضرت عیسی سے

عیسی سے کوئی کہا او نامور * اس جہان مین کیا ہی سب سے سخت تر
وہ کہے خشم خدا ای محتشم * جس سے دوزخ کانپے ہی جیسا کہ ہم
پس کہا وہ آپ سے کیونکر ہو امان * وہ کہے چھوڑ اپنا غصہ ای جوان
تجھپین گر روشن ہون ای صاحب نظر * باپ ماؤن سے ہیں نیک تر

تو مقام راستی مین کر قرار * چشم روشن چاہئے گر ای مردکار

چشم دوروشن اگر تجھکو ملے * یہہ تجھے بہتر ہی سو ماباپ سے

چشم دل تیرے ہین خاص راہ بین * یہہ دو چشم حس ہین جسکے خوشہ چین

بیان ان المومنین اخوة کا

مومنان ہین جان واحد اے حکیم * یکپنا انکا سمجھ لے تو فہیم

مومنان معدود لیکن ایمان ایک * گرچہ ہین تن سب جدے پر جان ایک

گاؤخرکی فہم و عقل و جان جدی * فہم و عقل جان انسان ہی جدی

پھر بغیر از عقل وجان آدمی * آدمی کا دل ہی جان دوسری

جان حیوانی نہین ہی متحد * وہ جدا ہر ہر کو ہی مثل جسد

یک اگر کھایا تو ہو دیگر نہ سیر * یا اگر نا مرد ہی دیگر دلیر

یک موا تو دوسرا شادی کرے * ایک کھاوے زخم دیگر نا مرے

جان حیوانون مین ہر یک دوسرا * متحد ہی جان شیران خدا

ظاہرا ہر یک جدا جسمونکے ساتھہ * لیک سب واحد ہین ازروی ذات

جسطرح ظاہر ہی نور آفتاب * بائیچ ہر گھر کے جدا اندر حساب

لیک وہ سب نور یک ہی ای جوان * جب کہ دیوارین نہووین درمیان

جب کہ یہہ تن سب فنا ہوجاوینگے * نفس واحد مومنان نظر آئینگے

اس جگہہ اشکال ہوئے قیل و قال * یہہ نہین ہی مثل لیکن ہی مثال

فرق بیحد ہی میان جسم شیر * تا بجسم آدمی زادہ دلیر
ایک تو وقت مثال ای خوش نظر * فکر اپنے اسکے جان بازی پہ کر
وہ دلیر آخر مثال شیر تھا * گرچہ جینے مین تفاوت ہی بڑا
یہہ مثال از روی لاچاری دیا * کیونکہ عالم مین نہین کچھ دوسرا
رات کو ہر گھر مین روشن ہی چراغ * ایک کو دیگر سے ہی بیشک فراغ
وہ چراغ تن ہی اسکا نور جان * بے فتیل و تیل روشن ہو کہان
بے فتیل و تیل اسکو کب بقا * یہہ فتیل و تیل ہی آخر فنا
پھر فنا مین سب حواس انسان کے * کیونکہ روز حشر باقی نہ رہے
جان سے جدا اور ہمارا نور حس * نہین فنا با لکل مثال خار و خس
لیک مانند نجوم و ماہتاب * محو ہین سارے جب آیا آفتاب
جو جوان مردان کہ دنیا سے گئے * نا فنا لیکن صفت مین گم رہے
ہی صفات حق مین انکی صفات * ہو وین انجم محو جیون سورج کی ضیات
شاہدی قرآن سے من الی زبون * حق نے فرمایا لدینا محضرون
روح محجوبون کی ہو اندر عذاب * واصلون کی روح خالق کی جناب
اس چراغ حس حیوان سے یقین * یکتا ہرگز نہوای مردہ بین
روح اپنے ای گرفتار ہوا * انبیا کے روح سے لیجا ملا
کیونکہ نور انبیا ہی آفتاب * ہی ہمارا نور حس شمع و شہاب

ایک مثنا ایک ذرہ تاثابروز * یک بشر دوہی دیگر دلفروز
جان حیوانی کو چارے سے حیات * اور ہی ہر طور سے اُسکو مُمات
جان حیوانی کی بوجھو یہ مثال * جان ربانی ہی بیشک بے زوال
اور جب شب کو نکلتا ماہتاب * گھر بگھر ہی نور کا اُسکے حساب
سب گھروں کے نور کو تو ایکجان * جو عدد تو دیکھتا در ہر مکان
جب رہے خورشید تابان بر فلک * نور کا ہر گھر زمین ہی اسکے جھلک
پھر کہ جب خورشید جان پاوے غروب * نور ہر ہر جان کا جاویگا ڈوب
یہ مثال نور کیا ہی ہی حسن * رہنمائیں ا لوکا راہ زن
وسوسہ سے نفس کے وز شت خو * عقل پر لاتا ہی پردے تو بتو
پرواہ شک میں وہ چپ کررہا * دیدہ اور اسکی اپنا کھودیا
نفس کی ہرگز نکر تو پیروی * عقل و دین کو پیشوا کر ای زکی
حق کہا جنت کے سب دیوار و در * بلکہ ہر ہر جا آرکے برگ و ثمر
اگہی رکھتے ہیں اور جان دار ہیں * جنتی لوگون سے ہمگفتار ہیں
ایمان و باہر سے نہین جنت بنا * بلکہ ہی اعمال و نیت کی بنا
جب کسی پر ہو قدم کا نور عیان * تو بیان سے کر سکیں اسکا بیان

حکما آدمی کو عالم صغیر اور عرفا اسکو عالم کبیر کہتے ہیں

حکمت ظاہر سے جو بہرہ لیا * آدمی کو عالم اصغر کہا

لیکن اُسکو عارفان کاملان * عالمِ اکبر سے دیتے ہیں نشان

گو بظاہر عالمِ اصغر ہے تو * پر بمعنی عالمِ اکبر ہے تو

ظاہرا ڈالی سے پھل پیدا ہوا * باطنا پھل اصل ہے اُس شاخ کا

اس لئے فرمائے حضرت مصطفیٰ * سب میرے پیچھے رہینگے انبیا

اول و آخر میں سبکی میں رہا ہوں * رمز نحن الاخرون السابقون

ظاہرا ہوں گرچہ آدم کا ولد * لیک باطن میں ہوں جانو جد کا جد

سجدہ آدم کو کئے میرے لئے * چرخ پر میرے سبب آدم گئے

پس حقیقت میں ہوئے میرے پدر * جس طرح میوے سے ہے پیدا شجر

فکر اول بعد اسکے ہے عمل * خاص وہ جو فکر ہے فکر ازل

الغرض یک آن میں سات آسمان * فکر کا جاتا پھر آتا کاروان

بھی دراز و کوتہی ہے جسم کو * پاس حق کے کچھ نہیں یہ بوجھ لو

گرچہ ہے توشہ پر لیکن بے دلیل * جب گیا اس راہ میں ہوگا ذلیل

تان بجا تنہا مگر ہمراہ پیر * تا طریقت میں ہو تیرا دستگیر

آخروں کو پوجتے ہیں گمرہان * پوج اُسکو جو بنایا آسمان

پوجتے ہیں آفتاب اور ماہتاب * تا ذلت کرتے ہیں کیوں اپنی خراب

حق تیرا طباخ سورج کو کیا * احمقی ہے پوجنا اسکو خدا

راہ میں حق کے اگر سجدہ چلے * پوجنے سے تو ستاروں کے بچہ

جب ستارے پوچھنے سے تو بچا * آفتاب نیم شب کو پاویگا
شرق اس خورشید کا ہی جان پاک * رات و دن ہی نور اسکا تابناک
آفتاب اگے تیرے اس نور کے * ایک ذرہ سے بھی کم مایہ لگے
یک جھلک اس کیہا ہے نور کا * اسقدر تاروں نے جگ روشن کیا
ہی عجب تاثیر جسکی یک جھلک * کردیا ظلمت کو خورشید فلک
طرفہ بینا گر کہ اسکا ایک رنگ * نور سے اپنے کیا عالم کو دنگ
طرفہ بینا گر کہ اسکا یک عمل * اسقدر بخشا خواص اندر زحل
کیا ستارے کیا جواہر ہای جان * سب اسی انداز پر ہاین کامران
چشم جس سے ہی زبون آفتاب * چشم ربانی سے ہو تو کامیاب
آفتاب اس آنکھ سے ہووے زبون * نور سے ہی نار جیسا سرنگون
آفتاب اس آنکھ سے ہووی خجل * جب نظر کھولین خداوندان دل
مال دنیا دام دنیادار ہی * ملک عقبی مطلب ابرار ہی
ای اسیر دام دنیاے دنی * نام اپنا تو رکھا شاہ و غنی
بادشاہی ریش پر تیرے رہے * ہی نہین کیونکر تجھے شاہی سجے
تو نہین چاہے کہ داڑھی ہو سفید * وہ پکی جاتی ہی برکھہ امید
جب تجھے داڑھی سے شرمانا ضرور * مت رکھہ آگے بادشاہی کا غرور
ہی وہی یک بادشاہ بے زوال * جسکو چاہے دے اسے وہ ملک و مال

لیاب جسکو ذوق سجدے کا ملا * وہ نہین کچھ ملک و دولت مانگتا
بادشاہ روتا ہی کہ اے پروردگار * ملک سجدہ کر پھیرے پر بر قرار
اس جہان کے خسروان مست دین * بندگی کے ذوق سے واقف نہین
ورنہ ابراہیم ادہم کے مثال * خاک مین پامال کرتے ملک و مال
مہر حق ہی انکے چشم و گوش پر * تا رہی آباد یہہ دنیا مگر
کردیا مرغوب انکو تخت و تاج * جیون شکر شیرین کیا انپر خراج
گنج قارون سا کیا گر جمع زر * آخر اسکو چھوڑ کرنا ہی سفر
دل پہ مال و زر سے تہمت داغ لے * مال دیگر سرمہ مازاغ لے
یہہ جہان یک غار ہی تاریک و تنگ * مثل یوسف چھوڑ اسکو بیدرنگ
جب تو اس خندق سے باہر آئیگا * بانگ یا بشریٰ خدا سے پائیگا

حکایت ایک مرد درویش کی جنہنے دعا سے انگور پان موتا کردین

نقل یون کرتا ہے یک درویش مرد * طالب مولا اسیر سوز و درد
خواب مین مجھکو گروہ خضریان * سبزپوش آئے نظر مین ناگہان
اُنسے مین پوچھا کہ ہو رزق حلال * ہی کہان تا وہ مجھہ پر دہ حال
وہ مجھے بتلائے کوہستان کی راہ * اسطرف جانے لگا ہر صبحگاہ
تھی غذا میرے اسی جنگل کا پھل * تب ہوس جاتی رہی دل سے نکل
دوسری نعمت کی ہرگز آرزو * پھر میرے خاطر مین گذری نہ کبھو

کسب سے مجھ پاس تھے یک دو درم * جیب مین اپنے رکھے ہر دو بہم
صرف کرنے لکڑی کا بوجھا ایک فقیر * روبرو جنگل سے آیا بس حقیر
مین کہا دل مین کہ ہے روزی مجھے * وہ درم اس خارکش کو دیجیے
تا کہ یک دو روز کھاوے یہ غریب * بعدہ پھر اسکے جیسے ہون نصیب
راز میرے دل کا تھا وہ جانتا * کیونکہ دل اسکا مثال شمع تھا
روبرو اسکے خیالات ضمیر * تھا عیان شیشے سے جیون شمع منیر
کچھ نہ تھا پوشیدہ اسکے روبرو * راز سب کا جانتا تھا مو بمو
وہ تو آہستہ لگا کرنے عتاب * کچھ زبان سے قال کر میرے جواب
گرچہ مین فہم اس سخن کو لے گیا * لیکن اسکا دل پہ میرے رعب تھا
شیر سا ہیبت سے آیا وہ نظر * سر سے جب بھارا اتارا خاک پر
جب زمین پر آ کے ہیزم رکھ دیا * میرے ہفت اندام مین لرزا پڑا
پس کہا درویش اے پروردگار * لکڑیان ہو جاوین سونا ایکبار
ترت مین دیکھا تو زر تھی سر بسر * مثل آتش کے چمکتے خاک پر
پھر کہا اے کردگار بے نیاز * خاصگان چاہین نہین ہین برگساز
پھر ہوئی لکڑی آ تھا لیکر فقیر * شہر کے جانب گیا مانند تیر
عزم تھا مجھکو کہ مین بھی جاوون سات * تا مجھے ہو جاوے حل مشکلات
پر ہوے دہشت سے میرے پانون بند * ماہیان خاصون سے کم ہون بہرہ مند

تو غنیمت جان اس توفیق کو * گر تو پاوے صحبت صدیق کو

الصلا ای زمرۂ اہل رشاد * آج ہی حاصل کشاد اندر کشاد

طالبان دولت کے ایدھر آؤ تم * ہی فتوح اب فتح غیبی پاؤ تم

جو نہین طالب سو پاوے وہ بھی آسے * تا طلب کی یار کے توفیق پاوے

مثال او ہم رشت پا دولت بیدار * تا کہ ہو مالک بقا کا شہریار

اصل دولت ترک حرص آز ہی * عاشقونکو بانگ سے نا ساز ہی

نالۂ سرنا و آواز دہل * کیا بتاوے لذت عشق ازل

فلسفی کہتے ہین جو ہی یہ صدا * گردش افلاک سے ہے نے لیا

بانگ دور چرخ ہی یہ سب جو خلق * ہی بجاتی ساز اور گاتی ز حلق

مومنان کہتے کہ آثار بہشت * کر دئے ہین خوب ہر آواز زشت

ہم تمام آدم کے اجزا ہین یقین * راگ سب جنت مین سن آئے ہین

گرچہ اس عالم مین اسکو شک پڑا * پھر بھی کچھ وہ یاد آیا ماجرا

لیک جب ہم تن کے ظلمت مین رہے * زیر و بم کچھ وجد و حالت مین سنے

پس غذا ہے عاشقان کی وہ سماع * جس سے پیدا ہو خیال اجتماع

ہو خیالات دل اس سے تیز تر * جلوۂ معشوق ہو زیر نظر

جو ہوا تشنہ سو اسکا کام کیا * حوض کے اطراف پھرنے کے سوا

اے حسام الدین امیر مثنوی * مثنوی سے اب غرض پھر سے ہی

مثنوی کیا ابتدا کیا انتہا * تجھ سے ہی جب تو قبول اسکو کیا
التجا تجھ سے ہی استمداد بھی * اعتماد شدت و استعداد بھی
تو نہال اب کا لگایا لطف سے * تو کیا آغاز تو انجام دے
مقصد ان لفظون سے تیرا راز ہی * نظم سے مطلب تیری آواز ہی
ہی تیری آواز او از خدا * عاشق و معشوق حاشا ہون جدا
بولتا ہون گرچہ اب لاحول مین * پر بجا لاتا نہ اپنا قول مین
باکہ اس منکر کے ہی وسواس پر * جو کہ اندیشہ مین ہی زیر و زبر
ہی گمان اسکو میرے اظہار سے * داہین سے دشوار اور انکار سے
تجھکو میرے صدر مین ہی گرز و رو شور * پس مجھے لاحول کہنا ہی ضرور
جب میرا کہنا تیرا دا باگلو * مین ہوا خاموش آگے بول تو

حکایت بسبیل تمثیل کے

تھا بڑا استاد کوئی نے نواز * نے بجانے کی ہنر مین سرفراز
ناگہان نے پھونکنے کے وقت پر * باد نیچے سے گیا اسکے گذر
گون پر ست ہنا ہی رکھ اسنے کہا * گر تو مجھ سے خوش بجاتی ہی بجا
اس شکایت گر کو تو بد خو نجان * باکہ اس بد گو کو کر بد خو گمان
شیخ کا شکوہ سمجھ حکم خدا * وہ نہین خصم خصومت نا ہوا
بھہ شکایت ہی فقط اصلاح دین * جسطرح شکوہ کیئے بالتی مرسلین

انبیا ہووے تے ہیں بد کے برابار * ایک سے بے عاصی ہے امر کردگار
جملہ ذرات زمین و آسمان * لشکر حق ہیں بحکم امتحان
بالکہ ہر ہر جزو اس تن کا تیرے * حکم حق سے دشمنی تیری کرے
جان تیرا ہے ترا دشمن قوی * ہے ترا دربان تیرا دھی
گرچہ اب رکھتے ہیں تیرے سے وفاق * وقت ہر ظاہر کرین اپنا نفاق
چشم کو کہہ دے اگر پرور دگار * درد سے ہر لائیگی تیرا دمار
دانت کو فرمائے اگر یزدان پاک * درد سے وندان کرے تجھکو ہلاک
جب خدا ہے جزو و کل جان جان * جان جان سے دشمنی آسمان کہان
لشکر دیو و پری خود چھوڑ دے * دشمن جان ہو ز ہیں اعضا تیرے
تو تیرے بھگار تیہین سرگردان ہے * غیر کی تجھکو گمان پہچان ہے
مرغ تو ہے صید تو ہے دام تو * صدر تو ہے فرش تو ہے بام تو
وہ ہے جوہر جو کہ ہو قائم بذات * ہے نمایش عرض کو جوہر کے صفات
خانۂ شہوت یہہ ہے عالم تمام * مومنون کا فر کا ہے اسمین مقام
مومنان لیکن ہیں شہوت پر امیر * ہیں سراسر کافران اسکے اسیر
کافران ہیں قلب باکان صاف زر * جب گئے ہر کہے یہہ دونو ہی نفر
قلب کالا ہو گیا گھرتے مین جا * زر خالص انگہین رخشان رہا
مثال بتخانہ کے ہے دنیای دون * مرد دنیا دار اسمین سرنگون

احمد و بوجہل بتخانہ میں گئے * لیکن اُس جانے میں انکے فرق ہے
وہ گئے سجدہ کئے انکو بتان * یہہ گیا سجدہ بتون کو رائیگان
رفو برفو تصویر سنگ و چوب کے * احمقون نے حمق سے سجدہ کئے
ساجد و مسجود دونو بے خبر * عقلان کا انمین نہیں ہرگز اثر
حق کے خاطر جو گیا اپنے سے جنگ * رنگ و بو سے جانکو ہی اسکے ننگ
حق انہیں ایجاد جنگ سے بڑھ گیا * نور حق جو ہے وہی اول میں تھا
نور آسکا تیرگی کرتا ہے دور * نور جان میں ہے نہیں اسکے فتور
جو ہوا عیسی سے زندہ پھر موا * پھر نہیں مرتا جو حق پر جان دیا
جون سلیمان و منوت سے ہوبری * تا ترے محکوم ہون جن و پری
دل تیرا خاتم ہے اسکو کر جتن * لے نجاوے دیو تا با مکر و فن
لے گیا انگشتری شیطان اگر * جون سلیمان وہ کرے گا کر و فر
عقلان گر ہے تابع حرص و ہوا * ہے یقین وہ رہزن راہ خدا
جو وزیر و شہہ ہیں تابع حرص کے * دوزخی دونو ہیں بیشک بوجھ لے
وہ کرے شاہی میں اپنے دار و گیر * جسکے ہو ہمراہ آصف سا وزیر
جسکا ہو دستور ہامان شقی * ہر دو جیون فرعون و ہامان دوزخی
ہے لئیمون کو شقاوت میں غلو * ان سے کر پرہیز ہمر مقدور تو
عقلان جزوی کو وزیر اپنا نکر * عقلان کل کو کر وزیر اے خوش نظر

کچھ طلسم و مکر و جادو یا دغا * کب اثر کرتا ہے بر اہل دل

جبر مین کب تک رہیگا پای بند * اختیار اپنا نہ بھول ای خود پسند

مثل اس ابلیس کے ای زشت خو * حق سے تجھکو جنگ ہی اور گفتگو

بار ہے تو سیکھ آداب ای پسر * ربنا کہہ با ظلمنا بیشتر

خاکیان کو عشق جیون کشتی ہے جان * اسمین آفت کم خلاص اکثر ہے مان

زیرکی کو بیچ لے حیرت کو مول * زیرکی کو چھوڑ تو سے اور کچھ نابول

نفس زیرک کسطرح کنعان کو * نوح کے طوفان مین ڈالا دیکھ تو

زیرکی دیتی ہے مغروری تجھے * ابلہی لے تا کہ دل ثابت رہے

ابلہی سے مغز ہے مانند پوست * ابلہی دو ہی کہ ہوشیار ای دوست

اسطرف سے عقل تیری جاے جب * عقل عرفانی تجھے بھر دیوے رب

عقل کامل خوش ہے تجھکو راہبر * تو ہے تن اور عقل ہے مانند سر

جو کہ بے سر کے ہلے کادم ہے جان * جنبش اسکی جنبش دم ہے توان

علم و فن کو بدگہر سیکھے اگر * راہ زن کے ہات ہے گویا تبر

احمقان جب دولت منصب پہ آئین * طاقان کو شیشہ صرا پنا جہ پائین

جب ہوا احمق رئیس و مالدار * سر بسر آزار ہو اسکا کاروبار

مستحقون پر نکرے وہ کرم * غیر مستحقاق کو دیوے درم

شاہ کو لاوے پیادون کے مقام * فاسقون کو کرے شاہان مرام

راستان اور صالحان ہووین ذلیاں * اور ہون مفرور و مکار و محیاں
پس تجھے ای بادشاہ دادگر * چھپا واجب ہی رہزن سے تر
فرض ہی تمکو غزا ای مومنان * تا کر لیوین چھین مجنون سے منار

تفسیر سورہ یاایہا المزمل

حکم مزمل مین فرمایا خدا * مصطفی کمل سے اپنے باہر آ
باہر آ کمل سے اب سرور ان * یہہ جہان ہی جسم تو جان جہان
تو نہ پنہان ہو مانگ مدعی * ہا تین رکھتا ہی تو شمع وحی
ہان قم اللیل تو ای شمع منیر * شمع کو تو جاگنا ہی ناگزیر
گر نہو ظاہر تیرا نور جمال * روز بھی ہو جایگا شب کے مثال
گر نہو تیری پناہ ار جمند * شیر ہو خرگوش کے ہنسنے مین بند
نوح ہی تو دوسرا ای مصطفی * پس تو اس دریا مین اب کشتی چلا
رہ شناس یک چاہیئے ای بحر اور * خاص اس دریا مین رہبر ہی ضرور
دیکھ اتھے یہہ کاروان حیران ہی * ہر طرف یک غول کشتیبان ہی
خضر تو اس وقت کا ہی دادرس * ہر کسی مظلوم کا فریاد رس
مثل روح اللہ کے تنہائی نکر * جب کہ تو اس وقت کا ہی دادگر
روبرو اس جمع کے ای شمع دین * ترک خلوت کر دیکھا راد یقین
وقت خلوت یہہ نہین مجلس مین آ * ہی تو اس اوج ہدایت کا ہما

بدر جب بدر فلک پر ہو رواں * کب ستارون کے چمکنے سے ہو نہان

یہہ گمان شبنم آپ نیا کو محال * دیکھ تیرا ہو گئے بدر جمال

ننگ سے کہ تو نکے پنہان مستا ہو تو * گر چہ پیش کتے ہجم آ نصہ نوا

لے گیا اندھے کو جو تا ایس گام * حق کہا ہی اس پہ دوزخ کو حرام

لے چل اس دنیا سے تو ای شہسوار * جوق اندھون کی قطار اندر قطار

کام ہادی کا یہ ہی ای رہنما * خاتم آخر زمان تجھ سے ہما

خاتم اس ایام کا ہو تجھ سے دور * ذات سے تیرے ہی عالم کو ظہور

لے چل آگے ای امام المرسلین * اس جہال اندھون کو با یقین

اب تیرے جانب سے جس دم جبن کرد * اسکا میں کا آنکھ ظہور تو شاد رہ

جب تو اسرافیل ہی اسوقت کا * حشر کے آگے قیامت کر دیکھا

جو قیامت کا کرے تجھ سے سوال * کہہ قیامت میں ہون بتلا دے مثال

جو نہیں ہی اہل ان اذکار کا * بس جواب احمق کا خاموشی بھلا

جب جواب احمقان ہی خامشی * کیا غرور اتنی تجھے محنت کشی

بیان اس حدیث شریف کا ان اللہ تعالی خلق الملائکۃ والبہایم و بنی آدم یعنی

پیدا کیا اللہ تعالی نے ملایک اور جانور اور بنی آدم کو

ہی حدیث اندر کہ عالم میں خدا * ہین فرقہ خلق کو پیدا کیا

یک ملایک ہیں ہر جا عیاں وجود * وہی نہیں کچھ جانتے غیر از سجود
انکو نا شہوت ہے نا حرص و ہوا * نور مطلق محو عشق کبریا
دوسرا فرقہ ہے دانش سے تہی * گھاس کھا پیدا کیا ہے فربہی
غیر دانے گھاس کے یہ جانور * ہیں شقاوت اور شرف سے بیخبر
تیسرا ہے آدمی زادہ بشر * جون ملک آدہا اور آدہا ہے خر
وصف حیوانی ہے مایل خاک پر * وصف ملکی سے ہے آرستہ افلاک پر
وہ دو قوم اول کے ہیں آرام میں * یہ بشر حیران ہے اپنے کام میں
یہ بشر پھر کہ ہوے ہیں تین طور * صورت آدم ولے سیرت میں اور
یک جماعت محو مطلق ہو رہے * شان عیسیٰ جا ملایک سے ملے
صورت آدم کی ولے مثل ملک * پاک شہوت سے ہیں وہ بے شبہ و شک
اسقدر زہد و ریاضت میں ہیں شاد * تو کہے گویا نہیں آدم نژاد
قسم دیگر مثل حیوانات کے * شہوت و حرص و ہوا میں گھر رہے
محض خشم و شہوت مطلق ہیں وہ * خود خرو نکے ساتھ جا ملحق ہیں وہ
حیلہ و مکر و دغا جو اُن سے ہو * ویسا حیوان سے نہو تم بوجھ لو
سیکھتے ہیں یہ قوم علم آمدہ * ہیئت و طب و نجوم و فلسفہ
علم حق کے راہ کا اور دین کا * پاس انکے معتبر کمتر ہوا
جبکہ استعداد حیوان کو نہیں * خر حیوانی کا اسکو ہے یقین

ایک یہہ انسان حیوانی صفت * پڑ کے شہوت مین گنوائی معرفت
جبکہ ہین انسانیت سے بیخبر * جو غذا یہہ کہا دین سو ہی مغز خر
جس غذا سے عقل ہوتی تیز تر * وہ غذا دے عقل کو انکے ضرر
انکو جانب شر کے لیجاتی ضرور * ہوتا نادانمین خیانات و شرور
تیسری جو قسم ہے انسان کی * کشمکش مین رات دن حیران رہی
ایک چاہے ہی کہ جاوے عرش پر * یک طرف اسفل کے مایل مثل خر

حالش عقل ناقص کی مانند کشاکش مجنون کے ہے ساتھہ
ناقہ کے کہ میل مجنون کی طرف لیلی کے اور ناقہ کی طرف
کرے کے میل مجنون بسوی حرہ و میل ناقہ بسوی کرہ

ایکدن مجنون نہایت ہو بیقرار * جانب لیلی ہوا ناقہ سوار
ہانکتا ناقے کو لیلی کے طرف * وہ طرف بچے کے ہوتی منحرف
وہ ادہر کو زور کرتے یہہ ادہر * کشمکش دونومین تھی بایکدگر
ایک تھا دیگر کا گویا راہزن * جان ہے گمراہ جو محکوم تن
جان کو ہی عرش پر جانیکا شوق * تن کو ہی لذات نفسانی مین ذوق
عشق مولا کا نہین لیلی سے کم * عشق مین مولا کے ہو ثابت قدم
گرہو آپس مین ہونکا تو شکار * بعد پھیری دیکھہ ہین وہ خوار زار
نار نیمن جو پھرا دل سے کہین * دیکھہ تھوڑے دن مین وہ تو رہین ہین

ہے یہی عالم کے ہر ہر جز کا حال * اول و آخر ہے پوچ و پایمال
فضل مردون کو نہین عورات پر * از رہ قوت ہو یا کسب ہنر
بلکہ ہے از روی دانش ای امین * زن سے دونا مرد ہے انجام بین
ہین جہان مین غیب کے آوازدو * کونسی آواز کا طالب ہے تو
یک صدا سے اتقیا ہین فیضیاب * دوسرے سے اشقیا ہووین خراب
کافرون کو کفر مین ہویگا غلو * مومنون سے آتی ہے ایمان کی بو
اہل دنیا اور دنیا سے نہ مل * بیوفائی مین ہین دونو ایک دل
وہ جہان او راس جہان کے ساکنان * باوفا ہین اور وفا مین کاملان
اول و آخر سمجھ کے کام کر * مثل شیطان کے نہو تو کور دکر
مصطفیٰ فرمائے احمق ہے عدو * بلکہ رہزن اس سے ہرگز مل نہ تو
مرد عاقل دوست میرا ہے تو لے * دوستی کر اس سے جو عاقل رہے
عقل ایمانی ہے مثل بادشاہ * شہر کو دلکے رکھے ہردم نگاہ
گر سپہ سالار لشکر کا نہین * جسم بے سر کے سمجھ لشکر کے تئین
تن بغیر از سر کے زندہ کب رہے * عقل ایمانی کو ای جان سیکھ لے

حکایت بایزید کی جو بیخودی مین اپنے کو حق کہا اور

دوسرا احوال جو اسکے بعد گذرا

بایزید اپنے مریدون پاس جا * یون کہا آگہو تم مین ہون خدا

بیخودی مین بولے یون وہ ذوفنون * وا لہ الا انا فاعبدون
یعنی مین حق ہون کرو سجدہ مجھے * وہ مریدان سنکے حیران ہو رہے
جب کہا وہ حال اور آئی خبر * سب نے دی اس حال کی انکو خبر
بس کہا زنہار یہ جائز نہین * کب روا رکھتے ہین اسکو شرع دین
حق منزہ تن سے ہے مجکو بدن * ماریو پھر گر کہون ایسا سخن
پھر کہون تو کاٹیو میرا گلا * قتل میرا تم پہ واجب ہو گیا
بیخودی سے پھر ہوئے جب مست وہ * پھر کئے آغاز اکلی گفت و گو
عقل کو حیرت کرے زیر و زبر * بول اٹھے آگے سے بھی سخت تر
جب نہین جبے مین ہے غیر خدا * تو کہان ارض و سما مین ڈھونڈھتا
وہ مریدان تمام دیوانے ہوئے * تیغ و خنجر سے لگے سب مارنے
جس نے ماری تیغ انکی سر اوپر * مرگیا وہ پھوٹ اسکا فرق سر
جو چلایا انکی تھا گردن پر وار * کٹ گئی گردن مرا ہو خوار زار
جسنے خنجر سے کیا سینے پر ضرب * مرگیا وہ آپ ہی بارنج و کرب
تھا نہین انکے بدن پر یک نشان * خود مریدان ہو رہے لوہو لہان
جسکو تھا احوال سے انکے خبر * وہ نہین جرات کیا اس کام پر
شب گذر کر جب ہوا روز آشکار * گھر بگھر رونے لگے زار و نزار
روبرو انکے ہزارون مرد و زن * جمع ہو بولے کہ ای شاہ زمن

گر تمہارا ان تن انسان تھا * خنجر و شمشیر سے ہوتا فنا
بیخودی سے جب ہوا ہو خود دوچار * کیوں نہ ہو با خود خودی سے اپنے خوار
بیخودوں پر مارتا ہے جب تو تیغ * مارتا ہے آپ کو تو بیدریغ
جب کہ بیخود مرگ سے ایمن ہوا * ایمنی میں تا ابد ساکن ہوا
پس وہ آئینہ ہے نقش آس کا فنا * نقش تیرا تو خود اسمیں دیکھتا
پس تو آئینے کو ماریگا اگر * مارتا تو آپ اپنے نقش پر
جب تو آئینے پہ تھوکے ای فلان * تو تیرے پر تھوکتا ہے بے گمان
نیک یا بد ہر دو تیرا ہے ظہور * جب تو دیکھا اسمیں ظلمت یا کہ نور
وہ نہ یہ تھا وہ وہ سادہ ہے نشان * تجھکو تو ہے دیکھتا اسمیں عیان
جب یہاں پہنچا قلم گونگا ہوا * جب یہاں آیا قلم کا سر کٹا
جب یہاں تک بات کا پہنچا قدم * لب ہوے خاموش اور ٹوٹا قلم
گر چہ قرآن لب سے پیغمبر کے تھا * جو کہے حق سے نہیں کافر بنا

بیان یہہ کہ عقل کامل رہبر ہے وہم ابتر کی
اور شہوت و حرص ضلالت ہے عقل کی

پیر عاقل چاہئے سب بے مکر و کید * وہ نہیں مرشد جو ہو داڑھی سفید
کیوں کہ تھا ابلیس بوڑھا اور بڑا * لیک جب بے عقل تھا راندا گیا
جو ہوا تقلید کے پردے سے پار * آپ ہی معرفت آشکار

قافیان جو چشم ظاہر پر کئے * ظاہر احوال پر فتوی دئے
وے منافق ہین جو ظاہر مین رہے * قتل مو مومن کا پنہانی کئے
سب ہی کرتا ہو تو باہر عقل دین * اور مثل عقل کل ہو غیب بین
عقل وہ تیری جو ہو روشن ضمیر * قافلے کا اسکو بولا جای ہبر
جسکو آدہی عقل ہو وہ بھی بھلا * کیونکہ وہ عاقل کو بہتر جانتا
حرامی وہ جو عقل سے بالکل ہی دور * عاقلون سے وہ رہے دایم نفور
ہی تواضع اسکو نادانون کے سات * وہ کرے دانا سے مغرور کی بات
یہہ تکبر احمقون سے تھا بھلا * ای گدہے سے راہ کیون لیتے چلا
ناک سے تو سونگہہ خوشبو پھول کی * سو نگھنے کو نے تری مقعد بنی
عزم کر دریا کا چھوڑ یہہ آب گیر * ہان نہو گرداب غفلت مین اسیر
ضد شہوت عقل ہای اے بہولیان * بند شہوت مین ہین رہتے جاہلان
دشمن فرعون عالم سوز کو * عقل ہی موسی جان افروز کو
جنسکے ہین اطوار گرگ و خوک سے * بدگمانی وہ ہزارگون سے کرے
جب تجھے ہووے کبھی دوران سر * اس تجھے پھرتا نظر آتا ہی گھر
جب کبھی کشتی پر تو ہوتا سوار * دوڑتا آتا نظر دریا کنار
جب کبھی تو تنگدل غم سے رہے * تنگ تر دکھلائی دے عالم تجھے
جب رہا تو خوش بکام دوستان * دیکھتا آباد ہی سارا جہان

دیکھ تجھ مین تجھ سے یکدم ای عزیز * غیب کی تا تجھ کو حاصل ہو تمیز
تا کہ تو ہووے لے پھر اپنا ننگ و نام * عشق اندر عشق دیکھے والسلام
اس بدن سے تو لے جب پاوے نجات * سب ترا تن چشم ہو یا نور ذات
راست فرمائے رسول انس و جان * مو بمو ہین چشم یا سر عارفان
چشم روشن جسم کو اول تھے * یا بہت مین بچہ ہی مثل گوشت کے
چشم روشن ہین نہین حربی کے سات * خواب مین سے چشم دیکھے کائنات
کہ طاقہ نور کو حربی سے تھا * نسبت اسے کو خالق مطابق دیا
نسبت ان جسمون کی انکی اصل کو * سپہ کم وسے کیف ہی خود او جھاو
خاک سے پیدا ہوا ہی آدمی * کب اسے ابا باپ سے نسبت ہی
گرچہ نسبت ہی وہ بیچون و مثال * عقل سے معلوم کرنا ہی محال
گر ستون کے دیدۂ دل وا تھے * پس وہ کیون رویا نبی کے ہجر سے
منکرین سے گر نہوتے دیدہ ور * کیون گواہی نا نہین دیتے حجر

بیان ریاضت یعنی نفس تورنے اور کسل چھورنیکا

شاہ کو لازم ہی سیکھے خوی حق * قہر پر تا ہووے رحمت کو سبق
تا غضب غالب نہو شیطان مثال * ہووے حق غربا کا جس سے پایمال
پر مخنث سا نہو یالکل حلیم * تا نہو زن اقبگی مین مستقیم
ہو مراقب گر تجھے دل چاہئے * تا تجھے ہر کام مین نیکی ملے

گر زیادہ اس سے امت ای تجھے * کام تیرا اس سے پھر آگے بڑھے
گر چہ او ہا اصل میں سب نور تھا * صیقل اس سے نور کو بخشی جلا
عقل کا صیقل دیا حق نے تجھے * عقل سے یاد کو تو روشن کرے
کب تلک تو بھاگتا ای بے شعور * نور سے جیوں بھاگتا ہے موش کور
بھاگنے سے کر تو آگے احتراز * فعل سے حق کے در توبہ ہے باز
توبہ کے ابتک ہیں دروازے کھلے * کام اپنے عاقبت کا سوچ لے
مرد کب سے کام کرنے کے ملا * لیس للانسان الا ما سعی
جس نے کی کوشش ہوا اجرت پائیگا * جس نے کوشش کی نہ وہ پچھتائیگا
ہر گھڑی گھٹتا ہی یہ تیرا بدن * جتنا تابیگا بڑھیگا تیرا من
ای تو نسل بادشاہ نامدار * بارا دوزی سے نہیں کیوں تجھکو عار
کیا نہیں کچھ شرم تجھکو ای دلی * چھوڑ دے یہ پیشہ بارہ زنی
کافران ہیں خس شیطان شوم * وہ گئے شیطان سے حاصل علوم
سب ہزاران خوی بد آ میں نہاں * عقل سے مہجور دل سے بدگمان
کیونکہ ہر بدبخت موذی بد دماغ * غیر کا چاہے نہیں روشن چراغ
میکدہ ان کون سے یہ کینہ حسد * خلق کو چاہے نہیں ملک ابد
میں کہا ای مبتلا غم معرفت * فعل سے اور انکے لیے بہار شکست
مرض کی یعنی حسد کی تو دوا * مانگ ای حاسد کہ تا دیوے خدا

وہ شراب حق عجب نرپاک ہی * مست اسکا دو جہان سے پاک ہی
عقل کو ہی وہ شراب معرفت * دولت جاوید ہی اسکی صفت
بادۂ دنیا سے مست ہو صفت تو * مست حق عینی و خراب مست جو
جو پیا یک جرعہ دنیا کی شراب * ایکدم شادان ہی وہ خانہ خراب
بعد یک ساعت کے ہی وہ زہرمار * جان کو اسکے کریگی خوار و زار
خضر نے کشتی کو توڑ ا اسی لئے * تا کہ کشتی ظالمون سے بچ رہے
بس ریاضت سے تو اپنے تن کو توڑ * سے فقیری کر کشی سے منہہ کو موڑ
واسطے گردن کشون کے ہی تبر * عاجز و بیچارہ ہووے با خطر
جسکو ہی مغروری ما و منی * سرنگون آخر گریگا وہ دنی
جسقدر ہوگا تکبر مین غلو * اسقدر ہو عاقبت پامال تو
بس غریبون کو نہ دے آزار تان * قہر سے حق کے نہو تا خوار تان
آدمی نامرد وقت کارزار * خوف سے کرتا ہی بیست اختیار
وہ جوان مردان بھی ڈر سے جانکے * دشمنون کے فوج پر حملہ کرے
قہر جب کرتی ہی ماں بچہ اوپر * وہ پکڑ تا دوڑ کے مانکی کمر
مان اگر مارے تو پھر روتا ہوا * دوڑ کر لیتا اسی سے آسرا
غیر سے ہرگز نہین چاہتا مدد * خوب ہوا انجام اسکا یا کہ بد
بس خدا سے کر تو اپنی التجا * غیر سے ہرگز نہ مانگ اسکے سوا

ہی کرم فرما خداوند کریم * ہمت شاہان کہان باوے لٹنم

غیر کو حق کے کیا ہون بھول مین * تار ہون اللہ کا مقبول مین

جسکو عین لطف سمجھے ہین دوام * عاشقون پر قہر ہی وہ والسلام

روح حیوانی و عقل جزوی خیال ظاہر ہی

اور روح قدسی پہل کامل مخفی ہی

عقل جزوی روح حیوانی تیری * اور خیال و وہم تیرا ای اخی

یہ ترے آثار سارے ہین عین * عقل کل روح قدسی اسمین نہان

جسطرح ہی دودھ مین روغن خفی * عقل کل اور روح باقی مختفی

سالہا جون دودھ مین پیدا و فاش * روغن جان اسمین ہی فانی و لاش

جب ملے راہبر کوئی صاحب کمال * دودھ بتاوے روغن کو نکال

جب تلک پیدا نہووے راہبر * تب تلک ظاہر نہین اسکا اثر

جسکو تو موجود دیکھے سو فنا * جو نہین دیکھے اسی کو ہی بقا

جب کہ تجھے راہبر مل جائیگا * تب تجھے تو کون ہی بتائیگا

سر حق کو جاننا آسان نہین * آپکو پہچاننا آسان نہین

انبیا اور اولیا کا ہو نفر * بعدہ تو دیکھ لے تیرا اثر

نقل اس شاہزادے کے جسنے بدل ترک

مجازی کے دولت حقیقی پائی

تھا کہیں یک بادشاہ کامگار * باطن و ظاہر ہنر میں استوار

اسکا یک فرزند تھا روشن جبین * حسن اسکا رشک حسن حور عین

خواب میں اس شہ نے دیکھا ناگہان * مرگیا فرزند اسکا رایگان

جب ہوا بیدار پائی یک نوید * پھل دیا گویا اسے شاخ امید

دل میں یون سوچا کہ شادی کا سبب * تھا وہی غم جو دکھایا مجھکو رب

خواب میں خندہ اگر تم دیکھیو * اسکے تئین ماتم کہا تعبیر گو

پس کہا شہ جب کہ وہ گذرا الم * چاہئے شادی کرین لڑکے کی ہم

زاہد یک صالح جوان پاک تھا * اسکی لڑکی نامزد اس سے کیا

جب کیا زاہد سے اسکی دوستی * غور نین اس شہ کے پائین آگہی

مادر شہزادہ سنکر یہہ خبر * شاہ سے بولی کہ اے والا گہر

شرط خویشی کی نہین لایا بجا * جا گدا کے گھر میں تو خویشی کیا

وہ گدا ہم بادشاہ نامور * تو بجائی سے کیا ایسا مگر

شہ کہا مت بول تو اسکو گدا * جو کہ ہے صالح وہی ہے بادشاہ

جو امیران ہین اسیر حرص و آز * ہین فقیران سر بسر بے برگ و ساز

بندۂ شہوت ہو گر شاہ امیر * ہے حقیقت میں وہی بدتر فقیر

لیک برعکس اسکو سلطان بولتے * جسطرح کافور زنگی کو کہے

بادشہ کہنا نہین اسکو حلال * جو رہا پابند حب جاہ و مال

بس کیا شادی پڑھی ہی جاتے * مشتری کو ہمقران اس ماہ نے
حسن میں تھی یک قیامت وہ پری * حور بھی کرتی تھی اسکی چاکری
چہرہ اسکا آفتاب صبح گاہ * بسکہ ملاحت سے نمک مانگے پناہ
حسن اسکا پاک پاک آفاق تھی * پھر شرافت میں بھی اپنے طاق تھی
شاہزادہ دیکھ یک بوٹی ہی جڑیاں * عشق میں اسکے لگا کرنے وہ میاں
شاہزادہ چھوڑ دیسی حور کو * لگ رہا جا یک شب دیجور کو
وہ نہیں زن ہاں تھی یک بھوتنی * شاہزادہ کی کرے تھی رہزنی
بھوتنی جادوگری میں طاق تھی * زن نہیں یک قحبۂ آفاق تھی
بھوتنی قحبہ کی صحبت کے سبب * شاہزادہ ہو رہا تھا جاں بلب
یک برس تک شاہزادہ بیخبر * پاؤں پر اسکے ملے تھا اپنا سر
شاہ پر عالم شب دیجور تھا * ایک شہزادہ نہایت مسرور تھا
شاد ور نا دیکھ کر بیٹے کا حال * باپ پر ہنستا تھا بیٹا بے ملال
شاہ بیچارہ ہوا اس نادان کے سات * روز شب دیتا تھا قربان وزر کو تا
رات دن فریاد آہ و زاری کی * حق نے تب اسکے دعا مقبول کی
ایک جادوگر تھا استاد کار * شاہزادے کا کہیں سن اشتہار
چل کے آیا دور سے شہ کے حضور * شاہزادے سے کیا وہ سحر دور
جب ہوا مسر یخ و بیماری سے چاق * اس بڑھی قحبہ کو دی اسنے طلاق

بھوتنی غصے سے کہا کر پیچ و تاب * مر کے دوزخ کو گئی پی عذاب

تب ملا وہ جا عروس ناز سے * دل لگایا اُس مہ ممتاز سے

بعد وہ باپ کے خدمت میں جا * معذرت چاہ زمین بوسی کیا

شہ نے بعد یک سال کے پوچھا کہاں * وہ تیری معشوقۂ دیرین کہاں

شاہزادے نے کہا اُس کا رسے * میں ہوا بیزار اس مردار سے

اب مجھے بخشا خدا اور سرور * ہو گیا ہوں اُس بلا سے بہ سے دور

اب مجھے بخشا خدا آب حیات * اس پری فتنہ سے میں پایا نجات

جب ہوا مومن طریقت آشنا * نور پایا ترک ظلمت کو کیا

ای پسر بیشک وہ شہزادہ ہی تو * بھوتنی دنیا نہ مل اُس سے کبھو

بھوتنی دنیا ہی جادوگر مثال * مرد کو جادو سے کرتی پایمال

رنگ و بو بتلا کے وہ قحبای پیر * مکر سے کرتی ہی مردونکو اسیر

اپنی جادو میں بہت ہوشیار ہی * عقل اُس کے مکر سے لاچار ہی

عقل اس مشکل کو حل کرتی اگر * انبیا کو حق نکرتا راہبر

ڈھونڈ سے کوئی راہ بر عقدہ کشا * راز دان یفعل اللہ ما یشا

جب تلک تو ہی اسیر پیر زال * وہ عروس دین تجھے ملنا محال

پس وصال دین ہی دنیا کا فراق * جان ہی بیمار جب تک تن ہی چاق

صحبت تجھے دنیا کے دوری مستحب ہی * دین سے جو دور ہی بدبخت ہی

تو نہین دنیا سے ہو سکتا مسرور * حیف ہی گر ہو خدا سے اپنے دور
ایکدم دیکھے اگر نور خدا * جان و تن کو آگ دیوے ہی لگا
یہہ جہان دیکھیگا تو گھر سے باہر * جب تو دیکھے قرب حق کا کر و فر
چھوڑکر ہستی کو اپنے بھول جا * تب تجھے ہات آیگی حق کی بقا
جب تو اس رخسار کی دیکھے جھلک * پھر تجھے سجدہ کرین جن و ملک
کر طلب ہردم فروغ احسن یار * ہان نہو قانع بچمن مستعار
مین دریا مین تو پیاسا خشک لب * دھوپ سے کرتا ہی پانی کو طلب
گر کہین تو دور سے دیکھے سراب * اسکو پانی جانکر کرتا اضطراب
تشنہ لب پانی مین ہی تو نا امید * آب اقرب منہ ہی من حبل الورید
بادشاہی ہی غلامی دوست کی * بندگی حق کی ہی شاہی سے بھلی
دیو ہی تو گر انا خیر کہے * خود نمائی شان شیطان ہو جھلے
گر خودی کا ہی تجھے سودای خام * تو خدا سے دور تر ہی والسلام
پس نہو مغرور اپنے بود پر * ڈھونڈ لے جلدی سے کوئی راہبر
موزہ دوز سے اگر ہی تجھکو عار * ہان مبادا تو نہو آگے چمار
بندگی پیرونکی کمتر ہو جہت * عشق حق کے جیتو شیطان صفت
تو کبر مین غلو اتنا نکر * یہہ کبر ہان مین ہو زیر و زبر
جو کہ ہی انجام بین ہوشیار * عشق سے اسکو نہو یکدم فرار

سر اپنا خاک پا کو نیکو بنا * تا کہ چشم دل کو تیرے ہو جلا
وہ بزرگی تجھ کو بخشیگا خدا * تا کہ ہووے اس جہان تابع ترا
حق دیا ہی خاک کے پتلے کو تاب * ہی جہان گیر میں وہ جیون آفتاب
رکھ خدا سے التجا ہر بات میں * تا نہو منزل تیری درکات میں

یہہ مناجات نفس کے تنبیہ میں ہی

بول اپنے تئیں تجھ آشنا ای کردگار * معصیت سے ہمکو مت رکھ شرمسار
تجھ سوا ہم ای خدا کس پاس جائیں * تو نہیں چاہتا تو ہم کس کے کہائیں
اس خودی میں ہے تجھے مستی حلال * جس میں ہی ذات صفات ذو الجلال
بندگی میں حق کے باندھ اپنی کمر * تا کہ ہو فربہ وے باکر و فر
نفس ہی فرعون اسے کر بے حرمت * تا نہو مغرور وہ کافر صفت
گرچہ رووے یا پکارے زار زار * وہ نہو آخر مسلمان ہوشیار
تن کو تو فربہ نکر بکری مثال * تا کہ نہو جای خون تیرا حلال
خواب غفلت ہی یہہ دنیا سر بسر * اس میں تو غافل نہو ای بے ہنر
گھر تھا یک شہر میں ساری عمر * سو رہی پر اسکو بھولے سر بسر
خواب میں جب شہر و صحرا دیکھتا * بوجھتا شہر قدیمی ہی میرا
شہر کا اپنے نہیں کرتا خیال * خواب میں ایسا رہیگا میرا حال
روح اپنی ہی مقام اپنے کو بھول * کیا عجب اس خواب میں ہو کر ملول

یہہ بیان آدمی کے پیدایش اور منزلوں کی ابتدا کا ہے

آدمی تھے اصل میں اول جماد * پھر نباتی میں گئے اُسکے نہاد
سالہا وہ جماد رہا تھا پاگہا نسن بات * بھول بیٹھا سب جمادی پن کی بات
پھر نباتی سے ہوا حیوان جب * وہ نباتی پن بھلایا اسکو رب
لیک تھوڑی رغبت اسکو رہ گئی * باغ و بستان کے تماشے میں کی
جسطرح بالان نے کہ ہووے ماں طرف * وہ نہ بوجھا میں رغبت کی طرف
جزو عقل اسکو دیا وہ عقل کل * وہ مثال سایہ ہی یہہ شاخ گل
سایہ جب فانی ہو شاخ گل کے بیچ * پس کرے معلوم وہ میں بیچ
پھر وہ حیوانی سے انسانی لیا * خاصت انسان اسے خالق دیا
اسطرح ہر ہر مراتب سے گذر * اب ہوا ہی عاقل و دانا مگر
کچھ خبر اسکو نہ ان احوال سے * پھر بدل جاناہے عقل وحال سے
جاوی جب یہہ عقل اور حرص و طلب * سو ہزاران عقل دیکھے بوالعجب
جسطرح سوئے سے پھر سے جاگ ہی بات * آسکو اس نسیان سے پھر ہووے نجات
خواب سے پھر اسکو جب جگوائیگے * پھر اسے سب تن کے کام یاد آئینگے
مرگ کے بعد جان مستمند * اپنے قالب پر کریگا ریش خند
کیا سبب میں خواب میں بیہوش تھا * اس تن فانی سے ہم آغوش تھا
کیا سبب اسکو نہیں جانا خیال * وہ ہرا سر خواب تھا ور تھا خیال

زندگی اپنی خیال و خواب جان * خواب کو دائم نکر ہرگز بیان
ناگہان جب آیگی صبح اجل * جاینگے یہہ سب خیالات و غل
ہنس پڑیگا یاد کر اپنا وہ غم * جب نظر آوے اُسے وہ غم بہم
خواب کے افعال تیرے سربسر * جاگنے پر تجھکو آوینگے نظر
زندگی کے خواب مین جو کچھ کیا * حشر مین تجھکو بتاویگا خدا
خواب دنیا مین کیا جو کام تو * جاگنے پر آوینگے سب روبرو
پس تیرا خندہ ہی رونے سے بتر * اس جہان مین تو کیا ہی بد اگر
اس جہان کی گریہ و زاری تیری * جاگنے پر بوجہ ہی وہ سب خوشی
یہان پہ یوسف کو اگر مارا ہی تو * بھیڑیا بن کر اُٹھیگا روبرو
یا یہ افعال تیری گرگ ہو * قہر سے پھاڑینگے تیرے ہر عضو
قتل ناحق بعد مرنے کے تیرے * مت سمجھ گردن پہ تیری بار ہے
یہان قصاص اس قتل کا امکان ہی * وہان اگر ہو تو بلائے جان ہی
کیونکہ اس عالم کا جینا ہی اودہار * زندگی ہی آخرت کی پایدار
حق کہا دنیا مثال لعب ہی * انتقام اُس آخرت کا صعب ہی
عیب رکھ اپنے پہ مت رکھ دین پر * دین کا سب کام حکمت ہی مگر

بیان اس امر کا کہ جمع کے تفرقے نہین رہینگے

جب تلک تو دور خالق سے رہا * تب تلک ہی جان پر تیرے بلا

نور ربانی ہے تو اے جان جان * خاک کر دے ظلمت وہم و گمان

جب ہوا تو دیکھ تو دولت ملی * عشق میں حق کے تکبر توکا ملی

تخت پر جب بیٹھتا ہے بادشاہ * چوطرف گھیرے کھڑی رہتی سپاہ

نیزہ و شمشیر اور تیر و تبر * دیکھ کر بیتاب ہے شب پرو انکا جگر

پھر کہ جب ہوتی ہے انکو بزم خاص * کب وہاں ہووے مہابت یا قصاص

بالکل ہے تمام اور لطف رحمت ہی بجوش * وہاں نہیں غیر از صدای ناے و نوش

رنج کب ذرے کو پاوے آفتاب * شمع پروانے سے کب دیکھے عذاب

فرق اٹھ جاوے اور شرک دوئی * عالم واحد ہے وصل معنوی

موسیٰ و ہارون رہیں زیر و زبر میں * ایک ہو مانند شیر و انگبین

پانچوان دفتر مثنوی شریف کا

شریعت مثل شمع کے راہ بر ہے اگر شمع نہووے راہ نظر نہ آوے جبکہ تو نے راہ پائی اور چلا وہ چلنا تیرا طریقت ہے اور منزل مقصود پہونچا حقیقت ہے اور جب کہ ظاہر ہووین حقایق شریعتیں فانی ہوویں جیسا کہ بزرگون نے کہا ہے جو کہ منزل کو پہونچے اسکو جستجو کرنی راہنما کی بد ہے اور جو شخص کہ مبتدی ہوا سے کو ترک کرنا راہ نما کا قابل پہونچنے منزل کے مذموم ہے حاصل یہہ کہ شریعت مثال علم کیمیا سیکھنے کے ہے

اور طریقت مثال استعمال کرنے دوا کے اوپر تانبے کے اور حقیقت میں کویا اثر دوا کا ہی کہ وہ تانبا زر ہوتا ہی مگر کیمیا گرا پنے علم کیمیا گری میں خوش ہیں اور عامل کیمیا کے اپنے عمل پر مسرور ہیں اور حقیقت جاننے والی اپنے سونا ہونے اور عمل کیمیا سے فارغ ہونے پر شادمان ہیں حق جل علا شانہ فرماتا ہی کل حزب بما لدیھم فرحون یعنی ہر فریق ساتھ اس شی کہ پاس انکے ہی خوش ہیں شریعت علم ہی اور طریقت عمل ہی اور حقیقت پہچاننا اللہ تعالی کے طریق کا فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا یعنی جو کہ خواہش کرے تجلی کی اپنے رب سے پس فرما اسکو ای میرے حبیب کہ اختیار کرے راہ نیک یعنی اللہ تعالی اور اسکے حبیب کے فرمان بموجب چلنے والا نہ کبھی اسے وصال الہی حاصل نہو گا وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین

ای حسام الدین شہ روشن نہاد * جگ کے استادوں کا تو ہی استاد
گر نہوتی خلق محجوب و کثیف * یا نہوتی خلق سب تنگ وضعیف
مدح ہیں دیتا تیرے داد سخن * ڈالتا کچھ اور بنیاد سخن
لیک لقمہ باز کا صعوۃ نہ کھاے * اونٹ کا بوجا گدھا کیونکر اٹھاے
مدح تیری کیا کروں قیدی سے جا * مجمع روحانیوں میں ای سروا

آدمی کے تن میں ہیں گے وصف چار * عقل کے دشمن ہیں چاروں نابکار
چار مرغ اس عقل کے ہیں راہ زن * امن ان رہزن کو مت دے جانمن
تو خیال حق کا رتبہ چاہے کر * چار مرغ راہ زن کو ذبح کر
بہ صفت چاروں ہیں جیوں مرغ خلیل * بس اُنکا جان کو دیوے سبیل
جبکہ ان چاروں سے تو پاوے امان * ہے خلیفہ تو خدا کا بیگمان
چاہیے تجکو اگر عمر ابد * ذبح کر یہ چار مرغ خوی بد
پھر انہیں دوسری طرح سے زندہ کر * تا نہ پہنچے بعد ان سے ضرر
وہ ہیں بط طاؤس اور زاغ خروس * ہیں گویا یہہ چار خواہش در نفوس
حرص بط ہے خواہش شہوت خروس * جاہ جیوں طاؤس و زاغ ہی چاپلوس
ہے بط کو صبح سے لے تا شب * حرص نان و آب واسطے کی طلب
چونچ سے بط خشک و تر میں بالیقین * حرص سے کھودے خزانہ در زمین
دمبدم اسکو ہے جستجو * ذکر اسکا ہے کلوا واشربوا
مثل یغماچی کے وہ غارت کرے * جلد جلد انبانکو اپنے بھرے
حرص میں رزق کے تو مت اسیر * حق کہا بندہ نکو فاذکروا کثیر
چاشتا ہی طفل بکہ روزہ طریق * تا نہ روئیں میں ہووا یہ شفیق
تا نہ روی طفل کر بار دگر * کب ہلاوے دودھ والے ای پسر
نان کا عاشق ہو نوا سے قدر * چاہی تیری آبرو تا نان پر

تازگی تن کی سدا جان ہی * جان کا گھٹنا برا نقصان ہی
تن گھٹا اپنا تو در راہ خدا * اسکی مولا سے جزا تو پایگا
یون تجھے شیطان ڈراوے ہر زمان * اپنے تن کو مت گھٹا تو رایگان
کیون کہ گر گھٹ جاے تن پچھتایگا * ہو پشیمان بعد مر جایگا
مکر سے دیتا ہی یون تجھکو دغا * جیون فریب آدم کو وانے دیا
عقل کو کر عقل سے غافل کے یار * مشورت سے کر تو اپنا کاروبار
یہہ جہان یکدم ہی جا اس سے گذر * مکر سے شیطان کے پرہیز کر
قبلہ جانا کیا ہی جب جہان * اپنے اپنے طرف ہی ہریک روان
ہی کوئی جویاے عزت در جہان * اور کوئی فکر معیشت مین روان
جانب شہوت کسیکی ہی نیاز * کوئی ہی طالب عمر دراز
کر تصدق یہہ خیالات اے پسر * مثل پروانے کے یک یک شمع پر
حشر مین ظاہر ہو جب نور خدا * خوب ہو معلوم وہ کیا شمع تھا
تجھکو یک روتی پر اتنی آس ہی * نعمت الوان خدا کے پاس ہی
عاشقون پر وقف ہین وہ نعمتین * جسکے شاہنشاہ کاسہ لیس ہین
گر تجھے پھر شمع روکا ہو خیال * وہ حقیقت مین ہی یک ذرہ مثال
کہاوے جب ذرہ سے تو اتنا فریب * کیسے ہو پھر شمس سے تجھکو شکیب
ہووے جب قطرہ سے اتنا ناصبور * پھر سمجھ کیسا ہو وہ دریای نور

کیا کرے ہی جاہ و منصب کی ہوس * سلطنت دنیا کی ہی خاشاک و خس

گر تجھے ہی آرزو عمر دراز * یہہ جہان یک آن ہی بے برگ ساز

زندگی بر کر نہ اتنا جد و کد * بندگی مین حق کے ہی عمر ابد

حرص بت کا حال ہی یہہ جان لے * سب یہہ قتل اسکا خلیل اللہ سے

ذکر اس طاؤس طبع کا جو جاہ و حشمت کا

طالب اور قتل اسکا واجب ہی

اب سنو احوال اس طاؤس کا * جو ہی طالب ننگ اور ناموس کا

آرزو کرتا ہی خلق آوین بدام * تا کرین ہاکر کے اسکا احترام

بی خبر جیون دام کرتا ہی شکار * دام کو معلوم کیا مقصود کار

عمر سب اسباب مین کہو دی تری * تا لے تجھکو جہان پر سروری

عمر گذری اب نہین باقی چندروز * تو ہی صید خلق مین نادان ہنوز

جب اجل آوے تو خالی ہات سے * جائیگا افسوس اپنے ساتھ لے

تو عجب صیاد ہی اے کج امید * خود تو اپنا آپ ہی کرتا ہی صید

صید کے لایق ہی شاہ عشق بس * پر وہ کب آتا ہی در دام مگس

جان فدا کر عاشقی کے کام مین * دام بنا چھوڑ جا اس دام مین

عشق یون کہتا ہی آہستہ مجھے * صید ہوتا نیک ہی صیاد سے

اپنے گھر کو چھوڑ پھرتے در بدر آ * ہو پتنگا لذت کر شمع کا

تا کہ پاوے چاشنی زندگی * سلطنت دیکھے یہان در بندگی

اِس جہان کا سب محالت کام ہی * مقاموں کا بادشہ یہان نام ہی

حرص کا گردن مین اُنکے دام سخت * پھر کہاوین مالکان تاج و تخت

گو رکا فر جیسے ظاہر پرنگار * قہر حق سے ہی عذاب اندر ہزار

طبع آنکی ہی ہمراہ ہر کج ہنر * مثل نخل موم کے بے برگ و بر

بیان اسکا اللہ تعالی جل علا شانہ نے لطف اور قہر اپنا
یک دوسرے مین نہان فرمایا ہی تا کہ اہل تمیز جلا ہو دین

تھے کسی یک جاے دو درویش مل * ایک نے آخر سے پوچھا راز دل

کیسی دیکھی وہ تجلی ای فقیر * حضرت حق کی تو کچھ بتا نظیر

وہ کہا بیچون ہی ذات ذوالجلال * پر کہون یک مختصر تجھکو مثال

آگ روشن اُسکے ہی بائین طرف * نہر کوثر ہی روان دہنے طرف

ایک فرقہ اسطرف ہی حیرہ دست * اسطرف ہی یک فرقہ شاد و مست

ایک لعب بازگونہ سخت تھا * تا یک بخت و ہر شقی کے زیر و پا

بیچ مین اس آگ کے جو جا پڑا * وہ نکالا اپنا سر پانی سے جا

آب مین جا کر جو ہوتا تھا نہان * آگ مین نظر آئی دیتا تھا عیان

جو گیا دہنے سے ور آب زلال * آگ مین سے سر نکالا از شمال

تو شتابے آگ مین جا کر گرا * دست چپ سے نہر کے تین باہر گیا

کم کسی پہ یہہ سما تھا عیان * اسلئے آتش سے ڈرتے تھے جہان
جب کو تھی توفیق دولت کی رفیق * چھوڑ پانی کو لیا نار حریق
خلق عیش نقد کو معبود کر * ہو رہی بازی سے حق کے بیخبر
سو ہزاران خلق عشرت کے لئے * آگ سے کر خوف پانی مین گرے
اس لئے دوزخ کیا ہے اپنا مقر * جای عبرت ہی سمجھ لے ای پسر
آگ و پانی ہے پیام ای بوالفضول * مین نہ آتش مانتا ہون آب قبول
ہی نظر بندی یہان ای بے بصر * تجھ مین آجسے نہین ہرگز فرد
جیون خلیل حق اگر دانش رکھے * مثل پروانہ کے در ہمت آگیے
خام ہے آتش کہان آب ہی * رونق ہین دولت ایمان ہی
یہان رکھہ بازی عجب رب جلیل * تا کہ دیکھے کون ہی آل خلیل
آگ یہان ہم شکل ہی پانی کے سات * آگ مین ہی چشمہ آب حیات
جب کوئی ساحر نظر بندی کرے * گھر مین ہون معلوم ہاتھی بچھو بھرے
پھر ساحر جب کہ ہووے اسقدر * کر ہو سحر آفرین کا کس قدر
پھر حق پھر وہ ہے بالاتر یقین * حق کہا واللہ خیرالماکرین
مقصد فرعون تھی دریای نیل * آتش نمرود مطلوب خلیل
نیل سے فرعون دوزخ کو گیا * نار تھا گلزار ابراہیم کا
وہ نہین تھا نار تھا ماء معین * پھر سے تھی نیل آب آتشین

مصطفیٰ فرمائے ہم کو اس لئے * عقل بہتر ہے نماز و صوم سے
عقل جوہر ہے عبادت عرض ہے * عقل کی تکمیل کو وہ فرض ہے
تا عبادت سے جلا ہو عقل کو * وے عبادت سے جلا تو عقل کو
عقل کا آئینہ اپنے صاف کر * تا جمال دل ہو اس میں جلوہ گر
جو کہ ہووے عقل سے بالکل بری * نفع کیا بخشے اسے صیقل گری

بیان معقول کا جو اصل پیل ایش میں انکی تفاوت ہے

عقل کے بھی ہیں مراتب اے جوان * فرق اس میں ہے زمین تا آسمان
ایک ہووے عقل مثل آفتاب * اس سے کمتر ہے سہا شمع و شہاب
خلق کے عقلیں ہے عکس اس عقل سے * وہ ہے جیوں تو یہ مثال پھول کے
عقل کل آدر نفس کل مرد خدا * عرش کرسی تو نہ جان اس سے جدا
مظہر حق ذات پاک اس مرد کی * تجھ کو کون اسکے خبر دے آگہی
عقل جزوی عقل کو بدنام کی * جب دنیا مرد کو ناکام کی
عقل کامل بندگی سے لے شرف * عقل جزوی کبر سے پائی شرف
بندگی کر بندگی میں ہے حصول * تو خداوندی نکر اے بوالفضول
بندگی میں ہے ابد کی زندگی * بندگی کر بندگی کر بندگی
ہوں غلام احمد کا نہ پیچھے جو وجود * جز بغیر اس شاہ صاحب فضل وجود
میں ہوں بندہ اس مست پرتاب کا * جو بجا ہے ہے بغیر از کیمیا

مکر اپنا مکر حق میں محو کر * دیکھہ مکر اس کا اور اپنا سہو کر
مکر اپنا جب فنا اس میں کیا * بس تجھے بات آ بکی دایم بقا
حرص سے ردتی کے بدتی حرص جاہ * اس تکبر سے خداوند اپناہ
ذلت آدم سبھی شہوت نان کی * جاہ منصب تھی طلب شیطان کی
لاجرم آدم کئے توبہ وہیں * کبر سے توبہ کیا نہ وہ لعین
ہی طلب شہوت کی تھوڑی سی خطا * جاہ و منصب کی طلب ہی بد بلا
دوزخی ہی خام طبع دنیا و فر * شان طاوسی ہی اس سے شوم تر
شیطنت گردن کشی ہی در لعنت * مستحق لعنت کے ہوے وہ صفت
سو خور نہ وہ جمع ہو اس خوان پر * پر ہو وہ بین جمع دوست تخت پر
بہت تکبر شیوہ شیطان سے * دور کر دیوے تجہے الله سے
بندگی گر چاہے کر عجز و نیاز * ہی خدا سب دل میں عاجز نواز
راہ میں حق کے کر اپنے کو فنا * تا کہ پہونچے رحمت حق سے خدا
شان و شوکت چھوڑ کر انسان ہی * بہت تکبر شیوہ شیطان ہے
خدائیاں و عرض بوجہا ہی جان * مرد حق گر ہی تو خدا اپنی پہچان
چالے جب خدا اپنی اس سے دور گذر * تا طرف پہونچے ہو تیرا گذر
منطق و حکمت میں کھوی عمر سب * معرفت کچھہ تو خدا کے کر طلب
جس قدر علم و ہنر ہو نفع کیا * با خبر خالق سے وہ مرد خدا

فلسفی کو ہی وسایط مین غلو * اس پہ لاوے ہی دلایل ہو بہو

بند مصنوعات مین صانع کو بھول * ہی قیاس اپنے کے تابع بوالفضول

الغرض شہوت مین عفت ہی نہان * گر نہو شہوت تو پھر پاکی کہان

تھی کسی مین ہوا اگر شہوت نہین * مردگون پر بھی غزا ہووے کہین

حق کہا قرآن مین اول کلوا * بعدہ فرمایا وہ لاتسرفوا

حاصل ابیات کا ای مرد دین * چھوڑنا شہوت کتین پاکی نہین

سات شہوت کے رکھے پاکی اگر * وہ تجھے عفت کا بخشےگی ثمر

شادی و غم عاشقون کا ہی خدا * غیر حق کے ہی سب انکے پاس لا

عشق کا شعلہ جہان ہو مشتعال * غیر اس معشوق کے سب ہای جال

غیر حق پر جب چلا یا تیغ لا * دیکھ تو پھر بعد اسکے کیا رہا

سب فنا ہو کرکے الا اللہ رہا * شاد ہوا ای عشق شرکت سے بچا

اول آخر ظاہر و باطن وہی * کیا دخل پھر اسمین ہو شرک دوئی

جانے یہ وہ جو کہ اسمین گم ہوا * جان جان کے ہاتھ سے ساغر پیا

غیر عکس یار حس بیکار ہی * تن بغیر از جان کے مردار ہی

عمر کو دیکھا نہ چون عبدالعزیز * جانتے ہی حجاج کو عادل عزیز

گر بہم دو ضد ہون تو پہچانے تب * قدر مرہم جانے کہاوے زخم جب

ہے مقدم اسلئے دنیا سے لعنت * تاکہ جانے رتبۂ ملک است

جب جہان سے آخرت کو جائیگا * کاروبار اپنا تجھے یاد آویگا
پس رکھ مین خاک جہانے تھا دہان * چھوڑ کے یہہ پاک منزل رائگان
ای دریغا کاشکے مرتا شتاب * تا کہ مین دنیا مین کم پاتا عذاب
خواہشین تجھ مین ہین جیون خفتہ سگان * درمیان انکے ہین خیر و شر نہان
جب کہ مین مردار کی پاوین ہین بو * ہو کے جو کتے کرین ہین قصد جو
جب کسی کو دیکھے مین ہو مردار خر * جاگ پڑتین سو سبھی تے پہونچ دوڑ کر
گئی ہوئین ہین جو ہین پھر آوین غیب سے * تا خط لاوین ہمر نکالین جیب سے
ایسے سو سگ سو ہے ہین اس تن مین یار * پر ہین مخفی جب نہین کوئی شکار
یہہ سگان جو طالب مردار ہین * عجب کے گویا بہیرے ہتیار ہین
یہہ بہیرا عجب و کبر ای دنی * سانپ سا کالے ہو جب جان کندنی
جب باندھے یہہ عجب و کبر * تو ترنا بہتر ای ایسے پر و بال
آفت جان ہی فضیلات خام کو * جو چگے دانہ نہ دیکھے دام کو
عقل و ہنر جو ہو جیون آفتاب * تا تجھے بتا سکے راہ صواب

صفت اس سے خود و ہن کی ہوا نی ہین
درمیان بقاے حق تعالی کے

جس فنا کو فقر کا پیرایہ ہو * جیون محمد مصطفی سبے سایہ ہو
فقر فخری کا فنا پیرایہ ہی * شمع کے شعلہ سا و سبھے سایہ ای

موم صاحب کا بدن گھل جائیگا * شمع صاحب جان اسکا رونق پاویگا
مثل جسم انبیا اور اولیا * صورت اسکی پائیگا اوصاف لا
اسکی جان بی تن کے کروفر کرے * بارش شبنم ہو جیون بے ابر کے
فقر فخری اس لئے ایا سنا * بھاگے طماعون سے حاصل ہو غنا
ہون خزینین جیون خرابی مین نہان * پاوے حرص شہریون سے تا امان
لیک وہان خود کو ستہلا چاہئے * تا نہووے خرچ اس اظہار سے
کیونکہ تو بھی لقمہ ہی اور لقمہ خوار * ہو گیا ماکول اکل ہوشیار

بیان اسکا کہ سوای حق تعالی کے کل عالم
آکل وماکول یعنی ایک دوسریکا غذا ہی

ایک شکرا گہات مین تیتر کو لے * چھپ رہا تھا تا شکار اسکو کرے
ناگہان بلی کو تک فرصت ملی * جلد جا شکرے کو بلی دابلی
چونکہ وہ نادان غذای غیر تھا * آپکو بھولا گیا پھر غذا
چور چوری کے طرف مشغول تھا * شحنہ نے دیکھ اسکے باندھے دستہا
آکل وماکول کب ایمن رہے * ایک آخر کہی کمین داری کرے
آکل وماکول ہی یہہ سب جہان * ایک دیگر کی کرے صیادیان
بھاگ اس دنیا سے تو ای بینوا * جانب حق تا تجھے ہو آسرا
گر نہ تو درگاہ حق مین جاسکا * آسرا لے اولیا اللہ کا

ہات دے نتو سب کو غیر پیر * ہات کا آپ کے خدا ہی دستگیر
عقل کل کو عقل سے نزدیک کر * مار دے تب تو خصلت بد سے حذر
ہی جہان دانہ و ہیچ ہی دام بھی * جو پھر تر کو نکو اگر ہی آگہی

صفت زاغ طبیعت یعنی کوے کی

جو مردار چاھتا ہی

ہی تجھے دن رات کو یکی مثال * آرزو جینے کی دایم بادو مال
مانگتا ہی وہ مثال ابلیس کے * تاقیامت زندگی اللہ سے
زندگی تن کی وبال جان ہی * موت ہی حق سے اگر ہجران ہی
ہی بہتا جینا و مرنا حق کے سات * غیر حق کے آگ ہی آب حیات
غیر حق کے حق سے تو مانگے اگر * نفع سمجھے تو ولیکن ہی ضرر
گر نجس کھاوے نہین مردار زاغ * کیون نہ چاہے نجس خواری سے فراغ
دور حق سے ہو جو چاہے زندگی * حق کے درگھر سے وہ ہیگا لعنتی
قرب حق ہی زندگانی کا ثمر * زاغ چاہے کھاوے سرگین عمر بھر
دیدۂ دل کھول تک دیکھا یجوان * ہر دم یک تازہ نظر آوے جہان
جب سے تو یہ صورت ہستی لیا * بار تجھ کو آب و آتش خاک تھا
گر اسی حالت مین رہتا تو مدام * پس تجھے کس طور ملتا یہ مقام
گر تجھے یک حال پر رکھتا خدا * کیسے تو یہ مرتبہ پھر دیکھتا

جب کہ بدلی ہستی اول تیری * اس سے بہتر اور ایک ہستی ملی
سو ہزار اس طور سے بدلے لباس * دوسرا بہتر تھا اول سے لباس
واسطے ہون جسقدر تجھہ مین زیاد * اسقدر کم ہو خدا سے اتحاد
یہہ بقا پایا فنا سے ابتدا * پس فنا سے کیون تو روگردان ہوا
دوسرا پہلے سے جب ہی خوبتر * پس فنا سے تن سے تو ہرگز نہ ڈر
سو ہزاران حشر کو دیکھا ہی تو * تا کہ تو ہستی طرف لایا ہی رو
تھا جماد اول سو پھر پاکر نما * پھر نباتی سے بدل انسان بنا
تو نے لی پھر دانش عقل و تمیز * اور ہین اگے منازل ای عزیز
تا لب دریا قدم کے ہین نشان * جب کیا دریا مین گم ہون وہ نشان
وہان نہین ظاہر نشان پنہان تمام * اس منازل کا نشان باقی نہ نام
جہان تجھی لیتا ہی خلعت نو بنو * تو پرانی تن کو کیون کرتا رفو
جو نیا دیکھا پرانا چھوڑتا * آہ تو عاشق پرانے کار کا
اہل دنیا کور باطن ہین تمام * اس لیئے رکھین پرانے تن سے کام
تو بقا چاہے ہی اس تن کے لیے * چون سیہ روی سے زنگی خوش رہے
اس لئے ہی وہ سیہ روئی سے شاد * اصل مین اپنے ہی خود زنگی نہاد
گرچہ ہووے خوب صورت روسیاہ * وہ سیہ روئی سے مانگے کا پناہ
اس بدن سے ہی تجھے پیشکہا عذاب * مرغ جان تیرا ہی اس تن مین خراب

روح تیری باز ہی تن زاغ ہی * روح کو تن سے جگر پر داغ ہی
وہ رہی زاغوں مین ہوکر خوار زار * جو ہیے تھی بوکر کے اندر سبزہ وار
یہہ جہان ہی سبزوار و پر گزند * مرد حق اُسے نہو کیون مستمند
سبزوار اندر رکھا ای مرد خدا * ضایع و ناچیز کب تک ہوویگا
اس لئے فرمائے پیغمبر حق کے حبیب * اس جہان مین سب مسلمان ہین غریب
صاحب دل جانئے ہی اسبات کو * بیخبر اسبات سے واللہ تو
صاحب دل ہوکہ دل ہووے بہر * کام کیا دیگا تیرے مال و زر
اپنے دلکو جو کہ دل جانئے ہی تو * اہل دل کی چھوڑ دی ہی جستجو
اہل دل آئینہ شش پہلو ہی * حق اسی شش پہلو سے سب دیکھے ہی
دل وہی جسمین زمین و آسمان * گر سماوین سو تو جھٹ ہووین نہان
دل ہی جیون بوبکر تن جیون سبزوار * کیسی ہو بوبکر کو اُسمین قرار
ان دلونکو دل نجان ای بیباک تو * سبزوار اندر کہان کچھ بوی ہو
حق کو کب یہہ مال و زر مرغوب ہی * دل کا آئینہ اُسے مطلوب ہی
دل اگر راضی ہو حق راضی رہا * دل کو تجہہ سے حق تعالی چاہتا
حق کہا میری نظر ہی دل اُپر * تحفہ دل لا کے میرے کر نظر
دل تجھے چاہا تو چاہیگا خدا * دل کے خدمت مین تو جنت پایگا
دل تجھے ماباپ سے بہتر ہی دوست * دل ہی تیرا مغز باقی تمام پوست

قطب عالم ہی دل روشن بصر * جان جان جان جان دل ہی مگر
اس دل پر نور کو چاہی رب * دل طلب کر دل طلب کر دل طلب
تو اگر ڈھونڈے تمامی سبزہ زار * ایک دل ایسا نپاوے زینہار
ایسے دل کی دشمنی میثاق سے * سبزہ زار طبع کو ہی ارث سے
تو بجاست پر ہی عاشق مثل زاغ * مثل سے کب ہو تیرا تازہ دماغ

صفت مرغ طبیعت کی جو شہوت بط ہی

اور قتل اسکا واجب ہی

مرغ ما کب تک بطالای شہوتی * آتش شہوت سے ہوتا ہی منی
مرغ شہوت اس لئے مارے خلیاں * تا نہو شہوت طرف اُنکو دلیاں
مرغ شہوت ہی نہایت شہوتی * مثت اس زہر ہلاہل میں سے بھی
نسل کے خاطر نہوتی گر منی * آدم اپنے کو کئے ہوتی دھنی
جب کیا آدم سے شیطان دشمنی * عرض یون حق سے کیا وہ لعنتی
آدمی کے رہزنی کے واسطے * کچھ مدد چاہون ہون میں درگاہ سے
حق دیا اُسکو زر و مال و منال * جامہ ابریشم و پشمین و شال
چرب و شیرین و شراب لعل رنگ * لعل و الماس جواہر بیدرنگ
ایکے بہ سب پھر کہا پروردگار * بس نہین بہ مجکو اسباب شکار
اور کچھ دے تا کہ اسکے دام سے * مرد کو نامرد سے کر دون جلد سے

پھر دیا حق بانگ و بوزہ اور شراب * ڈھولک و طنبورہ و چنگ و رباب

مسکرانا کچھ ہوا کچھ نیم شاد * پھر کہا کچھ اور ہو اس سے زیاد

پس دکھایا حق نے اسکو حسن زن * جسکے آنکھ ہین نرگسین تھے ہین فتن

وہ خم گیسو جو انکی دام ہین * عاشقان جس دام مین ناکام ہین

وہ کمان ابرو اور وہ مژگان کی تیر * جسکے ہین مارے پڑے برنا و پیر

پھر صفا عارض و ناز و ادا * اور لب یاقوت خال دلربا

وہ قد و قامت خرام دلبری * دیکھ شرماوے جسے کبک دری

پس پڑا ملعون لگا تب کودنے * پس کہا مقصود حاصل ہے مجھے

آدمی سے سجدہ ما پاک سے ایا * دام شیطان مین تو وہ بس مبتلا

دام شہوت ہے بلای ہوشمند * نفس کے خاطر ہو شہوت مین نژند

دام شیطان شہوت بدکار ہے * بند شہوت کا نہایت خوار ہے

زیرقان بوجھ شہوت سے جوان * پیروی کرتے ہین اسکی جاہلان

چھوڑ دستور اپنا ہے آب و طعام * تا تجھے ہو توفیق کوثر پر مقام

تو کیا گر سعی حق کے کام مین * حبہ دولت آوے تیرے دام مین

حسن صورت ہے تو مت مغرور ہو * دام سے شیطان کے تم دور ہو

اس عدم مین شمس کوکب پائیگا * وہان ہی ہے خورشید خاور جیون سہا

مثال عالم ہستی نیست نما اور عالم نیستی ہست نما کی

طرفہ بازی ہی خدای پاک کی * کچھ نہیں طاقت یہان ادرک کی

نیستی کو موجود سا بتلا دیا * ہستی کو معدوم سا مخفی کیا

خاک نظر آوے ہوا پر اسے خلیاں * اور ہوا بوجھی بجاوے جز دلیاں

کف نظر آوے اور دریا ہی نہان * کف بجز دریا کے پیدا ہو کہان

سمجھے کب دریا کو تو غیر از دلیاں * وہ مخفی جیون فکر ظاہر قال وقیاں

تو نفی کو جانتا اثبات ہی * یہہ تیرے دیدون پر گویا گھات ہی

تا یہہ سمجھ کر دیکھ اے شوریدہ حال * ہی حقیقت باطن اور ظاہر خیال

آفرین ای استاد سحر باف * درد کو دکھلا دیا مانند صاف

ساحران مہتاب کا بتلا نمود * تاجرون سے بیچ کے لیجاوین سود

پان سے گر ناپ اس کی چاندنی * ساحرونے بیچ کے کی پر فنی

ماہ کی پرتو سے مہتابی ردا * بیچ کر لیوین بیش مایہ عمر کا

یہہ جہان چادر ہم ان تاجر سے بیش * ناپ کے مہتاب کو جو مول لیوے

ایسے بیہودہ نے جب سودا کیا * دیوین نقد عمر اور دیوین دغا

لے چکے جب عمر کا نقد ایغریز * ہات نہ چادر نہ زر نہ یک پشیز

اس لئے فرماے پیغمبر شفیق * جز عمل کوئی نہیں تیرا رفیق

گر عمل ہی نیک تو پاوے نجات * بد عمل کے سانپ ہون تربت کے سات

پس عمل سے لے پہیر کیونکر ہات آوے * پہیر سے شاید کہ توفیق پاوے

فیض صحبت سے قدیری پائیگا * نہ زبان نہ بات کچھ کام آئیگا
عقل نور جان ہے انسان کے لئے * یہ نہو حاصل کتاب و قال سے
تن کو بس آئینہ سا اے صاحب جمال * تا کہ حاصل ہو تجھے نور کمال
پس تکبر چھوڑ خواری کر قبول * علم دین سیکھ اور نہو تو بوالفضول
دفع شر کے واسطے ہے شرع دین * شرع شیطان کو کرے فاجر یقین
مطلقی بولنے کہ جو ہین شیطان انس * سچ ہوں شیطان ہی ہیں ایک جنس
آدمی جو سرکشی حق سے کیا * حاسدی سے وہ بھی شیطان ہو گیا
دیو جب گمراہ کرنے سے تھکے * تب مدیون فاسقون سے ہیگا لے
یعنی تم سب بچے ہو میرے دوستو * کچھ مدد اس کام میں میرے کرو
فاسقون سے اب کوئی گمراہ ہوا * دیو خوش ہو کر کے اسنے پھولتا
جسکے تین استاد سکھلاوے ادب * یہ ہیں وہ دونوں حسد سے دانت تب
پس جسے دیکھے نبی کے شرع پر * وہ محمد خوی اسکا ہو نفر
جس کو تین دیکھے خلاف شرع این * وہ یقین ہے نائب دیو لعین
گرچہ ہوویں ماں باپ تیرے ایقان * وہ تیرے دشمن ہیں انسے لے امان
سیکھ یہ نسخہ خدا بل الله سے * ماں باپ سے بہتر اور دیہلے ہووے
لا و الا الله کی کر پیروی * چھوڑ غیر حق کو اے مرد زکی

حکایت عاشق و معشوق کی

ایک عاشق اپنے جا معشوق پاس * خدمتیں اپنے بتائیں سب وباس
میں فلانے جنگ میں تیرے لئے * ہو گیا زخمی تفنگ و تیر سے
میں تیرے خاطر فلانے کام میں * رنج و محنت کے تہ اٹھا دام میں
سن کے پھر معشوق یوں کہنے لگا * گرچہ کا سب کچھ پر ابتک نہ مرا
سچ تو میرا عاشق دمساز ہے * گر میرے آگے مرے جانباز ہے
پس وہیں لیتا گیا پرواز جان * بالب خندان و جان شادمان
وہ ہنسی اُس پر رہی وقت ابد * عارفوں کو اُس لئے ہے جد وکد
احمقوں نے میں دنیا جب کیا * یہہ مراتب ان سے پوشیدہ رہا
نان کم کھاتا چلا ہو عقل کو * خوب ہر تا ہے تو کلوا لا تسرفوا
ہائین بہت مکار جاہاں صوف پوش * کچھ نہیں جز دلق انہیں عقل و ہوش
ہاتھ میں لیکر عصا موسے مثال * پھونکتے مانند عیسے کے جہال
سر ہلاویں چند باتیں سیکھ کر * ایک معنی سے نہیں رکھتے خبر
سیکھ کے درویشی کی باتیں دوچار * مہر و مہ شان کو تہاویں سنوار
حیف ہے گر ان سے پوچھیں صادقان * کسطرح دیوینگے اپنا امتحان
یہہ نبا ہوا ننگ سب زر کے لئے * ایسے مال و زر پہ لعنت کیجئے
رزق اپنا مانگو اللہ پاس * عمرو بکر و زید سے رکھو نہ آس
مانگنے سے متی خدا سے ای پسر * نفع کیا وے تشنہ بانگ و حجر

دولت اور یاری خدا سے کر طلب * کیا مدد دیوینگے مال و حشم اسباب
کام رکھ اللہ سے باقی کو چھوڑ * تجھ کو جاتا ہی سبھوں سے منہ کو موڑ
آج کر زیاد خالق سے تیرے * تا تجھے حق وارث دولت کرے
یار تیرا تجھ سے جب دشمن ہوا * کبر و کینہ اسکا ظاہر ہو گیا
تو نکر اس کبر و کینہ سے فغان * بلکہ کر شکر خدا رہ شادمان
کیونکہ اسکے دام سے تو بچ رہا * تا ہو پہلے سے طلب گار خدا
جب تجھے روشن ہوا اسکا دغا * مائل حق کے طرف ہو بیش از اجل
یہہ جفای خلق تجھ پر در جہان * گنج زر تیرے لئے ہیگا نہان
تجھے جو کرتے ہیں بد اخلاق و خو * تا تو انکے ہاتھ سے لاچار ہو
خلق سے خالق طرف لاوے رجوع * جانب حق صرف جیگا دے باخشوع
لیک پھر شیطان ڈراتا ہی کہان * فقر و فاقے سے مرے گا رائگان
بس تو پھر ہووے گرفتار سبب * خلق سے کرتا ہی پھر یاری طلب
دام میں شیطان کے مت ہو اسیر * تا رہے تیرا مسبب دستگیر
جو کہ جاتا ہے وہ سب بنکر چکا * بس نکر تدبیر تو کچھ اسباب کا
ہیں حجاب چشم کے یہہ سب سبب * ورنہ دیدار مسبب دیکھیں سب
خیر و شر کا ہے مسبب سے ظہور * اسکو اسباب وسائط کیا ضرور
جب خدا چاہے کسی کو مار ڈالے * مولکاف آرڈے تو پھر جار آگے

جب قضا آوے تو احمق ہو طبیب * جو دوا دے ہوا اثر سے الٹے نصیب
یہہ سبب اسباب ہین حجاب احمقان * جو کہ محجوب ہو آسے دانش کہان
عارفون یہہ راز بہتر جانتے * وہ مسبب اور سبب پہچانتے
اُنکو یہہ تن چھوڑنا آسان ہی * کیونکہ تن اُنکے لئیے زندان ہی
چاہتے ہین وہ کب نکلین اس زندان سے * باغ و بستان کے طرف جب لے چلے
مرغ جان ہو پاک تن کے قید سے * عرش پر دیکے لگا سٹپر اڑ آرے
جان کہے جب دیکھے وہ باغ و بہار * تن مین مجھکو پھر نہ لیجا کردگار
جہد کرتا یہہ طالب ہووے زیاد * تا نہو دکھو بدن سے اتحاد
جان کرے یون دیکھ جگ کو آنکھون * نعرہ یا لیت قومی یعلمون
یعنی راحت سے یہان کے تم ہنوز * بے خبر ہوا ے کروہ تن فروز
جان لے تن کے جیا چاہے اگر * کس کی ہو قصر فلک پر جاے پھر
لے بدن کے گر نہو جان کو حیات * فی السماء رزقکم پھر کیا ہی بات
وہ طعام اور وہ شراب خوشگوار * مانگ لے اللہ سے ای ہوشیار
صبر کر روزی پر مثال روزہ دار * اس غذای پاک کی کر انتظار
چور ہا پھر کا ہے آخر کھا ئیگا * نعمت و دولت خدا سے پائیگا
اس مقام و رنج و محنت سے اسے * باغ جنت کے طرف لیجاوینگے
چھوڑ یہہ آتش کدہ تو پائیگا * مقعد صدق اور دیدار خدا

بیان حال پٹ شریف کا بیچ احوال قیامت کے

ای حدیث مصطفی سے بہہ سنن * حشر مین پھر جی اٹھے ہرایک تن
صور محشر حکم ہی اللہ کا * حکم حق سے جان تن مین آیگا
جان بدن مین آوے پھر ہرایک کے * جیسے دم جیون ہوش آ تن جی اٹھے
صبح ہی حشر صغرای بسر * حشر اکبرہی قیامت کی فجر
خواب وبیداری ہماری ای جوان * مرگ و محشر ہر دو شاہد عیان
حشر اصغر حشر اکبر کو دیکھاوے * مرگ اصغر مرگ اکبر کے بجاے
جب اٹھیگا حشر مین تو جاگ کر * تیرے آگے آوینگے سب خیر وشر
نامۂ اعمال دین بندونکے ہات * ذرہ ذرہ درج ہون اسمین صفات
گر ہو کچھ خیر کا اسمین نشان * خیر ایذای دل صاحب دلان
پس اسے کھینچینگے شو ایکے طرف * جرم ظاہر غدر بالکل ہر طرف
جابجا پھریگا وہ پھر منتظر * حق کو دیکھ آس سے مونہہ پھیر کر
اسکو تب فرماوے حق نیکی سے دور * تو کیا ہی سراسر فسق وفجور
یہ عمل سب صرف تیرا دیا * پھر تو کیسے چاہتے نیکی کی جزا
بس کہے بندہ کریا یار الہ * جو کہا تو اس سے پھر کرہی گناہ
دیکھتا ہون اس لئے تیری جناب * تا رہون محض کرم سے کامیاب
جب ہوا اپنے خطا پر معترف * حق اسے رحمت سے پھر دیوے شرف

تو ہی یک کپڑا نجاست سے بھرا * طمطراق اتنا جہان مین کیون کیا
تو منی تجھکو منی لایق نہین * یاد رکھ وہ اپنے کہنہ پوستین
تو منی تھا بس منی کو چھوڑ دے * ای ایاز وہ پوست اپنا اوڑ دے

قصہ ایاز کا بطریق تمثیل کے

تھے ایاز از بسکہ زیرک حق شناس * پوستین و دلق رکھتے اپنے پاس
مستقیم حجرہ بنا کر کے جدا * پوستین و دلق کو وہان پر رکھا
شاہ کے خدمت سے جب پاتا خلاص * دیکھتا جا اپنا وہ پیرایہ خاص
نفس تا مغرور دولت سے نہو * دائم اس پر تھی نظر اس مرد کو
لوگون نے محمود کو دی یون خبر * اسنے حجرے مین رکھا ہی سیم و زر
ہی نجانے دیتے کسیکو وہ وہان * در پر رہتا ہی پڑا قفل گران
کہا اس سے سخن ہی یہہ عجب * جو اسی سے کیا زر کی طلب
باوجود اس فضل اور احسان کے * مجھسے اتنا مال و زر پنہان کرے
ایک بڑے سردار کو بولا کے جا * جس قدر ہو مال و زر سب لے آ
اوٹھ لے تو توڑ کر حجرے کا در * بھید اس کا ہمنشین پر فاش کر
مین کرون رحمت سے اس پر بہہ کرم * وہ رکھے مجھسے چھپا دام و درم
جو کہ پایا عاشقی سے زندگی * پاس اسکے کفر ہی جز بندگی
وقت آدھی رات کے سردار نے * کئی بہادرونکو اپنے ساتھ لے

یون کہا ہی حکم سلطانی امین * ہر یک ہم ہمیان زر کی اوٹھا لین
دوسرا بولا کہ ہی ہی کیا ہی زر * لو تم یاقوت اور لعل و گہر
ہی غلام خاص وہ سلطان کا * لعل و گوہر سے ہی سب جیب آ بھرا
ایک بولا ہی تیرا باطل خیال * وہ غلام از بسکہ ہی نیکو خصال
وہ ہی یک دریای عقل و معرفت * تم نہین پہچانتے ہو اسکی گت
رات دن حجرے مین جاتا وہ ہی * تا کہ دیکھے اپنے چارق پوستین
کیونکہ دنیا جاے غفلت ہی بڑی * مستی و پندار ہین سب سے بڑی
عزت اس دنیا کی ہی کفر و حرام * دین اگر چاہے تو کر ذلت مقام
کبر چاہے ہی ہمیشہ جاہ و مال * گھور کو گھور سے حاصل ہی کمال
پیشوا اس راہ کا ابلیس تہا * اسنے پہلے جاہ کی خواہش کیا
عاجزی سے یون کہے آدم پکار * خاک ہون مین خاک ای پروردگار
جب ایاز اپنا نہین بہولا نیاز * عاقبت محمود ہی بیشک ایاز
شاہ بہتر جانتا تہا اسکی خو * واسطے اورون کے تہی یہ جستجو
گرچہ اسکو لوٹنے بہیجا تہا مال * لیک تہا محمود کے دل پر ملال
دکہ دیتا تہا تسلی بار بار * اسکو ہی از بس کہ تمکین و قرار
گرچہ ہو مارا مین تیغ امتحان * پر ایاز اصلا نہو نامہربان
وہ کہیگا مارتا ہون مجھکو مین * وصل مین ہم ہر دو باہم ایک ہین

حکایت مجنوںکی

جب ہوا لیلی سے مجنوں دور تر * ہجر سے جلنے لگا اوس کا جگر

ناگہاں بیمار جب وہ ہو گیا * بس طبیب آیا کرنا دیوے دوا

نبض دیکھا اور کہا مجنوں کو آج * فصد سے بہتر نہیں ہے اور علاج

تب کہا مجنوں کہ اے مرد حکیم * فصد سے ہرگز نہیں ہے مجکو بیم

لیک ہوں لیلی سے پر سر تا قدم * ہوں صدف میں جس طرح موتی بہم

ہے رگ رگ میں مرے لیلی بھری * جلوہ گر شیشے میں ہو جیسے پری

خوف ہے گر مجھکو تو نشتر کرے * تا تن لیلی پہ ناگہ نہ لگے

حکایت

یوں کہا معشوق نے عاشق کے سات * آزمانیکے لئے خلوت میں بات

دوست تو رکھے مجھے یا آپکو * اے فلانے یہ سخن سچ بول تو

وہ کہا میں تجھ میں ایسا ہوں فنا * جلوہ گر ہے تو ہی سر سے تا بپا

نام کے غیر از نہیں ہستی مجھے * جسم میں میرے سرا سر تو اہے

ہند کا ریزہ جب ہوا لعل خوشاب * ہے سراپا اس میں نور آفتاب

باقی قصۂ ایاز کا

پس گیا سردار اس حجرے اپر * وہاں تھا اس پر لگا مضبوط قفل

بچاں سے زر کے نہیں کی احتیاط * باکہ اس اسرار کی تھی احتیاط

صاحب ہمت کرے جان کو جتن * جیون لشیمان لعل و مرجان کو بہن

احمقون کو مال بہتر ہی نہ جان * جان پر قربان کرین زر کو مہان

سنحت محنت سے کیا جیمر یکو باز * لوٹ کے لیا وین تا مال ایاز

ڈھونڈتے جا حجرے میں وی سب حاسدین * تہا وہان کہنہ دلق اور پوستین

اوٹھہ حسرت سے لگے تب کانپنے * ہو پشیمان شاہ سے کہنے لگے

اب ہمارا خون ہی تجہہ پر حلال * گر جو بخشے ہی تیرا افضال و نوال

خون اگر بخشا تو تازہ جان ہیں * ورنہیں تو شاہ پر قربان ہیں

شہ کہا مختار ہی اسکا ایاز * خواہ مارے خواہ کرے سرفراز

گرچہ ہیں ہم نفس واحد جان سے * پر جدے ہیں نفع او نقصان سے

پس ایاز آ شہ کے خدمت میں کہا * باوجود شہ کے بندہ ہی فنا

پوست اور چارق رکہنا میں اگر * کاہیکو کرتے ملامت اسقدر

راہ میں حق کے ایک تن کا ہی حجاب * چھوڑ غیر حق کو سے راہ صواب

یہہ تعلق ہی حجاب راہ کا * جب ہو طالب کوئی اس درگاہ کا

پرورش تن کی تجہے ہی سد راہ * رکہہ اسے مقصود پر اپنی نگاہ

پہنچیں ہی ایک دم میں عارف شاہ تک * زاہد یک ماہ اور یکدن رات تک

قدر ہر روز کی عمر مرد کار * ہی جہاں کے سال سے پانچ ہزار

عشق ہی وصف خدائے لم یزل * عشق میں ہی خوف عارف کا محل

عشق کے اوصاف گر کہئے مدام * سو قیامت ہوئے ہو پر وہ تمام
خائفین پہونچے ہین نہ گرد عشق کے * آسمان اب فرش درد عشق سے
عشق مین دعوا تیرا ہی سب دروغ * نفع کیا دے یہہ دروغ بے فروغ
حشر مین ظاہر ہو سبکا کاروبار * خائفین اسوقت ہووین شرمسار
دست و پا تیرے شہادت دین وہان * فعل کا تیرے بتاوینگے نشان
بلکہ ہر ہر عضو اس تن کا تیرے * فعل تیرا حضرت حق سے کہے
عمر سب عصیان مین اپنی کھو دیا * اب بھی توبہ کر کہ تا بخشے خدا
دم غنیمت ہی اگر گذری عمر * دم غنیمت بوجھ اس دم توبہ کر
سب گنہ ہون عمر ماضی کے ثواب * تجھکو جب بخشے خدا سے مستطاب

حکایت نصوح دلاک کی جو توبہ نصوح کیا

ایک حمامی تھا نام اسکا نصوح * رنڈیونسے ہوتا تھا اسکو فتوح
رنڈیونکی ایسی اسکی شکل تھی * آپکو وہ تھا چھپائے شہوتی
تھا اُسی حمام مین وہ نابکار * رنڈیونکا روز و شب خدمتگذار
تھا دغابازی مین بس چالاک وہ * فسق مین مشغول تھا ناپاک وہ
ایک دن جا ایک عارف سے کہا * کیجئی کچھ واسطے میرے دعا
بادہ حق سے جو کوئی سرشار ہو * بھید سب کا جان کر ستار ہو
خلق کا جسکو کرے ہے رازدار * پھر کرتا نہہ پر اُسکے کردگار

مسکرا کر کے کہا عارف اُسے * اپنے تو افعال بد کو چھوڑ دے
دے تجھے توفیق توبہ کی خدا * بار دیگر تا نہ پاوے تو دغا
وہ دعا عارف کی ہو گئی کارگر * اُسنے توبہ کی اور پایا اجر پھر
سب تیرے دشمن ہیں جز رب العلا * دوست کا کب تجھکو ہی شکوہ روا
عہد میثاق اور توبہ توڑے گر * موجب لعنت ہو آخر سر بسر

فائدہ در بیان صبر اور توکل کے
اور نقصان تعجیل اور حرص میں

لطف رحمانی ہی صبر و اجتناب * مکر شیطانی ہی تعجیل و شتاب
سب کو حق دیتا ہی روزی فضل سے * جس کا عہدہ ہو وہ اُسکے رکھے
جس طرح سے ہی تو عاشق رزق پر * رزق بھی تجھ پہ ہی عاشق سر بسر
تو اگر دوڑا جہاں میں جائیگا * رزق در سے تیرے پھر کر آئیگا
گر نہ دوڑے رزق گھر میں پائیگا * دوڑنے سے درد سر پہنچائیگا
رزق تیرا جو ازل سے ہو نصیب * بیٹھی تو جس جا پہنچاوے حبیب
وصف حیوانی ہی رندیوں میں زیاد * رنگ و بو سے اِس لیئے ہوتیں ہیں شاد
جسنے کھائی گھاس سو قربان ہوا * جو کہ پایا نور حق قرآن ہوا
تو قناعت سے نہو ہرگز خراب * حرص سے حاصل نہو دے فتح باب

بیان اِسکا کہ بیزوری اور تقلیل نفس کی دال ہی

ہے مقلد کو بڑا آوارہ میں خیال * راہ زن اسکا ہے شیطان دغا
تجھکو پہنچی ہو علی سے ذوالفقار * پر کہاں بازوی شیر کردگار
گر مخنث آیگے لشکر کے چلے * اسکی آلت خود گواہ کذب ہے
جسکے دل میں ہووے نامردی بھری * ویسی داڑھی مونچھ پر ہووے ہنسی
نفس کے افسون سے تو مست ہو خراب * مل کسی کامل سے ہو جا کامیاب
ہے فسون کاملان کا مثل شہد و شیر * اسکے گر دمکے تئین کرئے عبیر
دے دغا رو پر لئے گئی خر کو گھر * جانے دے پر تو نہو جا بار خر
گر بکار ایجاد سے پیش مرہنگ خر * تو ہے آدم کہاں فہم تو اے پسر
نور سے تیرے ہے روشن آسمان * یہہ خرونکی جا نہیں تیرا مکان
ہے خرونکی جای یہہ دنیا تمام * تو ہے تیرا عیسی یہہ تیرا مقام
چرخ اور انجم سے بھی ہے تو برا * مصلحت سے تو ہے آخر میں برا
میر آخر ہے جدا ہے اور خر * جو کہے خر میر آخر کو ہے خر

ذکر اسکا کہ وہم طبع اور خیال بد

مثل موم اور صحبت یار بد کی بل ہے

قسم ہے پروردگار پاک کی * یار بد سے سانپ کی صحبت بھلی
بیچ اس امت کے مسخ تن نہیں * مسخ دل ہو جای لیکن بالیقین
تو خیال بد میں اتنا کر نہ کد * نیکوونکو ساتھ مت رکھ ظن بد

مت رکھ اخوان صفا سے بدظنی * گرچہ اُنسے ہو بظاہر کچھ بدی

اِس خیال اور وہم بد مین پڑکے تو * دوستونکو اپنے جانے ہی عدو

عالم وہم و خیال و طبع و بیم * راہ مین سالک کے ہی سد عظیم

وہم مین پڑکر خلیل اللہ کا * غار ہی ماہ و خور کہتین کہا

وہم سے ایسے رسول سرفراز * چوکے ویسے اپنے رب کا امتیاز

رہزنی سے اِس خیال اور وہم کے * اہل دین مین فرقہ بہتر ہو گئے

حرص کو رد احمق و نادان کرے * احمقون پر موت کو اسان کرے

اُن خردون پہ مہمان ہے گر جاسے جان * جب نہین ہی آب جان جاودان

جان نہو جاوید جسکی ہے شقی * جرات اسکی ہی اجل پر احمقی

جہد کرتا جان ترا جاوید ہو * موت کے دن تا ترا توشہ ہو دو

بھوکھ خاصان خدا کی ہے غذا * جس سے تو بیزار رہتا ہی سدا

گر نہووے نور دل وہ دل نہین * جان نہو تو تن بغیر از گل نہین

جوکہ کفت دیکھا سو ہی اندر شہر * بحر جو دیکھا سو ہی بے اختیار

نفس کے کتے سے تو عاجز رہا * تس پہ دعوا ہے کہون شیر خدا

بیان مسئلہ جبر اور قدر کا

تجھکو اے جبری ہین ہیگا سازوار * تا لہ بالکل بھولے اپنا اختیار

عالم امکان مین ہر ہر جیز کا * بے گمان مختار مطلق ہی خدا

لیک تو مجبور مطلق بھی نہیں * تا کہ تو مانا ہے جبری سب کہیں
اختیار حق سے ہو گر اختیار * کیا سبب غصہ ہے تجھ میں آشکار
امر و نہیں و مہر و انعام و عتاب * پھر بجبر مختار کے کب ہو صواب
قدریوں کو ہے نظر اس گرد پر * اس لئے کہلا دیں ہے وہ اہل قدر
جبریئے ہیں اس نظر کے منکرین * اس لئے مجبور کہلاویں یقین
جبریاں بیشک زبوں ہیں قدر سے * منکر حس اپنے ہیں وے جبر سے
منکر حس ہیں نہیں اہل قدر * بلکہ فعل حق سے ہیں وے بے خبر
فعل حق سے ہے نہ انکو آگہی * حس بشری فعل حق کب پاویگی
ہے غرض تکرار اس دو قوم کا * حشر تک قایم رہے یہ ماجرا
ہووے آپس میں اگر معقول دو * مات ہوجاتے بہتر کا ہیکاو

فایدہ عشق اور بقا سے روح او رفنا سے تن کا

عشق مردیکا نہووے پایدار * عشق حی جان فزا کر اختیار
روح لے قالب کرے تا کروفر * قالب بے روح ہے مثل حجر
ہے یہ عالم مردہ زندہ وہ جہان * ذرہ ذرہ ناطق دان و زندگان
مردہ جگ سے کب انہیں آرام ہے * یہ طرف تو لائق انعام ہے
گلشن فردوس ہو جس کا وطن * یہ جہان پاس آسکے ہے جیوں گولخن
جای روح پاک غایب ہے * جای روح ہر نجس سجین ہے

جاے باران گلشن و نسرین ہی * کرم کی جا تو دۂ سرگین ہی
خانہ گونکو حق کے ہی جام طہور * ہی جہان شورابۂ مرغان کور
ہی شبستان خدا جیون آفتاب * کب شب تاریک ہو آسکی حجاب
جب کیا عریان جہانے حق کے پاس * حق آسے دیتا ہی رحمت کا لباس
خلعت اوصاف حق وہ پہن کر * قار دنیاسے آڑ سے افلاک پر
خاک مین تہا وہ اگرچہ دردناک * خاک سے گذرے پہ ہو جاتا ہی پاک
تن ہی یک مہمان خانہ کے مثال * پس تو مہمانون پر کر اسکو حلال
سات سال ایوب با صبر و رضا * تن کئے تھے وقف کرمان بلا
رنج سے ہرگز نہو تو ترش رو * با ہزار گنج شکر تب حق سے تو
شیوۂ کب نازکی دلون کا ہو جدال * ای یہہ خوب ہو کوہ جینے کا خیال
تن فدا کرنا ہی رسم عاشقان * ہی شہیدونکو حیات جاودان
یہہ جہان اصغر ہی اور کبری نفس * دو نوشان رستم و حیدر ہی بس
یہہ بہار باغ بعد از برگ ریز * ہی تجھے روشن دلیل رستخیز
ظاہرا خاکی ہو کب مانند خاک * کب نظر آنکو آوے مثل تاک
جو نظر غیرونکے محرم پر رکھے * اسکے محرم بھلے آگے غیر سے

فائدہ مستوریت زن کا نامحرمون سے

عورتون کو غیر سے محرم نکر * مرد و زن دشمن مثل بابہ او رشہد

جب بہم دو ہون باالف یاکین * ثالث باالحسر ہو پیدا یقین
جو کہ نامحرم سے ہووے فسق جو * قابتان بیشک ہی اپنے زن کا دو
دہن کے رہ کا گر نہین ہی راہ زن * رنگ و بو مین رہ نہ تو مانند زن

حکایت برسبیل تمثیل کے

یون کیا دانا سے جاہک نے سوال * باطل و حق کیا ہی ای شیرین مقال
وہ کہا باطل تیرے یہہ کان ہین * اس سے بڑہ کر چشم حق ہووین یقین
ان نکر تجہیاں اول ہو فنا * جو فنا دیکہا سو پہر باقی رہا
ہی جہان مین نور نار و نار نور * اس لئے دنیا ہانی دار الغرور
نقال رہ ہین گر چہ ہوتی ای جوان * فخر رازی دینین ہوتا راز دان
سب تفکر سے ہو کشف یہہ انا * یہہ انا مکشوف ہو بعد از فنا
انا فانی بذات مستطاب * جیون ستارے ہون فنای آفتاب

مناجات بیچ درگاہ حق تعالی جل جلالہ شانہ کے

تجہی ہجر ای خدائے مستطاب * صفت تری الغیاث والغیاث
ماں خاطر تیرے مر ناخوب ہی * ہجر تیرا صنعت نا محبوب ہی
جو کر میرے گنہ سب ای کریم * بندگون پر لطف تیرا ہی قدیم
مال میری کیا ہی مین کیا چیز ہون * تا طلب تیرے سے آمرزش کرون

کون ہو نہین کیا ای میر امین پنا * مین پناسب کا ہی تیرے مین فنا

مناجات عام جناب ملک العلام مین

کیا کہون تیرے سے ای صاحب کرم * کیا مجھے طاقت جو مارون ایکدم
تو عدم سے خلق کو بخشا وجود * تو کیا نابود تھا سو اسکو بود
تو کیا گستاخ تو گستاخ ہین * تو کرم سے بخش گستاخ تئین
تو نے دی ہمکو دعا کی آب و تاب * پس دعا کو کر ہمارے مستجاب
تو کیا ہی مست ہمکو ای صمد * بار نی ای شرع کب ستون کو حد
جب کہ ہون ہوشیار ہم حد مارنا * ایک کب ہوشیار ہوتا ہون شہا
بندگی تیری ہی آب زندگی * آ بجوان بھی کہین ہی مارنی
سم سے کب فاروق کو ہی بچھے ضرر * کیونکہ ہی تریاق فاروقی شکر
ڈھونڈ وہ تریاق فاروق ای غلام * تا کہ ہو فاروق اوران والسلام

چھٹوان دفتر مثنوی شریف کا

سبحانہ ما اعظم شانہ وحبیبہ ما اکرم عرفانہ کہ جسنے تن ظاہر یکو خلعت تن باطنی کا کیا اور رستہ ضرور یہ کو واسطے تقویت لطایف ستہ کے پیدا کئے جسنے اسکو جانا آپکو پہچانا جوکہ آپکو بابادہ نظر آیا تمام عروج ونزول موجب رحمت وقبول اور تمام خروج جہول باعث

نکہت و نکول کا ہی مرشد صاحب حال محرم اسرار ذو الجلال ہی
اور جوکہ اسمین محو ہو گیا وہی صاحب کمال ہی سبحانی ما اعظم شانی
اس ہی کی شان ہی یہہ عاشق دیوانہ اپنے سے نادان ہی
وصلی اللہ علی سیدنا محمد مالک العرفان مالک الانس والجان وآلہ
واصحابہ اولی الہدایۃ الی الایمان

ای حیات دل حسام الدین مجھے * یہہ چھٹا دفتر ہی خوش آئین مجھے
پیش کش کرتا ہون مین ای معنوی * یہہ تیرے خاطر نگارین مثنوی
شش جہت کو مثنوی سے نور دے * تجھسے تا مشہور یہہ نامہ رہے
عشق کو کوشش پہنچ سے کب کام ہی * اسکو جذب یار سے آرام ہی
نقش خارستان فنا سے مار ہی * بوی گل قوت دماغ یار ہی
ای نجس جو کہین ہمارے پاس گر * خوک اور سگ سمجھے ہین حلوا اور شکر
یہہ جہان ہی سر بسر اسباب جنگ * ایک کو ہو ایک کی غیرت سے ننگ
یہہ جہان اس جنگ سے ہی برقرار * ہی خالق چار عنصر آشکار
خالق کی ایجاد ہی اضداد پر * اس لئے ہم ہین جھگڑتے سر بسر
تجھمین ہی تو دیکھ یہہ جھگڑا ہر آ * دوسرے سے بس جھگڑتے کیون ارا
وہ جہان سب باقی و آباد ہی * کیونکہ ترکیب اسکی بے اضداد ہی
پھر ستارے کا مقرر ہی مکان * پر سماوے کب سما مین نور جان

نور نامحدود حد مین کیسے آسکے * اس مکان مین جان پیدا کیسے پاسکے

اس زمین پر سبز ہووے جو نبات * خضر سا پیتا ہے وہ آب حیات

جان جب جانان طرف کرتی گذر * عمر بے پایان سے ہوتی بہرہ ور

مرغ پر وا اڑا کرے تا آسمان * ہمت عالی برابر ان ہی جان

خیر و شر مین گرکوی عاشق بندھے * آستی دست دیکھ باقی چھوڑ دے

باز گرچہ ہو سفید و سیہ نظیر * صید جو سب کو لیتا ہے حقیر

جغد کو گر میان ہے بازوی شاہ * باز ہے گرچہ نہ رکھے وہ کلاہ

مست مستی آدمی کی ہے قدر * ایک دست سے گیا فلک پر

حق بینی آدم کو کرمنا کہا * کب ملک کو مرتبہ ایسا ملا

جان کو حاصل ہے فضل اور آگہی * تو ہوا آگاہ تر ہے وہ قوی

جان اول مظہر درگاہ ہوا * جان جان خود مظہر اللہ ہوا

عقل و جان سے جب ملک آگاہ تھے * جسم سب وہ جان آدم کے بنے

بھید ہے بیک اور پرکس سے کہوں * کون ہے جانے جو اسرار درون

اہل ظاہر کیسے سمجھے وہ نکات * وہ ہے معنی نہ فعول و فاعلات

کب دریغ ہووے نرگس سے نظر * ایک خر خشت سے ہے جو کہین ہنر

گر حسد کر خر کو ہوتی آرزو * حق دریغ اس سے نہین رکھتا کبھو

معنی نختم علی افواہہم * ہے یہی پہچان لیکن ای محتشم

ہو سب ایمان تا کہ یہ ختم گران * کھول دین و ہین خاتم پیغمبران
ختمہا جو چھوڑ گزرے انبیا * مصطفی کے دین سے وہ آ کھولدیا
سب کھلے کے قفل جو باقی رہے * بات سے انا فتحنا کے کھلے
مصطفی ہین شافع ہر دو جہان * دین یہان دین وہان دلاوین وہ جہان
پیشوائے انبیا و مرسلین * کام آنکا رہنمائی ہے یقین
اس مبارک دم سے حل ہین ہزار باب * دو جہان مین دعوت آنکی مستجاب
ہین اشارات محمد المراد * کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد
ہون ہزارون آن پہ صلوات و سلام * اور فرزندون پہ آنکے ہو تمام
وہ خلیفہ زادگان حسن و حسین * جو جگر گوشہ ہین آنکے نور عین
گر چہ ہون بغداد مین یا روم و رے * غیر آب و خاک آنکی نسل ہے
شاخ گل ہے جس جگہ ہو شاخ گل * ہے خم مے جس جگہ پر ہووے مل
گر ہوا خورشید مغرب سے بلند * ہے وہی خورشید اے دانش پسند
عیب چینون کو خدا یا دور کر * اپنے ستاری سے اُنکو ور کہ

بیان بیچ فایدہ تجرید اور کسر نفس امارہ کے

راہ مین حق کے نہین جب تک فنا * کون پہنچا تا بدرگاہ خدا
ہے تجھے معراج و تمکین نیستی * عاشقون کا مذہب و دین نیستی
عاشقی مین جب ہوا کامل ایاز * اپنے ہستی سے اٹھایا دل ایاز

بود سے جب اپنے وہ نابود تھا * انتہاے کار خود محمود تھا
جب کیا وہ نفس کو اپنے تباہ * پوست اور چارق بنایا قبلہ گاہ
ملک و مال و دولت دنیا یقین * سالکو زنگار سدرہ ہی اے امین
ظاہرا جنت ہی دنیا سبز * باطن اسکا ہی جہنم سے بتر
سربسر دنیا کے سارے نعمتان * زہر قاتل ہیں بحکم امتحان
دور سے آتے ہیں نظر جیون بحر آب * جب ہوا نزدیک تو ہی وہ سراب
رنگ و بو پر آپکے مت مغرور ہو * اس بلا سے بچتے اے جان دور ہو
ظاہرہ ہی نام میری اور شہی * باطن اسکا درد مرگ جان دہی
بندگی کے رہ میں حق بندون سا یار * مت کسیکے ہو تو کاندھی پر سوار
خلق کو حمال تو اپنا نکر * مثل مردے کے نجاتا بوت پر
بار اپنا غیر کے سر پر نہ دے * بادشاہی سے فقیری خوش رکھے
ویسی میری سے فقیری ہی بھلی * جو غرور مال سے ہو کاہلی
ہیں حقیقت سردار زادے نیک ہنر * اپنے بدطوار لے ننگ پدر
علم و حکمت گرچہ بہتر جانتا * پر نہیں تو عیب اپنے مانتا
ہے نظر دوسرے ار ہر یار بشر پر * بیش تجھ میں کچھ نہیں اسے ہنر
بلکہ اسکی بھی بحکم ابا ہی * پوچھتا ہی اور سے بیش و کمی
پاچ میں تبر سے تجھے ہوگا فلاح * کام آوے زہد و تقوا اور صلاح

جانور ہوتا ہی موتا گھانس سے * مرد ہو مغرور جاہ و مال سے
لیک یہہ موتا بنا کیا کام آے * یہہ تنا بہر تجھکو دوزخ مین جاے

فایدہ بیچ اختیار کرنے طریق
سنت و جماعت کے

مصطفی فرماے گر چاہے بہشت * مانگ مت کسی سے تو دنیاے زشت
گر نہین مانگا تو ضامن ہون تیرا * جنت و دیدار حق تو پایگا
یہہ جہان ہی دام دانہ آرزو * دام مین دانہ بدل مت جا کبھو
گر کرے ایسا تو پاوے مو کشاد * بر خلاف اسکے کرے دیکھے فساد
ہی تردد سے تیرے سب کاروبار * یہہ تردد ہی نہ غیر از اختیار
پس قضا کا تو بہانہ کچھ نکر * فعل پر اپنے تو رکھ اپنی نظر
فعل تیرا تجھسے جو پیدا ہوا * عاقبت پکڑیگا وہ دامن ترا
دایم اپنے جرم کا رہ تو مقر * اتہام اور عدل حق سے صلح کر
وزد ایمان ہی تیرا دیو دنی * مت رکھ ایسے چور سے تو ایمنی
رہزن ایمان ترا ہی فتنہ گر * ہان حذر کرتا نہو زیر و زبر
مرکب توبہ عجب کچھ تیز ہی * رہزن ایمان کا خون ریز ہی
کب توبہ ہو جلدی سوار * رہزن ایمان کو اپنے جلد مار
یک بلا وہ جو رہی پر شر و شور * جیون عیال ہردم ہین اسکے شغل اور

رکھ نگاہ ہر آن کام اُس چور کا * تا کر مرکب بھی نہ لیجاوے چُرا
پھر اُسکا کون جانے جز خدا * لے خدا کا آسرا مت کھو دغا
تو ای یوسف دیو ہی گرگ ای جوان * دامن یعقوب کو مت چھوڑ آن
ترک سنت اور جماعت کو نکر * گر گیا تو خون تیرا ہے ہدر
عمر آدھی نازنینوں میں گئی * غصہ دشمن میں وہ باقی گئی
اُس نے جب لے لیا سے کانہ * غرق پیش بازی میں ہم ترک کو لیے آہ
شب کے آگے چارہ کر یو جستجو * ضایع مت کر روز اندر گفتگو
راہ ای سنت جماعت جیون رفیق * بن رہ دلی یار ہو جاوے غریق
راہ میں لے عذر دیوے اپن چور پیش * وقت فرصت چاپیش تجاولوتے لیں
یا کرے مردی سے بتا کر ہراس * راہ سے پھرے تجھے نا حق شناس
تجھکو ڈر بتلا جو پھیرے راہ سے * دور تر بھاگ اُس بدخوار سے
عمر تیری دیو نے لی دے دغا * نفع کیا وے پھر تعوذ یا دغا
عشق با ناموس کے امکان نہیں * چھوڑ دین ناموس عاشق بالیقین
خانۂ دل کو بچا ای شیر نر * اسطرح کا چاہئے عاشق کو گھر
نیس خواب ای عاشق اپنی کر ذرا * ایکشب کو جی میں جیتا ہوئے آ
تن ہوا وے دیدۂ تن کی نظر * چشم جان سے دیکھ حال با خبر
جان کے کوزہ میں ہے آب حیات * تن کے کوزہ میں بھرا زہر ممات

جب ترا شیطان ہووے یار غار * ہو ہدایت پر کہاں تجھکو قرار

زہر جو دیکھا سو ہی آگاہ دل * پرورش سے اُن کے تو ہوگا خجل

مصطفیٰ فرماے قرآن اور دل * بعض کو ہادی ہی بعضونکو مضل

مثنوی کا بھی یہی احوال ہی * بعض کو ہادی کسیکو ضال ہی

رمز موتو قبل موتو ہی یہی * تا مرے پیش از اجل با آگہی

زندگی میں تو نہیں جب تک موا * واصل حق کسطرح سے ہوئیگا

آسمان پر تا کہ ہون سیارگان * تب تلک خورشید عالم ہو نہان

تو منی کو چھوڑ اپنے ای عزیز * تا تجھے ہو اصل کی تیرے تمیز

عکس اپنا آپ خود دیکھا ہی تو * آپکو تو غیر سمجھا ہو بہو

عکس سے کھاکر کے دہوکا دھم کا * جسطرح سے شیر چشمین گر پڑا

نیست خود ہستت ہی ای مرد راہ * نیست ہو تا پر تجھے پہنچے نگاہ

پس تجھے اول فنا ہو نا ضرور * تا تجھے آوے نظر وہ اصل نور

چاہے تو گر نور دیکھے بے حجاب * ہو فنا تا نظر آوے آفتاب

وہ نہیں ہی مرگ جو تربت میں جاے * بلکہ جیون ظلمت کر تو پھر نور پاے

جاے طفلی مرد بالغ ہووے جب * روز کے آنے سے کب رہتی ہی شب

خاک زر ہو شکل متنگی خاک کی * آئی شادی گئی غمی غمناک کی

مصطفیٰ فرماے ای اسرار جو * چاہے مردیکو جو دیکھے زندہ تو

مثال زندیونکے چلے ہی خاک پہ * جب مرے وہ جا ہی جان افزا کے پھر
ساکن بالا ہی اِس دم انکی جان * ہو منتقل روح انکی بعد ازان
ہوے ہیں وہ صدیق اکبر یار غار * ہے فلک پر جان انکی برقرار
کیونکہ پیش از موت انکی جان پاک * چھوڑ دے ہے یہ تن آلودہ خاک
پس مرے پر انکی روح پاک کو * نقل ہو نہ عالم افلاک کو
نقل گر ہو وہ تو ہی جیون نقل نام * بلکہ جیون منزل سے ہو نقل مقام
موت کے آگے ہوا ہے انکا نقل * غیر مرنے کے بجائے انکو عقل
مردہ زندہ ہے صدیق امین * صدق سے ہوگئے امیر المومنین
اِس جہان میں دیکھ لے صدیق کو * تا قیامت کے کرے تصدیق تو
پس محمد ہو قیامت نور تھے * کیونکہ پیش از موت کے فانی ہوے
زادہ ثانی تھے احمد مصطفی * خود قیامت ہو تھے آپ ہی ظاہرا
آپ سے جو پوچھا محشر ہی کب * مصطفی فرماتے اسکو اے عجب
اب قیامت سے قیامت کا سوال * کیا سبب کرتے ہیں یہ غافل جہال
اِس لئے فرماتے احمد خوش پیام * رمز موتو قبل موتو با کرام
جس طرح پیش از اجل کے میں موا * تم مرو پھر کشف ہو پھر ماجرا
پس قیامت ہو قیامت دیکھ لے * دید کو ہر شی کے یہی شرط ہے
تا نہ ہو تو وہ نہ پائیگا تمام * خواہ ہون نور و یا کہ ہون ظلام

حکایت بر سبیل تمثیل ان عالمو نکی جو عمر اپنی ضایع کرتے ہین

روز عاشورہ کے سب اہل حلب * جمع ہو انطاکیہ مین تا بشب
نالہ و نوحہ بکا کرنے لگے * کربلا کے واقعہ کے واسطے
اس یزید اور شمر ملعون کا ستم * شرح کرتے تھے بصد درد و الم
ایک شاعر اجنبی آیا وہان * دور سے پوچھا کہ یہہ کیا ہی فغان
مر گیا ہی کون کس کا ہی عزا * نام و نعت اسکے مجھے دیوو بتا
تا کہون مین مرثیہ اسکے لئے * اسکے نام و نعت اور اوصاف سے
ایک بولا تو ہی دیوانہ مگر * تو نہین شیعہ عدو ہی سر بسر
مومنون پر غم حسین پاس کا * نوح کے طوفان سے ظاہر تر ہوا
جب سنا شاعر کہا بیشک ولے * کس زمانے مین یزید اور شمر تھے
واقعہ یہہ کب ہوا تھا ای عجب * تمکو پہنچا بعد کس مدت کے اب
اب تلک شاید کہ تم سوتے رہے * جو عزا مین چاک اب جا رق کئے
پس عزا خود پر کرو کروای خفتگان * کیون کہ ہی بدمرگ یہہ خواب گران
چونکہ وہ خود خسروان دین تھے * شاد و خرم گئے کہ چھوٹے قید سے
اوج دولت پر گئے ہو شادمان * کندۂ و زنجیر جب توڑے شہان
گاہ کرتا عیش گہ شاہنشہی * تجھکو ہوتی کاش ان سے آگہی

گر نہین آگہہ تب چار دو آپ پر * جو نکہ ہی اس خاک پر تیری نظر
تو کہان ذرہ کہان ہی آفتاب * کیا سب ایمان پاس جونتی کا حساب
شرط روز بعث اول مرگ ہی * زندگی کو موت ساز و برگ ہی
جملۂ عالم یہان مگر بھوے پیش راہ * موت سے ڈرتے دلے ہی وہ پناہ
جسم خاکی کی نظر ہی خاک پر * بود کو نابود بوجھے وہ نظر
چشم باطن بابین اگر بخشے خدا * ذات ہستی کے سمجھہ کو پایگا
دیدۂ دل گر جو روشن ہوون تیرے * تب جہان محشر نظر آوے تجھے
اس لئے دیکھے حقایق ناتمام * بوجھہ نا آسکا ہی خامون پر حرام

بیان اسکے کہ عاشقون کو حیات دایم ہی

یہہ جہان زندہ ہی یکسر حق کے پاس * تو کیا ہی اسکے تئین مردہ قیاس
بندگی کر حق کے خاطر ای فضول * نفع کیا دے خلق کا رد و قبول
گر تو ہی چاہے خریدار ای فلان * حق سے بہتر مشتری تیرا کہان
یہہ نجس تن تجھہ سے حق لیتا ہی مول * پھر عوض دیتا ہی سو نقد قبول
مول لیتا یک نجس جسم فنا * خوش عوض مین دے تجھے ملک بقا
اشک کے قطرونکو تیری گر خرید * بخش دے کوثر کتین رب المجید
مول لیکر ایک تیرا سوز آہ * بخش دے سو سو طرح کے عز و جاہ
دے لے پیش عشاق سب خون ناجمین * گر برتے پیش عشق کے گرداب مین

آسیا کے طور دایم بیقرار * روز شب گردان و نالان زار زار
گرچہ پہلے عشق ہی رنج و بلا * انتہا گنج سلامت پائیگا
تن کو پانی کر بہا آنکھوں کی راہ * رکھ مدام انجام پر اپنے نگاہ
اصل خواجہ ہی لیکن ای غلام * کام کرت اس پہ رکھ موقوف کام
ترک کر ناکام کا ہی کاہلی * عشق میں ہی مجھکو جان بازی بھلی
عشق میں ہی ترک بہتر ناز کا * نازکی دستور ہی جان باز کا
بھول جا بیکارگی رد و قبول * امر و نہی و عشق سے مست ہو ملول
ہر دوکان میں جنس ہوتی ہی نئی * فقر کی دوکان ہی یہہ مثنوی
مثنوی میری دوکان وحدت کی ہی * مثل بت ہی جو بجز وحدت کے ہی
اسکے آگے ہی سخن نازک یقین * کہنا ہر یک شخص سے لایق نہین
آشتی چاہے ہی کب یوسف سے بھیڑ * رہ سلیمان پاس دیوون کو نہ چھیڑ
صالح یوسف سے نہ چاہے بھیڑیا * مل سلیمان سے نہ دیوونکو مٹا
شرع کے احکام ہو وین زندہ پر * مردگونکو شرع سے کب ہو خطر
جو فقیری سے ہوا ہو آشنا * مردگوں سے بھی زیادہ ہی فنا
مردہ یک تو بت ہوا یہہ لاکھ بار * خون بہا ہر قتل کا ہی بیشمار
گرچہ مارا حق نے انکو بارہا * پر عوض خون بہا حق نے دیا
قوم یہہ مانند ہیں جرجیس کے * بارہا مارے ہوے پھر جی اٹھے

قسم ہے یکبار جو مارا پھر آ * قتل پھر ہونے پہ عاشق تو ہوا
تو نے دیکھے بہت مردے گور میں * گور کو اب دیکھ مردہ میں یقین
عاشقوں کے سات مت رکھو ملاپ کہیں * نقش گرنا ہے ترے پاؤں کہیں
مرنگوں ہے عشق کے جھگڑا بکر * صورت تصویر ہیں وہ سر بسر
حال اُنکا شرح میں آتا محال * آنکھ تو غدار دنیا سے نکال
ہمکو دالے گوا کہتا حق کیا * تو سر بریاں سا ہنستا رہا
شمع سا رویا کر اے روشن ضمیر * تا کہ دل ہووے ترا روشن منیر
ذوق خندہ تو ہمیشہ چکھے چکا * ذوق رونے میں ہے اُس سے بڑا
خندہ جاوید رونے سے ملے * پھر نہیں وہ ذائقہ تم جا کہتے
ذوق رونے کا نہیں جانتے ہو تم * آب حیوان ہے مگر ظلمات میں گم
ہے تیرے عشق میں رونا ستم * ایک غم میں خندہ ہونے میں شکم
اِس محل میں آفتاب نوردار * دمبدم ہوتا ہے ذرے پہ نثار
عشق میں ہے شیر صید آہوان * بار ہے فرمان پر تابع ہو کے جان
عقل و حکمت عشق میں بے سود ہے * یہاں فنا ہونے میں کل بہبود ہے
اس جہان کے محنت و رنج و الم * محنت و مجبوری حق سے ہے کم
ترک دنیا کر تو ہیں تنہا اے پسر * ایک دوری حق کی اُس سے تلخ تر
ہوں ست جفا اٹھانے قہر کردگار * قہر دیکھے جو کرے قہر اختیار

قہر کا انجام تک دیکھ ای ودود * قہر سے کیا لیگئے عاد و ثمود
کعبۂ جبریل وجان کا سدرہ ہی * قبلۂ عبد البطون کا سفرہ ہی
قبلۂ عارف ہی نور ذوالجلال * قبلۂ عقل و مفاسفت ہی خیال
قبلۂ زاہد خداوند کریم * سیم و زر ہی قبلۂ مرد لئیم
قبلۂ خلوت نشینان ذوالمنن * قبلۂ صورت پرستان روی زن
قبلۂ مرد حق کا نیک اعمال ہی * قبلۂ نا اہل کا اطفال ہی
قبلۂ معنی درون کا صبر ہی * قبلۂ صورت پرستان جبر ہی
قبلۂ عشاق حق ہی ای پسر * قبلۂ باطل ہی شیطان بدگہر
قبلۂ فرعون دنیا سر بسر * قبلۂ حر بندہ ہووے کون حر
یہہ سخن ظاہر اور باطن ہوویں بس * تا کہ عنقا سے نہو محرم مگس
کوئی عاشق نہیں دیوانہ تر * عقل ہی سو واسطے اسکے کو روکر

ذکر اسکا کہ صبر کرنا اور جاہل کا جور اور جفا سہنا
واسطے عاقل کے عزت ہی

جاہلون سے گر ہوا تو ایک دل * ہوویگا آخر پشیمان اور خجل
جاہلون کی دوستی ای ہوشیار * زہر قاتل ہی کریگی تجھہ کو خوار
کو ہر و خرمہرہ کو یک جانئے خر * عقل و عاقل جانی کیا وہ ای پسر
عقل و ایمان جاہلون سے دیو غول * مال دنیا دے دغا سے لیویں سول

ای مگس دیباہو مغرور مال * مگس ہوا بود آو جوہر جا وین بیش بال

صبر کرنا چاہاون کے ظالم پر * تجھکو ان کا قتل ضروری ہے مگر

حلم سے نا اہل کا سہنا جفا * اہل دل کہتے ہیں صبر امر ہے بجا

آتش نمرود ابراہیم کو * روشنی دیکی برہانی موجود

وہ نفاق و جور کفر نو جہان * نوح کو تھا صیقل مرآت جان

لیک جو چاہے بجھانے شمع دین * شمع باقی وہ جلے بیشک یقین

جو کریگا شمع پر مولاکی دم * شمع روشن وہ جلے سا تو جنم

حشر تک لعنت کی برسے اوسپر رسول * بولہب پر جیسے کی ہے بہت نزول

نور کو ظلمات سے کیا ہو خلل * بھاگے ہی لاحول سے دیو و غل

ہووے سب دامن سے تصویر و نے دور * نور نور نور نور نور نور

وہ طریق خاتم پیغمبران * انکے وہ آداب وہ یاران کہان

وہ نماز و روزہ و رحمت کہان * تو کہان تجھکو یہہ دولت ہے کہان

یہہ دعا مانگی ہے دایم موش کور * تا نہو خورشید کا جگ مین ظہور

حکمت بیچ پیدایش خلیفہ حق تعالی کے

جو آدم علی نبینا و علیہ الصلوات والسلام ہیں

جب ارادہ یون کیا پروردگار * تا تجلی ذات کی ہو آشکار

ضد نتھی اس ذات کے مانند کو * ذات بے ضد کے نہو ظاہر کبھو

پس بنایا ایک خلیفہ خوش صفات * تاکہ ہو آئینۂ اوصاف ذات
نور بیحد مرحمت اُسکو کیا * ظلمت اُسکا ضد بنایا دوسرا
نور و ظلمت سے بنائے دو نشان * ایک آدم دوسرا ابلیس جان
سالہا یہہ دو مخالف تھے بہم * جنگ اور پیکار تھا انمین جنم
دوسرے اور یہین جب تابیان تھا * ضد نور احمد کا وہان قابیل تھا
نور ابراہیم جب پایا ظہور * ہوگیا نمرود دشمن بالضرور
فتنہ ان دونومین یکمدت رہا * بعدہ آتش سے یہہ فتنہ مٹا
تھے غرض ہر دور مین یہہ دو فریق * تاکئے فرعون کو موسی غریق
سالہا بر پار سے یہہ دو علم * آب رود نیل تھا امر کا حکم
پھر ہوا جب دور ختم المرسلین * تھا عدو حضرت کا بوجہل لعین
کیا نظر سے ہو نہین ہی غور جب * بوجھین ان رمزون کتین جہال کب
تو خیال وہم مین پر آئی فلان * مثل سوفسطائی مت ہو بدگمان
وہی اپنے عقل سے معزول کر * حیثیت اپنے جو بیٹھا بھول کر
ہی حقیقت حق کے حاکم خالق پر * کب اُسے پاوے بھلا حس نظر
لیکتا ہی محسوس حس اندر ستر غیب * ساتھ تیرے ہر زمان بیشک و ریب
وہ نظر جسپر کہ ہووے حق عیان * وہ نہین ہی چشم تن ہی چشم جان
حس حیوان دیکھہ لیتے اُسکو گر * بایزید وقت ہوتے گاو خر

آتش ظاہر سے جاتا ہے نہال * آتش جانب سے چلے تیرا خیال

بالکہ عالم جاں کے سبب ہو جائے ہو * کل شیء ہالک الا وجہہ

ماسوی اللہ لا الہ سے مٹا * کہہ کے الا اللہ سے وحدت جگا

تن رہے تک ہے تیرا محبوب جان * تن فنا کر دیکھ جان جاودان

رات کو کرتا ہو نہیں جب عزم خواب * سر بسر ہوتی ہے کشتی غرق آب

خود نہیں باقی نہ تیرا کر ذکر * تن پر آمردہ کا جیسا سے خبر

رات بھر تا صبح دہ شاہ علی * خود وہی کہتا الست خود بلی

کیونکہ ہے لے دو سرا موجود وہاں * وہ نہ تنگ سب نکل گئے سب جہاں

جب گیا خورشید منزل شب کو ہاں * پھر مہ جیسون کردہ تکرار کرتی ہے قمی

ماہی شب سے نکال وقت نہار * مثل یونس خلق ہو وین آشکار

پیٹ سے سب ماہی شب کے باہر آ * صبحدم اب میں ہر یک بولتا

نار جو موسیٰ نے دیکھا نور تھا * حور تھی شب ام آئے زنگی کہا

مانگ آگے دیدۂ بینا دے بس * تا نہ دریا کو چھپاوے خاس و خس

چشم بند خلق کے اسباب ہیں * تابع اسباب کے عارف نہیں

حق ترے شہ رگ سے ہی نزدیکتر * دور کیوں کرتا ہے فکرت اے پسر

جس قدر تو فکر کو کرتا ہے دور * اس قدر مہجور رہوتا بالضرور

فائدہ فکرت میں پر کیا کری ہے ماس * ہاتھ میں آسکے نہیں جز باد خاس

جسقدر کرتا ہی وہ فکر دراز * اُسقدر رہتا مراد دل سے باز
ہیں بہت ذہن و ذکاوت اور فن * راہ روکے مثل شیطان راہ زن
اہل جنت ابلہان ہیں بیشتر * فیلسوفو نہین نہایت ہی خطر
اپنے علم و فضل پر مت ہو فضول * حق سے تجہہ پر تا کہ ہو رحمت نزول
زیرکی ہی دام غفلت ای عزیز * پاک بازون نے کیا ہی یہہ تمیز
زیرکی ہی مانع عجز و نیاز * زیرکی دے چھوڑ آ لے سوز و گداز
زیرکان عاشق ہیں مصنوعات کے * ابلہان مفتون نور ذات کے
تا بہ کے فضل و ہنر سے در گذر * خلق نیک اور بندگی ہی کارگر
چارۂ دفع بلا ہی بندگی * فضل حق چاہے تو کر افگندگی

ذکر اسکا کہ ہر چیز مین حق ظاہر ہی

جو خدا پیدا کیا باطل نہین * کیا غضب کیا حلم اور کیا لطف و کین
مت کسی کا فر کی تو تحقیر کر * شاید وہ آخر مرے اسلام پر
خیر مطلق ہی نہین کچھ ایک چیز * شر مطلق بھی نہین کچھ ای عزیز
جھر کیان مت دین کو دنیا وقت پر * نان اور حلوا سے ہووے نیک تر
وقت اپر مت دین کو میٹھی مار نا * قتل سے گویا کر رکھنا ہی بچا

ذکر اسکا کہ درمیان مشورت کے

مشورت ہر کام مین نیکو نسے کر * حکم شاور ھم ہی پیغمبر آپر

مشورت سے کام ہوتا ہے درست * ترک تے شوری کے ہو تدبیر مذمت
عقل روشن ہے مثال شمع کے * شمع روشن تر ہون بس اس ایک سے
جمع ہون یک جا اگر دس بیس عقل * وہان خطا اور سہو کا کمتر ہو دخل
بالکہ ہو یک شمع اپس در میان * نور اس کا نور شمع آسمان
غیرت حق کا عجب کچھ ہے کرم * عاوی دستانی ما یاب بہم
اس لئے فرمای حضرت مصطفیٰ * ترک رہبانی خلوت کوہ کا
صالحون میں ایک صالح تر ہو گر * راہ کا ہبر سے وہی ہو راہبر
ترس مت کر صالحون کو اب ظلوم * مصطفیٰ فرمائے اصحابی نجوم
تجھ پر وجہ مین پائش رہنما * تجھ کو تو بوجھ اپنا مقتدا
صحبت نیکان غنیمت ہے جوان * دو جہان کا راز انسے ہو عیان
خود قضا کے کم رنگا رنگ پائش * فہم میں آسکے خرد سب رنگ پائش
ہے جہان بھر قضا کا جز رو مد * عقل کیون کر پای آسکو بے مدد
بس تو یارون سے تو ہرگز جدا * تا کرو ہو تین سے عقدہ کشا
پکا یارون سے رہ کر شاد دل * تا کہ تجھ سے وہ رہین آباد دل
مثل کی خندان ہوا کے رو برو * تا کرین مانند بابل گفتگو
خوش بتا جون آئینہ اپنا جمال * مثل طوطی تا کرین تجھ سے مقال
خوش کلامی ہے نشان دوستی * بستگی ہے نفاق کی بے الفتی

تیسری فکر بن نجم کے مانند ہین * چرخ پر چرخو مین اپنے . جیون پھرین
جمع ہون . جس جاے پر یاران بہم * ہی تجھے شامل وہان فضل و کرم
غار مین ممکن ہی گر اندھا گرے * ہی عجب گر آنکھوالا جا گرے
جسکے دل مین عشق کے ہووین شرار * اسکو بن معشوق کے کب ہو قرار
ہجر ایک دم کا اسے ہو ایک سال * سال بھر کے وصل کو جانے خیال
عرش کے جانب ہمارا ربط تھا * ہمکو شہوت نے کیا وہانسے جدا
بس پڑے ہم اس کمال وجمال سے * رحم مین زنانکے فن سے زال کے
ہی زنون کا کید یا ربی عظیم * مکر سے انکے بچا ہمکو کریم
گرچہ جب ہم روح تھے یا اب ہین تن * اول و آخر ہے وطن اپنی ہی زن
جو تیرا حس رہ لیجاوے ہووے عیب * ہو نہ اس حس کو فتور مرگ شیب
جہد کرنا ہو دو چندان حس ترا * تا کہ اس سے کام حق کا ہو بجا

قصۂ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا

شب کو یہہ معمول تھا محمود کا * شہر مین پھرتا اکیلا جا بجا
دیکھا ایک شب ناگہان کتنے نفر * واسطے چوری کے ہی عزم شہر
شب روان اسکو کہا ای باوفا * کون ہی تو نام و نعت اپنا بتا
وہ کہا مین چور ہون ای دوستو * ہون تمارے سات تم جس جا چلو
بعدہ ہر یک لگا کہنے ہنر * ایک بولا کان ہین یہہ با خبر

پوچھتا ہون تو نکلی آواز نہین * مین بتا رہے ہون جو کچھ کہ کہون
ایک بولا حیف پہنچا میرے بصر * ہون شناسائی کے فن مین بے نظیر
جب کو تاریکی مین دیکھون ایکبار * ان کو بتلا دون مین آشکو آشکار
ایک بولا ہے میرے بازو مین زور * نقب سے بتلاؤن مال و زر کا چور
پاک کہتا ہے ناک میری میرے اثر * مدفونہ کے متعلق جو ہون مال و زر
مثل مجنون کے کرون مین خاک کو * خاک سے پوچھون ... ک کو
بو کرون بتلاؤن ... * ... اگر ہمدست دگر ... مین
ایک بولا میری ... * خوش ... ہون میر ...
کو شاک ... * ... ہون جا ... مین تا چرخ ...
سب کہے ... خوش خدا دل * ... تیرے مین کیا کمال
وہ کہا و آنکھون مین ... * پھر ان کو بخشش ... کی ...
جب کہ رحمت سے بتلاؤن بادشاہ کو * ... قول ورثہ بادشاہ کو
سب کہے ... کر تو ہی پیشوا * روز دولت کے ہمین ... بنا
بعد دل کر کے سب ... * قصہ ... اس شہ محمود کے
را مین ... نا کہان * وہ کہا سلطان ... یہان
قول کو ... * قصہ ... عبارت ... کے
بس کہ ... * ... سب سے گرنہ

نقب زن مخزن کو پہنچا یا نقب * مال کو ہر ایک سے لوٹے بے تعب
وہ زر و لعل و جواہر بے قیاس * لے گئے سب جمع کر کے اپنے پاس
شاہ اُن سب کا سمجھ نام و مقام * اُن سے ہو پوشیدہ آیا تیز گام
ماجرا شب کا امیر دن کو پگاہ * کہہ دیا سب کو پکڑ لائی سپاہ
زندگی سے اپنے کر قطع امید * خوف سے کانپنے تھے ہر ایک مثل بید
شاہ کو دیکھا نظر باز ظریف * تخت پر جو شب کو تھا اُن کا حریف
عارف سلطان تھا وہ لاجرم * کہہ دیا اُن سے نہیں اب تم کو غم
میں بچا لیتا ہوں اپنے قوم کو * کیونکہ شہ عارف سے روگرداں نہو
چشم عارف ہیں امام ہر دو کون * عارفوں سے ہے بجا امید عون
چشم عارف ہیں امان دو جہان * دو جہان میں ہیں معاون عارفان
ہیں محمد عارف شاہ علا * اس لئے ہیں شافع ہر دو سرا
نور آن کا مرہم ہر داغ ہے * کیونکہ اُنکو دیدۂ مازاغ ہے
ہے شب دنیا میں محجوب آفتاب * ناظر حق ہیں و لیکن وہ جناب
ہیں مقامات عباد اُن پر عیان * اسلئے شاہد ہیں وہ شاہ جہان
اس لئے اُنکو خدا شاہد کہا * جانتے ہیں سب کسی کا ماجرا
حق کہا معراج میں لولاک انہیں * پس خدا کے پاس وہ شاہد نہیں
اس لئے ہے قول شاہد معتبر * بے غرض وہ راز دیکھا ہے مگر

مدعی دیکھا ولیکن با غرض * چشم کو اسکے غرض کا ہی مرض

منظر حق دل ہی دل شاہ ترا * ہی مگر شاہد یہ دیدۂ شاہ کا

دل تجھے ہی دو جہان مین راہبر * کیونکہ ہی اللہ کے دل پر نظر

مناجات درگاہ مین قاضی الحاجات کے

حق نے ہر ذرہ مین یہ جذبہ رکھا * کھینچے اپنے جنس کو جیون کہربا

آہن کشش سے یاالہی دے امان * کھینچ اپنے طرف ای مہربان

جاذبون پر ہی ترا جذبہ امیر * لطف سے ہو تو ہمارا دستگیر

نفس غالب ہی نہایت ای خدا * ستمگان کو اسکے آفت سے بچا

ستمگان کو تو نہ دے دشمن کے ہاتھ * نفس کے جذبے سے دے اسکو نجات

بیان درمیان صفات باطنی کے

ننگ ہو ناموں سے رکھنا ہی صلاح * شاید اس سے ہو تجھے حاصل فلاح

زر کو دیتے ہین سیہ تاب اسلئے * تا کہ وہ تاراج سے ایمن رہے

ہی خدا جس مرد کی نور جلال * اس سے ظاہر کیون نہو سحر حلال

صحبت ناجنس سے پرہیز کر * ہمنشین ہو نیکونکا ای پسر

نیک ہین وہ چشم جو ہو وین خبیر * مین فدائے مردم روشن ضمیر

چشم جو ہین مست خضراے دمن * عقل کو کر اپنے اسکی ممتحن

ہی تیرے حنظل و قند کو ای عزیز * جنس اور ناجنس کی ہی بیشک تمیز

جنس اور ناجنس ہی از روی ذات * تو نکر صورت طرف اسکی برات
جنسیت تاثیر کی ہی صورت سے الگ * ہین بشر بھی وئے جنس ملک
جنسی جب جنس جنت کا ہوا * جنسیت اسکی ہوا اسکو رہنما
جنسیت ہی ایک تاثیر نظر * اس نظر سے ہم ہین جنس یکدگر
جو نظر حق زید مین پنہان کیا * تجہہ مین ہی تو بھی تو اسکا جنس تہا
مرد کو دے ہی خدا خوئے زنان * وہ مخنث وار مرد اتا فلان
جب کردے زن کو خدا خوئے رجال * وہ چتوری ہو نکل جاوے چنال
جب رکہا تجہہ مین صفات جبرئیل * تو اڑیگا عرش پر لے قال و قیل
جب رکہا تجہہ مین صفات گاو خر * پانچہ تو رکہہ کے پر آ آخور پر
گور مین مردو بن ہین اکثر خاص ہو * ایک مردہ زندو سے افضل تر ہین دو
گور مین سوتے ہین وہ خوش بے گزند * زندگان اُن سے ہزارون بہرمند
چشم ہی مشکات انکا دل چراغ * عرش اسکی روشنی سے باغ باغ ۔
اِس لئے فرمائے ختم انبیا * صورت حال دل ہر اولیا
مین سماؤن نہ کہین حق نے کہا * کیا فلک کیا عقل وانفس کیا علا
ہون دل مومن مین لیکن مثل ضیف * بی چگون بیچون اور بی کم و کیف
دل کی انکہین کہول دلمین کر نظر * غیر کے اور اسکی دل سے دور کر
کیمیاگر ہی دنیا سے پوست کر * اس صناعت سے عدو کو دوست کر

عشق سے بھر کے پی آب حیات * تاکہ ہووے روح کو تیرے نجات

حق تجھے بخشے نہ یہ ملک جہان * بلکہ دے بخشے جہان جاودان

ذکر اسکا کہ انسان مظہر آیات حق جل علا کا

آدم اصطرلاب وصف ذات ہی * ذات آدم مظہر آیات ہی

اسمیں جو آوے نظر عکس خدا * عکس جیون پانی میں ہو مہتاب کا

ماہ دنیا میں ہے تیرے پیش مردمان * عکس اپنا دیکھ اسکے درمیان

اسمیں جو آوے نظر ہی عکس ذات * ورنہ تو وہ شیر ہی اسکے ثبات

شیر جو وہ سخرۂ خرگوش تھا * عکس پر اسکے اسے وہ جوش تھا

عکس پر اپنے کیا حملہ دلیر * بس کنوے میں گر پڑا ہو وہ شیر

تو بھی سب دشمن سے ہوتا ہے جو * ای غلط انداز خود غافل ہے تو

وہ عداوت خصم ہی نہ عکس حق * جو صفات قہر سے ہے منطبق

ہے گڑا اسمیں ترا عکس گناہ * بس گڑا اسکے تو اپنے انتہا

نظر آوین پیش تیرے اخلاق دون * ہی وہ آئینہ تیرا تو ہی زبون

جب تو آئینہ میں دیکھا اپنا حال * بس نہ آئینہ سے پیدا کر ملال

عکس پر کب تک رکھے اپنا نظر * اصل دیکھی آخر اپنا پیشہ کر

خلق کو تو جب جیون آب زلال * اسمیں پیش تابان صفت ذوالجلال

گر چہ بدلے آب دریا چند بار * عکس مہر و ماہ و اختر بر قرار

خوب روہیں گے مثال آینہ * عکس حق اس میں خیال آینہ
عشق انکا عشق ہی اللہ کا * تو حقیقت بھول کر شیدا بنا
تو حیات عشق سے اللہ سے * خار صورت کو اٹھا دے راہ سے
اصل میں آخر ہی یہہ سب خد و خال * کب رہے پانی میں دایم یہہ خیال
صورتیں ساری ہیں عکس ذات حق * سر بسر دیکھہ اسمیں ہیں آیات حق
چشم کو تیری اگر ہی آگہی * جس طرف دیکھے تو ہی جلوہ وہی
حق کو جب تو غیر بوجھے بے شعور * کیا تجھے دیوے خبر شاہ غیور
حق منزہ ہی دوئی اور شرک سے * کیا ہی معدومات سے نسبت اسے
ہی جہان سب جسم حق ہی جان جان * مغز ہی لیکن نہیں ہی استخوان
انکہہ سے شیطان کے آدم کو نہ دیکھہ * آب و خاک آدم کو ہرگز تو نہ دیکھہ
ذرہ خورشید کو شپر نہ بوجھہ * جو کہ ہی مسجود جز شاہ کر نہ بوجھہ
عکس ہی استاد لیکن عکس ہیں * عکس میں حق کے فنا ہی وہ یقین
جب مبدل ہو گئے ابدال حق * بس نہیں ہیں خلق جب پھیرے ورق
قبلہ وحدانیت یک ہی نہ دو * خاک مسجود ملک ہرگز نہو
ما رمیت اذ رمیت ای مرد دین * دید احمد دید خالق ہی یقین
مدح و نعت مصطفی ہی حمد حق * ایک ہی آش جای میوہ اور طبق
تو کرے سے سیب جب پہلے اگے * کیا عجب ہی جو اگر بولیں اسے

تو کرے کو تو رخ ذات حبیب جان * کیونکہ ان دونوں میں ہی ہے راز نہان

ہمت ثانی کو نہ بھول اے چشم شوخ * تخت کب دریا میں رہے گو نکا کاخ

چمکے کب خورشید کے آگے ہلال * کیا کرے رستم سے تجہ پیر زال

ہی غیور و غالب و پروردگار * غیر کو کب اسکے ہو درگہ میں بار

کب روا ہو دیکھنا دو جہاں * بلکہ خود صاحب میں ہی اپنے فنا

غیر کو موجود گر بوجھے یہاں * بے بصر نجھے عرفان اور دانش کہاں

چشم دل کی کھول دیکھ سب اسرار ہیں * ایک ہے قبلہ یہاں پر دو نہیں

جبکہ وہ دیکھے یقین گر ہو * ... کہاں تو مادیگا الحمد کو

حاش للہ تو ہی اس حالت پر ... زندگی اور مرگ ہے سب شہوار

مرغ ... میں اندر ہوا * سایہ اسکا ہی زمین پر جا بجا

دل ہی سایہ ساید سے بدن * بلکہ گوہر دل کا وہ پایا بدن

مرد موسے روح مثل آفتاب * چرخ پہ تابان تن اندر جا خواب

جان جیون سیمرغ ہو مخفی حجاب * تن پر آمدہ تاب ہی زیر لحاف

روح امر رب سے ہے جب مخفی * جو مثال اسکی ہو من میں ہے خفی

جس جگہ قاصر ہو بحث وصف ذات * قدرت حق کی ہی ... ناداری بات

کیا ہماری عقل قاصر ہے وہاں * جان ہی ارواح کے جاتے جہاں

جز وہ روح جو ... بانجسد * جز آخر ہو کیا باقی ...

نقش تجنے بے خبر کیا باخبر * ہاتھ مین نقاش کے ہین مختصر
آنکو ہر دم صفحہ امکان پر * چاہئے کھیدے یا مٹا دے نقش گر
کوزہ گر کوزیکا ہووے کارساز * کوزہ کب ہوا پسے پھن و دراز
کب تلک جیون فاختہ پوچھیگا تو * کوو کوو کوو کوو کو
ہشیار لے معنا نہو پرپا تہی * تک سمجھ اصحاب کو ای منتہی
انکہہ گر رکھتاہی تو خود کر نظر * دیکھے کیا چشم سفیہ بے خبر
کان گر رکھتاہی تو کانون سے سن * احمقون پر کب ہوی ہے روشن سخن
لے مقلد کے نظر کا پیشہ کر * عقل اپنے کے لئے اندیشہ کر
عقل و جان محجوب ہی مجھ سے ولے * گر ہو تجھ مین تاب بارے دیکھ لے
اہل دنیا سب ہی زندان مین اسیر * مرگ دائم آنکو ہونا گزیر
جز مکر نادر ہین مردان خدا * جان زندہ تن اگرچہ ہو فنا
ذائق لذت ہی یہ جان ای عزیز * احمقون کو اس سخن کی کیا تمیز
ذوق نفس و راحت تن کے بدل * ابلہی ہی ڈھونڈنا قصر و محل
ایک سجد مین ہی بیٹھا شاد و خوش * باغ مین رہتا ہی وہ آخر و ترش
قصر ہی کیا چیز ویران کر بدن * گنج ویرانی مین ہی ای جان من
یہ نہین دیکھا جو ہنگام شراب * مست تب خوش ہو کہ ہوجاوے خراب
کاروبار مرسلین دانہیا * ماہ و خور از ناک سے ہووے جدا

تو نکل میدان میں اس تن سے گذر * عز و شان گر چاہے انکا ہو نفر
ایک شب میں ہو گیا جوں کہ طے * بس تو پھر کیوں منکر معراج ہے
ماہ سے بہتر ہیں وہ بدر و نجم * ہو گیا انگلی سے جسکے مہ دو نیم
جو عجب اس سے شق مہ کی تھی * ضعف عقل خلق کی تھی خیرگی
عشق کی جو راہ میں ثابت قدم * جز بار نبی کے مت مار دم
ترک کر دے دل سے کل حرص و ہوا * یاد کر قصہ نمود دعا کا بجا
خوف سے حق کے ہوا جو آب سے گر * حق تجھے جنت میں دے شیر و شکر
آخرت کا بیت ہی مکہ سے جہان * جو یہاں پایا سو پاویگا وہاں
تو عجب مت مان یہ اسکا معجزہ * اس سے بالاتر ہی آنکا معجزہ
روز محنت روز کشت و کار ہی * روز حشر حاصل انبار ہی
جب تو اجزائے جہاں جوڑی گیا * جسم جاں ان سب سے پھر کمتر نہ
تو سے خورشید زمین و چرخ سے * پارہ پارہ کے تن و جان پر سے
مال جوڑیگا تو دے پایدار * ایک ماوے جو کو تا پایدار
ہے بہائی جو عطا رحمت کے ای امیر * آخرش چھوڑ سے گا انکو نا گذیر
تو نہ جو جو صفت میں اجر نئے * تجھ سے آخر چھین کے لیویگی

بیان شیطان کے دام و فریب کا

حق سے لیکن شیطان کی ذات غیر * ہے بڑا دشمن تیرا وہ حیلہ گر

مکار سے کہتا ہی تجھکو وہ لعین * مین تیرا ہمراہ ہون یار و معین
جان فدا اپنا کرون تیرے اوپر * رکھہ نہ تو کچھ بات کا دلمین خطر
تو زمانے کا ہی ارستم ای دلیر * دور تو ہر کام مین مانند شیر
اسطرح دم دے کے اس بدذات نے * کفر کے جانب جھکا یا ہی تجھے
جبکہ تو خندق مین جا کر گر پڑا * وہ ہنسے اور قہقہہ مارے کھڑا
تو پکارے اسکو ہی وقت مدد * اب اتھالے مین میرے کر جلد وکد
تو میرا ہی یار مین ہی میرا رفیق * دستگیری کر نہو سے دے غریق
وہ کہے چل دور ہو تو کون ہی * دیکھا ہی تجھہ ایسے بہتر سے گرے
ایسے سب دیوون سے مین بیزار ہون * مین نہ تیرا آشنا نہ یار ہون
حق کہا وہ خود سعادت سے ہی دور * کیا بچاوے تجھکو اسکا مکر و زور
فاعل و مفعول دونو لعنتی * زانیات و زانیان ہین دوزخی
روسیہ کہ باہزاران اشتہار * حشر مین انکو کرینگے سنگسار
رہزن و ظالم ہین ہر یک بائکل * ہین یہان عاقل و لیکن وہان خجل
نہی حق سے متقی پاوے رشاد * لیک ہووے حرص فاسق کی زیاد
منع گر یک شی کرے دانہ کبھو * اسکو ممنوعات نہین ہوتا غلو
چاہ کو بوجھا ہی وہ ایوان جاہ * دام کو دانہ بتقاضاے الہ
تو حقیقت کو سمجھنا ہی خیال * اس خیالات فنا کو اصل حال

وہ جو کہتا ہی حقایق ہین دروغ * ہی گرفتار خیال بے فروغ
ہین حقایق حق خیالان مین فنا * تو تو ہو پابند تخیلات کا
توبہ کرتا حق کرے توبہ قبول * فسق مین کب تک رہیگا ای فضول
جب پشیمان ہو کرے عاصی فغان * عرش لرزے ہی بدرد عاصیان
بخش دے حق انکو پھر عیش ابد * دولت باقی نہ یہہ دنیاے بد

بیان یہہ کہ صورت فانی سے بسود اور حقیقت باقی موجود ہی

حسن ظاہر پر نہو مغرور و مست * ان نہو تو بت تراش و بت پرست
صورت فانی سے مت ہو شاد کام * جام مین می ہی نہین ہی می مین جام
می طلب کر ساقی گلفام سے * می سے ہی مستی نہین ہی جام سے
معترض معنی سے صورت ہی پرست * ترک کر صورت کو ہو شیدای وحدت
صانع صورت ہی سے صورت پسند * تو رہے صورت کا کب تک پاے بند
صانع صورت ہی سے صورت نہین * بس تماشا یہہ کہ صورت نہین
صورتین بندی ہین سب صورت خدا * پس مقید تو نہو تشبیہ کا
تو دنا ہی تا کہ حق آوے نظر * فکر مین حاصل نہین غیر از ضرر
پس حقیقت ہووے حق معبود کان * ذوق چاہے ہی تو کر سیر معان
گرچہ بعضون نے یہان رہ بھول کر * دم کے جانب منہہ کیا بھولا سر
لیک وہ پھر آگے ان گمراہ کے * دادھر دیتا ہی دم کے راہ سے

کوئی منہ کوئی دم طرف رولائی ہین * قسم دوسری سے تجھ سر دیا آئی ہین
تجھہ مین ہی تو پر نہ یہہ تو جو ہی تن * وہ توئی جسمین نہو دے ما و من
اول و آخر توئی ظاہری ہی تو * جب تلک تو ہی نہ سمجھیگا کچھہ و
ہی توئی تیرے حجاب ذات حق * اُس پر قربان ہون جو لے جیہہ سبق
جو کہ تو اپنے مین ہیگا دیکھتا * پھر اُسکو اپنے سے ہی دیکھتا
ذکر حق سے سایۂ رہبر بھلا * کون ہے رہبر کے اِس رہ مین چلا
سو عصا سے دیدۂ روشن بھلا * تا کرے وہ سنگ سے گوہر جدا
مکر اپنا کر تو اپنے دل سے دور * ہو فنا حق کے عنایت کے حضور
ایسے بیکار مین کیا سود ہی * کیا فلاح اِسمین ہی کیا بہبود ہی

حکایت صدر جہان بخاری کی

تھا بخار مین جو وہ صدر جہان * قبض سے اُسکے تھا عالم کامران
صبح سے تا شام کرتا زر نثار * خلق پر وہ سرور عالی تبار
مفلس و محتاج اُسکے راہ پر * صف بصف رہتے کھڑے لب بند کر
گرچہ اُمن سے کوئی کرتا سوال * اسکو ہرگز یک دم دیتا نہ مال
نوبت فقہا کے دن یک ناگہان * ہو کے مضطر کر اُٹھا آہ و فغان
یعنی ہون بیبس ہے تو اے بادشاہ * لطف کی کر ئیگا میرے پر نگاہ
پر وہ اِتنی ہی خطا کے واسطے * ایک حبہ زر نہین بخشا اُسے

جب ہوا لاچار وہ پیر کہن * تب کفن ساز اسکو پہنا کر کفن

نعش رکھتے پر رکھے مردہ بنا * ایک بیباک صدر جہان وہان آگیا

زر دیا اسکی کفن پر اسنے ڈال * اسنے جلدی ہاتھ کفن سے نکال

لے کے زر بولا کہ ای والا ہمم * مجھکو بھی ہے چاہتا انعام و کرم

شاہ بولا سچ ہی لیکن ای عزیز * تو نہیں جب تک ہوا ہے مردہ

مر موتوا قبل مرتوا اب یہی * بعد مرنے کے کفے تجہہ پر بھی

یہان نہین کچھ سود مرنے کے سوا * پاس حق کی کیا ملے حیلہ ترا

ہے عنایت حق کی موقوف ممات * آشکارا ہو گئی تجہہ پر یہہ بات

بلکہ مرنا بھی نہین ہے بدل حق * موت کو بھی تو سمجھ لے فضل حق

راہ یہہ ہے پیر کے ہی پر خطر * چاہئے دانا تجھے یک راہ بر

یا تجھے یک پیر کامل چاہئے * یا کہ روشن دیدۂ دل چاہئے

دنیا اور دنیا دارون کے مکر کا بیان

یہہ جہان مکار ہے مکرون کا گھر * مکر سے اس کے ضروری ہی حذر

واسطے طعمہ کے راہ مکر سے * لب پہ دریا کے مگر مردہ بنے

یہہ جہان دکہلا کے اپنا رنگ دیو * دام مین لاتا ہے دوانے بدو

مکر اپنا جبکہ ہے حیوان مین * مکر کب ہووےگا پھر انسان مین

ہین بہت مکار جگ مین حیلہ ساز * باطنا ابلیس و ظاہر پاک باز

برہمین مصحف جیسے زین العابدین * خنجر زہر آب اندر آستین
منہہ پہ خندہ دل میں کینہ اور دغا * دل میں بد ذاتی وے منہہ پر حیا
زہر دل میں وہ من پر شہد و شکر * ایسے بدذاتوں سے یارب الحذر
بس تجھے اس راہ میں ای مرد راہ * چاہیئے یک پیر کامل نیک خواہ
لیک ہی پہچاننا اس پیر کو * سخت تر دشوار تر ای پیر جو
تو بحکم عقل ناقص ای ظرف * بھاگتا پھر سے بچھو کی طرف
جبر سے ماں باپ کے بیزار رہو * فاسدوں کے غول میں جاتا ہی تو
پیر کو تو دیکھ منہہ لیتا ہی پھیر * رہزنوں کے دام میں جا ہی دلیر
آپ کو بہر خدا تفویض کر * ترکتازی ہی ضلالت ای پسر
کور جو ہمراہ رہبر کے چلا * خوب اس بینا سے جو تنہا گیا
راہبر کی کر تمیز ای بے بصر * راہبر لے راہبر لے راہبر پیر
میں بچاہوں سیر افلاک و اثیر * پیر چاہوں پیر چاہوں پیر پیر
پیر ہی خود نردبان آسمان * پیر سے جا پاس ہو سیر لامکان
عقل سے نمرود جب معذور تھا * آسمان پر کر گدو نکو لے اڑا
اسکو فرمائے خلیل ای بے بصر * میں باتر کرگس سے ہوں تو خوبتر
میں تجھے دکھلاؤں ہفتم آسمان * تو نچاویگا بزور کرکسان
عقل جزوی مثال کرگس ہی یقین * وہ گئے مردار بر روے زمین

عقل ابدالون کی ہے جیون جبرئیل * وہ اَڑے سدرے تلک قال وقیل

بیان اسکا کہ طالب کو مجاہدہ دائمی لازم ہے

یار کی خواہش رہ مین ثابت قدم * تو بغیر از جست و جو مت مار دم
گر سفر سے تو نہین پاوے مراد * بو جہہ بعد آنے کے ہو شاید کشاد
گرچہ وصل اسکا ملا اندر حضر * لیک تہہ بہہ بہی تو موقوف سفر
یہہ سفر کرنا نہ تہی تیری خطا * بلکہ تہی موقوف اس پر یہہ عطا
تو سفر کرتا کہ جب آوے وطن * کہول دے عقدہ تیرے وہ ذوالمنن
جب خطا مین وہ حساب بے خلل * پر گیا بعد آنے کے مشکل ہوئی حل
پس تجہے لازم تردد ہی مدام * کہہ نکالا عقل کے عہدے سے کام
چاہئے عشق کو اتنا جہد و جہد * تا کہ سب سے بہی ہو طالع سعد
پہر پہر آنا مرغ مجروح بدن * تو جدا ہو جاوے جلدی جان ز تن
اس تردد سے ملے شاید کہ یار * کیون نہین تو ڈہونڈتا ہی بار بار
یا تو حاصل وصال کر اُس یار کا * یا تو اُسکے راہ مین سرکو کٹا
جو نہ ہی ذوق محبت سے بہر جہکے * کاٹنا اُسکا گلا تلوار سے
کان جو واقف نہین اسرار سے * خوب گر بہرے رہین آواز سے
چشم جو دیدار سے بہرا نہ لی * خاک ڈال اسمین کر اندہی ہی بہلی
جو نہون ہاتہہ اُسکے دامن سے بہم * خوب ہی ہو جائین گر دو نو قلم

پانون جو پہنچے نہ اُسکے راہ پر * عاقبت دیوینگے تجھکو درد سر
مرتبہ جان کا نہین تو جانتا * کیونکہ تجھکو رایگان بخشا خدا

دعا مومن کی قبول ہونے کے تاخیر کا سبب

اہل دل جب نالہ وزاری کے ساتھ * حضرت حق مین اُٹھاوین اپنا ہاتھ
چرخ پر نالیکا اُنکے ہو گذار * تب ملایک مینکے کہتے زار زار
ای خدا دے بندۂ مومن کی داد * کون دیوے تجھ سوا اُسکی مراد
بندۂ مخلص جو کرتا ہی فغان * تجھ سوا اُسکا وسیلہ ہی کہان
تب کہے حق یہہ نہین ذلت اُسے * گر اجابت مین ہوئی مہلت اُسے
وہ جو حاجت لاے ہی میرے حضور * گر روا ہوجاے پھر جاویگا دور
گر کرون حاجت کو اُسکی مستجاب * پھر مبادا چھوڑ دے بر اہ صواب
خوش مجھے اتاہی اُسکا بولنا * اِلتجا لانا خدایا بولنا
بلبل و طوطی ہین پنجرے مین اسیر * خوش زبانی کے سبب سن ای امیر
حق رکھا تریاق مخفی زہر مین * تا کہ ذو الالطاف الخفی اُسکو کہین
خاریون ہی مین ہی اسکی مرحمت * اہل عصیان پاوین جام مغفرت
ہین بہت مشاوش اپنے رب کے امر * جیون شکر پر خلق سمجھے اُنکو زہر
منکرون کے دلمین از جوش صفات * ہوگیا حق سے ظہور معجزات
آتش ابراہیم پر گلزار تھی * گرچہ وہ نمرودیون کو نار تھی

بیان مین اسکے کہ عالم کا سونا جاہل کے جاگنے سے افضل ہی

نیند عالم کی ہی طاعت سے بھلی * اُس کے جو رکھتا خمار جاہلی
خواب احمق کا سراسر ہی زبون * ہی مثال عقل اُسکی سر نگون
خواب عورت کا زبون تر اُس سے یار * زن وہ ہی جو عقل و ہوش اسکے ہین خو
گر ہوا آزاد محنت مین اسیر * مخلصی پا دیکھا وہ روز اخیر
جو کہ ہی مملوک مادر زاد سے * اسکو آزادی کی لذت کب ملے

حکایت اس مسخرے کی جو اپنی عورت کو قاضی کے پاس بھیجا

جوحی نامے شخص یک مفلوک تھا * مفلس و محتاج و بے برگ و نوا
اپنی عورت سے کہا اُسنے کہ ہم * کب تلک سہتے رہین جور شکم
ہی تیرے ہتھیار تو جا دید کر * تا کہ آئے یک چندے راحت سے عمر
نرگسی شہلا مین تیرے اے پری * ہی سراسر شیوہ جادوگری
ہین تیری ابرو کمان مژگان ہین تیر * زلفین ہین گویا کمند صید گیر
جا کسی دانا پہ اپنا دام ڈال * دانا بنا دے پہ ہو کھانا محال
کر لب شیرین سے اسکے تلخ کام * لیکن اپنا کر شکر اس پر حرام
زن گئی یا تنہا قاضی کے حضور * ظالم سے شوہر کے با فریاد شور

قاضی اسکے دیکھہ کرگال کی تاب * دام مین جاگر پر آ امر غاب شتاب
عارض گلگون کی دیکھہ اسکی بہار * ہو گیا بابال صفت اسکا شکار
وہ قیامت قد و قامت دیکھہ کر * پھس رہا پھر مین جانند خر
پھر کہا ہی محکمے مین غلغلہ * فہم کچھ ہو تا نہین تیرا گلا
رات کو آوے اگر خلوت مین تو * کیا تیری فریاد ہی معلوم ہو
بولی وہ گھر مین تیرے ہی ازدحام * ہر کسی کو بات کا پڑتا ہی کام
گھر میرا ہی خالی از خلل * غیر کا ہرگز نہین اسمین محال
میرا شوہر بھی گیا ہی گانو کو * آو گر اسمین تو کچھ خدشہ نہو
کر ایسا کر چلی وہ سیمبر * مکر سے زن کے حذر ہی الحذر
بار ہا شیطان آدم سے کہا * دانہ کھاوین پر انہو نے نہ سنا
آخرش حوا نے جب ترغیب دی * کھا لیا او ربات انکی مان لی
اولا جو خون کیا قابیل نے * اس زمین پر سو ہوا زن کی لئے
مکر زن کا ہی برا المختصر * قاضی دانا گیا شب اسکے گھر
وہان تھے سب موجود اسباب طرب * ایک تھا آب زلال یک تشنہ لب
ناگہان جوحی نے وہان دستک دیا * ہاتھہ سے قاضی کے توتا اڑ گیا
چو طرف گھبرا کے تب دوڑنے * کچھ نہین پایا بجز صندوق کے
ہو رہا صندوق مین قاضی نہان * زن سے جوحی نے کہا ای بدزبان

ایک عالم نے نصیحت مجھکو کی * قلتبان بولین کبھی شہد اکبھی
یہہ دولت ہین مجھے تیرے سبب * تو مجھے رسوا کیا کرتی ہی اب
تو سمجھتی مال و زر مجھ پاس ہی * تجھکو اس صندوق پر وسواس ہی
خلق بوجھے اسمین ہی مال و منال * ایسا نہ کرے تین عذر بد سگال
صورت صندوق ہی زیبا ولے * وہ تو خالی ہی زر و اموال سے
گرچہ ہی منال اس بدن کے باوقار * اس پٹاری مین نہین ہی غیر مار
مین لیجاکر نکال اسکو ہی صندوق کو * آگ دیتا ہون میان لاچار ہو
تا کہ دیکھین مومنون گبر و جہود * جو نہین کچھ اسمین یک ذرہ کا سود
زن لگی کہنے اس سے درگذر * ہو وہ سوگند ہی اس بات پر
پھر وہ جبر ہو کے بولا حمال کو * چوک مین لیکر چلا وہ تند خو
قاضی اس حمال سے روتا ہوا * کان مین آہستہ یون کہنے لگا
محکمے مین جا کے ای حمال تو * بول نائب سے مرا احوال تو
چاہیے یہہ صندوق اس سے لیکے مول * گھر لیجا پر چوک مین ہرگز نکھول
جتنے ہین عاشق غم معشوق مین * مبتلا گویا ہین وے صندوق مین
زندگی اندوہ مین ضائع کئے * کچھ نہین دیکھا بجز صندوق کے
جان اگر تپ جاوے ساتون آسمان * حرص سے ہی قید صندوق جہان
بعد مرنے کے نہین اسکو عروج * یا کہ ہی صندوق مین تربت کے بوج

ایک نادر ہی ہزارون سے بشر * جو کہ ہووے بات کی اسکو خبر
جسنے دیکھا جو جہان کے باہر سے * وہی سمجھے بوجھے تن کے باہر سے
جو نہین دیکھا کبھی ہرگز خلاص * اسکو ہی صندوق سے کیا اختصاص
ذوق آزادی نہ دیکھا جان جو * اسکو خود صندوق تن میدان ہو
قید صورت مین رہا جو کے اسیر * اسکو صندوق بدن ہی ناگزیر
جو مقید ہو رہا اس خاک پر * اسکا کب ہووے گذر افلاک پر
گر نہین صندوق صورت پر فدا * مثل قاضی کے بھلا کیون چھپ رہا
یا الہی بھیج ایسا باکمالات * تا دلاوے ہمکو اس تن سے نجات
خلق کو صندوق تن سے دین چھوڑا * انبیا اور اولیاے باصفا
نائب آ جوجی سے بولا ای فلان * قیمت اس صندوق کے کر دے عیان
وہ کہا دینار نوسے دیوے ہمین * ایک مین راضی نہین دینے کتین
چاہو تم دینار دیکر کے ہزار * مول لو یا چاہو اپنے گھر کو جار
پھر کہا نائب نے ای بیہودہ سر * قیمت اس صندوق کی ہے اسقدر
کون لیگا گر رہے صندوق بند * بیع بے رویت نہین ہرگز پسند
تب وہ بولا کھول کر تو دیکھ لے * گر پسند آوے نہین قیمت نہ دے
بولا وہ مت کھول اسکو زینہار * دے مجھے سربستہ اے ناہوشیار
مسخر کرتا تجھ پر ستاری کرین * مت کہی برہنہ کر تجھ پر نسین

گر توہی آزاد بہتر از اسیر * بس اسیروں پر نہو تو حرف گیر
جو نہیں کرنا تو اپنے پر پسند * دوسروں پر بھی نکر ای ہوشمند
ہی جہان دار مکافات ای پسر * جو کریگا پایگا اسکا ثمر
حق تعالی ہی رحیم و پردہ پوش * عیب پر اوروں کے تو مت خروش
تو اماسی خورشید کا ہی عکس ذات * مت ہلا جز دین اور دانش کے ہاتھ
تو مراقب ہو کے پاس اپنے کو پا * عیب جو زنہار مت ہو غیر کا
ایسے کیسی تمثیل بول اس مرد سے * لے لیا صندوق صد دینار دے
تو ہی نت صندوق تن میں مبتلا * مول لین داہم ترے تیں او لیا
نام اپنا اور علی کا اس لئے * خاتم پیغمبران مولا رکھے
جسکے مولا ہیں محمد مصطفی * اسکے مولا ہیں علی مرتضی
کون ہی مولا جو تجہہ کو قید سے * مخلصی بخشے اور آزادی دے
رہنما آزادگی کے ہیں نبی * انبیا دین مومنوں کو مخلصی
ای گروہ مومنوں شادی کرو * مثل سرو و سوسن آزادی کرو
لیک دایم ان شفیعوں کے حضور * شکر میں رطب اللسان ہنا ضرور
نفس کے تابع نہونا اسقدر * جو نہو اپنے شفیعوں کی خبر

تتمہ حکایت اس مسخرے اور قاضی کی

بعد پہر یک سال کے عورت کے سات * بولا یون جوحی کہ ای شیر بن زکات

دام اگلا پھر تو لے قاضی پر ڈال * کچھ پھر سے شکوہ سے کر ظاہر ملال
عورت اپنے ساتھ لے عورات چند * پھر آسی قاضی پہ جا پھینکی کمند
جبکہ وہ آواز سے تھا آشنا * آپ خود کہہ نہ سکی اپنا گلا
دوسری زن کو کر اپنا ترجمان * عشوہ و غمزہ سے رکھے اپنے نہان
ناز پنہان اُس بت طناز کا * کچھ اثر قاضی کے دل پر نا کیا
پھر کہا حاضر کر اُسکے خصم کو * نفقہ اسکو کیون نہین دیتا ہے وہ
ابتدا مین اسکو پوچھا نا نہین * کیونکہ تھا صندوق مین قاضی رہین
بولا وہ ہون شرع کا دل سے غلام * ہے نہین نزدیک میرے نیم دام
گر مرون تو ہو نہ قسمت مین کفن * شدت افلاس سے شش پانچ زن
جب سنی آواز پہچانا اسے * یہہ وہی مکار ہے جانا اسے
یہہ ستمگر ایک حیلت ساز ہے * یہہ وہی مکار لعبت باز ہے
پس کہا اُسکو کہ ای شش پانچ زن * تو وہم عیار ہے پر مکر و فن
ہو چکی نوبت میری ای حیلہ گر * جا کے تو اب اور کو داماد کر
جا چلا بازی کر اب اورون کے سات * دے مجھے شش پانچ سے اپنے نجات
ہو گیا شش پانچ سے ہشیار مرد * پوچھا مکر عالم شش پانچ مرد
پانچ حس اور شش جہت سے ہو بری * مکر سے دنیا کے پائی آگہی
چاہ دنیا ہے جو تیری شش جہت * باہر آ اس چاہ سے یوسف صفت

پاوے یوسف کا تجھکو پاگاہ * وہ فروغ دولت و ایوان جاہ

بیان اسکا کہ بشر مین سراسر خالق کا نور ہے

ہین ہزارون جبرئیل اندر بشر * ہر بشر مین ہین نہان عیسی مگر
آدمی کے تن کے بتخانہ مین ہان * ہین ہزارون کعبۂ دولت نہان
ہی مکان اصلی تیرا وہ لا مکان * تجھ دانا کی ہے ویران کیون دکان
یون کہا تذنات سے شیطان جو زبون * خاک کے تیئن تو سجدا کیون کرون
آنکھ سے پردہ اٹھا اور دیکھ لے * تو نہین ہے خاک بلکہ نور ہے
ظاہر اسکا خاک باطن نور ہے * باطن اسکا نور سے معمور ہے
یہان تلک یہ بحث کرنا ہے بجا * بعد اسکے یہ سخن ہے نا روا
تو اگر کوشش کریگا سو ہزار * پر نہووے راز اسکا آشکار
تا لب دریا کرے گھوڑا گذر * پھر گھوڑے کی نہین دریا پہ
تجھکو آگے اور مرکب چاہئے * مرکب جو ہین سے آگے کام لے
مرکب چوبین ہی خاموشی تیری * پھر یون خود پڑھ ہے خاموشی
گرچہ خاموشان تجھے کرتے ہین دل * پروے آپے عشق کا فرع و اصول
تو نہین ہے جانتا انکے زبان * ہین وہ گویا تو سمجھتا خامشان
تو کہا ایسا کو کہ کیون خاموش ہے * وہ کہے تجکو کہ کیون بے گوش ہے
مین ہوا ہون گویا ایک تو ہے بیخبر * تیرے گوشان ہین یہان پہ کور و کر

مردہ ودے رات کو جب مدت ہو * خواب مین کرتا ہزارون گفتگو
سبلے شک آسکے پہلو مین توجا گتا * آذت و گرا سکی نہین سنتا ذرا
مرکب چوبین کہی لگ گئی جسکو چوٹ * حال اسکا ہی نہایت لوٹ پوٹ
غرق دریامین ہوا ماہی مثال * کچھ نہین آتا بیان مین اسکا حال
وہ نہ گویا ہی نہ خاموش عجب * حال اسکا ہو سکے اظہار کب
ہیں یہہ دو نو حال گویا دو نونے * یہہ بیان کرنا ادب سے دور ہی
ہی مثال یہہ بس رکیک و بے سواد * پر نہین محسوس ہیں اس سے زیاد
تن مثال سایہ ہی جان آفتاب * نور بے سایہ کے ہی اندر حجاب
نور جب دیویگا سایہ کو جلا * تب جہانکے تو پایگا اس نور کا
زندگانی ہی فنا کے ہات میں * آب حیوان ہی مگر ظلمات مین
تن فدا کر جان کو دے روشنی * تا نہو مغرور تو نفس سرکشی
نفس کا شکوہ ہی قرآن مین تمام * دشمن جان ہی تیرا وہ بد لگام
کر تجارت حق کے تو بازار سے * صد ہزاران گل خرید یک خار سے
جا طرف گل کے تو اے نادان چلا * پھر خود دیکھ و چھوڑ باقی ہی خدا
قطرۂ جان کر فدای بحر جان * تا کہ تو ہوویگا بحر بیکران

خاتمہ اسکتاب مستطاب کا شکر مین
پروردگار وہاب تعالی شانہ کے

شکر ہی پروردگار پاک کو * جسنے دی گویائی مشت خاک کو
خاک کو دانش دی اور دی جان بھی * نور عرفان دولت ایمان بھی
شکر ہی واجب تیرا ای کردگار * نعمتیں آدم کو بخشے بےشمار
شکر تیرا کون کر سکتا بشر * جو کرے انسان سو ہی مختصر
شکر تیرا اے کریم بےنیاز * تونے جنت کو بنایا ہی برگ وساز
تو دیا اس باغ کو رنگ بہار * تاقیامت ہو تو اسکا آبیار
تو نے دی میری زبان کو آب وتاب * فضل سے تیرے بنی روشن کتاب
میں کہاں اور یہ کہاں میرا وجود * تجھ سے ہی موجود عالم ای ودود
اس مرے نامہ کو یکسر خاص وعام * شوق سے دیکھیں پڑھیں باحترام
کر انانیت کو میرے دل سے دور * جانیں میرے فن کا کر ظہور
جو محبت سے پڑھے میری کتاب * کر مناجات اسکی یا رب مستجاب
خدکوا ئے دلون میں دے اثر * تاعبادت میں تیرے باندھیں کمر
جو کرے دل سے میرے حق میں دعا * دو جہان میں اسکا بر لا مدعا
وہ شفایاں روح مولانا سے روم * تا دل دے عالم میں اس نامہ کی دھوم
ذوق دے یعنی لقا کا جان کو * ساتھ رکھ یا رب میرے ایمان کو
معرفت کا نہیں کر روشن چراغ * تا کہ سے دل روشنی سے باغ باغ

کر حقیقت سے مجھے آگاہ تو * اور یقین کا نور شمع راہ تو
تو مجھے ظلمت سے غفلت کے نکال * تو دغا دیوے نہ نفس بدسگال
جس گھڑی تن سے کرے پرواز جان * کر شہادت پر میری گویا زبان
اور میرا نزع جان آسان کر * کر تو میرا خاتمہ ایمان پر
گور مین بتا مجھے جنت کی سیر * کر تو یارب خاتمہ میرا بخیر
سب خطا ہونسے بچا یارب مجھے * مغفرت اپنی بتا یارب مجھے
فضل کر ہی فضل تیرا بیکران * رایگان تو بخش یارب رایگان
گرچہ ہون از بسکہ بدکردار مین * لیک ہون تیرے چمن کا خار مین
ہر چمن مین نخلبند مہربان * خار پر گل سے کرے ہی سایبان
پس مجھے ای نخلبند کاینات * دے خرابی سے دو عالم کے نجات
تو دیا انسان کی صورت مجھے * فضل کر کچھ سیرت انسان دے
تو مجھے انسان کی خلعت دیا * نسل مین صدیق کے پیدا کیا
شہ علاء الدین میرا جد جد * تجھے فقیر مین سبہی تیری مدد
رکھ مجھے انکے قدم پر استوار * واسطے صدیق کے ای کردگار
جان فدا ہیں وہ تیرے درگاہ کے * پیشوا کر انکو میری راہ کے
وہ مجھے پہنچا دین تا شاہ عرب * خاتم پیغمبران محبوب رب
مین رہون قربان انکے آل پر * اور تمام اصحاب فرخ فال پر

تاکرین مجھ پر شفیع المذنبین * یک شفاعت کی نظر فرماوین
رحمة للعالمین ہی انکی ذات * کیا عجب گر عاصیون کو دین نجات
واسطے آل نبی کے ای کریم * کر میرے احباب کو جنت مقیم
دمبدم صلوات تیرا اور سلام * آل پر انکے او یارون پر تمام

* ختم تیرے نام پر ہی یہہ کتاب *

* ای خدا مستعان و مستجاب *

صورة ماکتبه عاصی و زید علی صفی اللهی القادری النقشبندی وابن مولوی قاضی نور علی مرحوم مغفورنا روقی الانصاری الجہرا موہن

ابتداء نامہ چون در نظیم * هست بسم الله الرحمن الرحیم

در حمد جناب احدیت جل جلاله

حمد آن بی نیاز کی از فی شود * وصف ان از پاره دل کی شود
درمیان حزن کاں این سوز دل * جمله از بی نیازی از تب دل
چون زگلی کل خورده در دل عندلیب * در گلستان می طپد بی حبیب
این حزن غایبت یارب تنگتر * میرسد در بند پای ما شرر
ای خدایا آن حلقتم نما * صبر کن و صبر در نمرودی زما
نار تو خویش را کن مشتعل * وار هان از دست گرگ بد دل
دمی کز مستیش این هست شد * باز آن مستی به بستی مست شد

نی شرابی کاندران نی سوز نه * یک جهان رقصند زان چون بوزنه

خمسهٔ باطن بسوی بیت باز کن * خمسهٔ ظاهر بغیرت باز کن

چون عقول عشر این عشرهٔ خصال * هر معشوقت منه در قیل و قال

در نعت حضرت خاتم النبوت صلی الله علیه وسلم

نعت آن منعوت کامد عین حق * زو گرفت این مهر را ادم سبق

سرور عشاق محبوب خدا * عین حق حضرت محمد مصطفی

چونکه روی خویشتن در آینه دید * خلعت پیغام پوشید و رسید

در دل چشم خلائق آمده * قوت دیدار را نوری شده

گر نبودی ذات پاکش جلوه‌گر * چون نمودی ذات واحد در نظر

چون کشود عین تجلی شد عرب * محرم اسرارهای عین رب

نام انسان را که بر وی بسته‌اند * آن نه انسان زاب و گل کان رسته‌اند

این مخص اسمیت ای پاکیزه‌خو * ورنه آن جان جهان است عین هو

لیک عینیت نباشد پایش گر شود * هر نوای نی ز مو ظاهر شود

تا که تو از عقل نفست عاقلی * غافلی ظاهر به باطن غافلی

تا توی در حضرت او نیست بار * دامن آتش بگیر و چاره یار

در خدمت پیر و مرشد عمری مولانا افضل العلماء مولوی محمد ارتضا علیخان

بیا در جونامری قاضی القضات مدراس و مرشد استفاده

مولانا میر لطیف الله باجوری مد ظلهم العالی

تا نباشد پیر تو چون ارتضا * کی لطیف الله کند ذات ترا
کسوت خلقیت گرچه ذات او * لیک عین ذات ذات او
پیر من آئینه پیران بود * می نگنجد ماه من در پیر بود
گر نشیند بر سر صدر قضا * داعی حکمش شود قدر و قضا
در گلستان خواه بلبل خواه گل * از قضاء نام ما کش جز و کل
ای گدای او نیابی هیچ راه * بس بود نامی لطیف الله شاه
هر چه شد موجود از ازل و ابد * نقش دلها یا لطیف الله شد
هر زبان کز نام او در کام شد * کام نامش در خواص و عوام شد
هر چه گویم وصف بالا تر است * شپره کی وصف خور را در خور است

در مدح بزرگانیکه در معنی اصل ذات و بلفظ عین صفات هستند

ای جمال الدین جمال دین شو * یا فت از نور محمد نور نو
یا اخی و صفت ندارد انتها * شرح اصلی میر سانم مر ترا
عارفی در وصف مولانای روم * این چنین یک شعر را کرده رقوم
مثنوی مولوی معنوی * هست قرآن در زبان پهلوی
چون کرا داد از فیض عام مستعان * ترجمه شد در زبان هندیان
نو عروسی را شده چون ماشطه * پاک ذات عارف او واسطه

یا الٰہی ساز عارف ان سمر را * آنکہ گفت اورد کردہ طبع را

بعد ازان آن کس کہ او تصحیح کرد * مطالب جانان را توضیح کرد

دفتر بر معرفت اسرار او * ہر زبان جا نرادہ انوار تو

بر تو چون گردید سرخوش فتحیاب * فہم کن واللہ اعلم بالصواب

تمام ہوا چھاپہ

* ہندی مثنوی مولانا روم قدس سرہ کا *

* تصنیف شاہ سبحان صاحب دام برکاتہ کی *

* بفرمایش واہتمام مورد فیوضات احد مولوی نور محمد صاحب کے *

* مطبع تعلیمیہ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب کے *

* واقع بلدہ کلکتہ محلہ بابیک خانہ کوچہ ہجرا مال مکان نمبر ۲۵ *

* مہینہ رجب سنہ ۱۲۶۶ ہجری نبوی صلعم *

۱۸۵۰ ع

* *

*

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	ٹ	ئی
٦	۴	دھر	احمد
۹	۱۷	قد	ھد
۱۱	۱۵	ژ ای	ی
۱۵	۴	جیا	جبا
۱۹	۸	دو	دء
۲۱	۱	لیا	کیا
۲۵	۹	ای	ں
۲۷	۱۳	سخے	سے
ایضاً	۱٦	و	کرو
۲۹	۴	بھم	ھم
۲۹	۱۴	ما	ماری
۳۳	۱٦	کرووا	کروا
۳۴	۱۵	شیرءین	شیریں
۳۵	۳	ظاہر	ظاہرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸	۱۱	سرسے	سر لیے
۴۹	۷	کو	کونے
۴۵	۱	سو	ہو
۴۷	۱۵	پرما مجھے	پر مجھے
۴۷	۱۲	ہوے	ہوئے
۵۲	۱۷	یہہ قطرہ	یہہ سب قطرہ
۵۵	۱۴	فروتی	قمروباہی
۵۶	۱۱	سنیں	آمدنیے
۶۳	۵	شوت	شہوت
۶۳	۱۵	میکہ اسکے اخلاص	میکہ اخلاص
۶۶	۸	نحاں مردون	نحاں فانی
۶۶	۱	گر	گبر
ایضاً	۱۲	زرہ	ذرہ
۶۸	۱۵	سمی	اسمی
۶۹	۱۳	ے ہو بابل گاز را	دگذار ہو بابل
۷۱	۱	چکی	چسکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٣	١١	وہ گردو	وہ خوگر
٧٦	٢	اگر	گر
٨٠	٣	بن	لین
٨٦	١٠	کاونسن	کامنین
٨٧	١٠	اسن	رسن
٨٩	١٥	تانکی تی	تھا ازکا
٩١	٣	تھے	تھا
٩٢	١	کوہ	کون
٩٢	١٠	سپید اسکو	سپید ونکو
٩٣	١٢	کب وہ	وہ کب
١٠٣	١	خودکاتلق	خودخالق
[illegible]	[illegible]	زن کب	زن وہ کب
١٠٦	١٢	کیا کیا روز	کیا روز
١٠٦	١٠	متوجہ کر مود	متوجہ نمود
١٠[illegible]	٩	عرض	عوض
[illegible]	٣	اب تا نیے	ای جیبون نیم

ۃ	سطر	غلط	صحیح
	۴	اندوہ	اندوہ
	۱۵	نامجبور	نامحمود
	۱۶	ڈاکو ر	واکوڈ
	۱۶	ایسی انبائی	ایسی نابینائی
	۳	سے گئے	سے گذرا
	۸	ہیں	ہیں
	۳	کو شادی کو	کو شادی کہ
	۱۶	سوا	غیر
	۱۷	ہیں	وہ ہیں
	۵	جد	جدا
	۱۵	بچھڑ ہوئی	بچھڑ وہی
	۱۱	اس کا فر	اس کا فرق
	۹	باخطر	بی خطر
	۱۳	جب کہ تجھے راہ بر	جب تجھے کوئی راہ بر
	۱۴	آہ وزاری کی	اور زاری بھی کی
	۵	وفا	وغا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۱۳	ایوان	الوان
۱۹۳	۲	بت	بہت
۱۹۳	۹	جان آب	جان جان
۱۹۸	۱۹	حق سے خدا	حق سے جدا
۲۰۳	۲	ہو کر کے اندر	ہو بکر اندر
۱۰ ایضاً	۱۴	کہاں کچھ ہوئی ہے	کہاں ہو بکر ہے
۲۰۷	۷	تکبہ	تک
۲۰۸	۱۰	لر	گر
۲۰۹	۱۰	بنا	بنایا
۲۱۰	۳	ذ	ڈ
۲۱۰	۶	تجھ	تجھ سے
ایضاً	ایضاً	بد	بدخو
ایضاً	ایضاً	دخو	کو
۲۱۲	۵	دفتر	ابتر
ایضاً	۷	کے	سے
۲۱۳	۱۱	کہا	سے کہا